فہم اور آزادی

اسلام اور مسیحیت میں فہم اور آزادی کا تفصیلی موازنہ

ڈاکٹر ڈینیل شائیستے
بانی ای۔ایف۔ڈی

فہم اور آزادی

ڈینیل شایستے کی دیگر تصانیف

The House I left Behind

Islam and the Son of God

Christ above all

یہ کتاب DvD اور Audio CD پر بھی دستیاب ہے۔DVDs اور Audio CDs میں صحائف کے لیے حوالاجات اِس کتاب میں موجود ہیں۔

اِس کتاب میں اضافی مواد کو بطور فُٹ نوٹس شامل کیا گیا ہے۔

ڈینیل شایستے کی تصانیف کی معلومات کے لیے

www.exodusfromdarkness.org

7spirits@gmail.com

فہم اور آزادی

اِسلام اور مسیحیت میں فہم اور آزادی کا تفصیلی موازنہ

ڈینیل شایستے

Exodus from Darkness

Copyright © 2016, Exodus from Darkness, Inc.

اس کتاب کے حقوق محفوظ ہیں۔ مگر آپ اِس کتاب کو یا اِس کے کسی بھی حصے کو مصنف اور پبلیشر کے نام کے ساتھ استعمال کر سکتے ہیں۔اِس کتاب کے مُصنف ڈینیل شایستے ہیں اور اسے Exodus from Darkness نے چھاپا ہے۔اگر اِس کتاب کو یا اِس کے کسی بھی حصے کو بطور لیکچر یا تعلیمی مواد استعمال کیا جائے تو لازم ہے کہ اس کتاب کے مصنف کو کریڈٹ دیا جائے۔اِس کتاب میں کسی بھی صورت کوئی ترمیم یا تبدیلی نہ کی جائے۔

مُصنف: ڈینیل شایستے

فہم اور آزادی :اِسلام اور مسیحیت میں فہم اور آزادی کا تفصیلی موازنہ

Published by Exodus from Darkness, Inc.

York, PA, USA.

ISBN:978-0-9756017-7-8

www.exodusfromdarkness.org
usa@exodusfromdarkness.org

فہرست

1. پیش لفظ 07

2. تعارف 09

3. ہمیں شخصی علم کی ضرورت کیوں ہے؟ 17

4. اپنی ثقافت کو بہتر بنانے کی ضرورت—کیوں-کیسے؟ 32

5. اِسلام سے مسیح تک کا میرا سفر 46

6. خُدا- کیا خُدا کا وجُود ہے؟ 62

7. سچے خُدا اور جھوٹے خُدا میں امتیاز کیسے کیا جائے؟ 77

8. اِسلام کے خُدا اور مسیحیت کے خُدا میں فرق 89

9. کیا اِسلام کا خُدا ایک بھلا راہنما ہو سکتا ہے؟ 107

10. کیا اِسلام کے زریعے آپ خُدا سے صلح رکھتے ہیں؟ 125

11. کیا قُرآن سچے خُدا کا کلام ہے؟ 138

12. کیا اِسلام واقعی آخری اور کامل دین ہے؟ 156

13. مسیح یا مُحمد—دونوں میں سے آپ کے لیے اچھا راہ نما کون ہو سکتا ہے؟ 171

14. اِسلامی قیادت اَبتری کا شکار ہے 183

15. اِسلام کی شریعت یا مسیح کی محبت –بہتر نمونہ کونسا ہے؟ 198

16. اِنسانیت کو دوستوں کی ضرورت ہے دشمنوں کی نہیں 210

17. یسوع مسیح کی انجیل میں باہمی تعلقات کے لیے کامل ہدایات موجود ہیں

222

18. قُرآن پیغمبرِ اِسلام کو بائبل پر ایمان رکھنے کا حکم دیتا ہے 230

19. مسیحی عقائد پر اسلام کے اِلزامات بے بنیاد ہیں۔ 242

20. اِسلام میں سیاست کا کھیل اپنے ہی عقائد کی تحقیر کرتا ہے

255

21. فریب، جھوٹ اور سیاسی کھیلوں سے آزاد ہو جانے کا سکون

274

22. نجات صرف یسوُع میں ہے 284

23. یسوُع راہ حق اور زندگی ہے 297

24. کتابیات 306

پیش لفظ

یہ کتاب اِسلام کے بنیادی عقائد پر روشنی ڈالتی ہے اور اِن کا مسیحیت اور دوسرے عقائد سے موازنہ کرتی ہے اور ان معلومات کو پیش کرتی ہے جن کو جاننا مسلمانوں کے لئے از حد ضروری ہے۔ یہ کتاب اپنے قاری پر منکشف کرتی ہے کہ اِسلام کے علماء اور راہنماوں نے کس طرح مسلمانوں کو اندھیرے میں رکھا تاکہ وہ اپنے عقیدے کے بارے میں کچھ بنیادی حقائق کو کبھی نہ جان سکیں۔

اِسلام سے مسیحیت کی جانب اپنے سفر کے دوران میں نے جن تجربات اور مشاہدات کو اکٹھا کیا یہ کتاب اُنہیں تجربات و مشاہدات کا عکس ہے۔اِس سفر میں متعدد بار کئی ایک سوالات نے مجھے انتہائی پریشان کیا، میں یہ سوچ کر حیرت میں پڑ جاتا کہ مجھے اِسلام کی سیاسی فطرت سے بے خبر کیوں رکھا گیا اور کیسے رکھا گیا، مجھے اِسلام کو اُس کے دنیاوی پسِ منظر میں دیکھنے کی اجازت کیوں نہ تھی اور سب سے بڑی بات کہ مسیح اور مسیحیت میں چھپی خُوبصورتی کو مجھ سے چھپانے کے لیے مجھے اندھیرے میں کیوں رکھا گیا۔

میں بہت شُکر گزار ہوں کہ مسیح یسُوع نے میری زندگی بدل دی، میں اُسکا شُکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے اِس قابل بنایا کہ میں ان مذہبی اور دنیاوی منصوبوں کو بے نقاب کر سکوں جو مسلمانوں سمیت بہت سے لوگوں کو گمراہ کر سکتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ یہ

کتاب دنیا میں لاکھوں مسلمانوں اور غیر مسلموں کیلئے مشعل راہ بنے اور ان کی مدد کرے کہ وہ سب ایمان کے شہزادے یسُوع میں پناہ پائیں تاکہ وہ ایک پر امن زندگی کامزہ لے سکیں، آج اور ہمیشہ کیلئے۔

ڈینیل شایستے

تعارف

ہیلو! میرا نام ڈینیل شایستے ہے۔ میں آپ کے ساتھ اِکیس موضوعات پر مبنی ایک تفصیلی گفتگو کرنے جارہا ہوں۔ گفتگو کے اُس مرحلہ میں داخل ہونے سے پہلے ،اِس تعارفی حصہ میں، میں آپکو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اِس سیریز کو میں نے بات چیت کے اَنداز میں ترتیب دیا ہے۔ اگرچہ میں ذاتی طور پر آپکی آواز تو نہیں سن سکتا، لیکن پھر بھی میں اسے گفتگو ہی کہنا چاہوں گا کیونکہ آپ اپنے ضمیر کو ہمکلام کر سکتے ہیں اور میری جانب سے اٹھائے گئے ہر مسئلے کا خود جائزہ لے سکتے ہیں۔ اگر ہم اپنے ضمیر کو نظر انداز کریں تو ہماری گفتگو کبھی بھی فائدہ مند نہیں ہو سکتی ۔ اِس لئے آیئے گفتگو کے آغاز ہی سے ہم ایک دوسرے سے وعدہ کریں کہ ہم اپنے ضمیر کی آوازوں کو نظرانداز نہیں کریں گے۔

اِس سلسلہ وار گفتگو کے ہر موضوع کا ایک عنوان ہے، لیکن مجموعی طور پر اِس سلسلے کو "فہم اور آزادی" کا نام دیا گیا ہے۔ میرا یسُوع مسیح کے ساتھ حیرت انگیز طور پر سامنا ہوا۔ زندگی کے بھید کو فہم سے جاننے، اپنے عقیدے کیلئے دلائل رکھنے، اندھی تقلید سے بچنے اور آزادی سے زندگی گزارنے کیلئے مسیح نے میری مدد کی۔

گذشتہ دہائیوں میں میری ہزاروں مسلمانوں کے ساتھ بات ہوئی، پڑھے لکھے اور اَن پڑھ، تحمل مزاج اور بد مزاج، مذہب اور شریعت کے پابند راہنماؤں سے، کبھی ذاتی

طور پر اور کبھی ریڈیو، ٹیلی وژن اور انٹرنیٹ کے ذریعہ۔ اُن میں سے بہت سے لوگوں پر اس منطقی گفتگو کا بہت بڑا اثر دیکھا میں نے۔ میں نے دیکھا کہ زندگی کے ہر معاملہ میں آزادی کی اہمیت کو سمجھ جانے پر کس طرح ان کے نظریات تبدیل ہو گئے۔اِن تجربات سے مجھے یہ موضوعات تیار کرنے کی تحریک ملی تاکہ میں آپ کے لئے اور لاکھوں دوسرے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لئے راستہ تیار کر سکوں کہ وہ جان سکیں کہ فہم اور آزادی کتنے گہرے طور سے ایک دوسرے سے جُڑے ہوئے ہیں۔

ہم روحانی اور سماجی طور پر اُس وقت تک آزاد نہیں ہو سکتے جب تک ہم اپنے عقائد اور ثقافتوں کو گہرائی سے نہیں جان لیتے اور اُن کے تاریک پہلوؤں سے باہر نکلنے کا مناسب راستہ تلاش نہیں کر لیتے۔اِسی لئے میں نے اِس مکمل سیریز کے لئے "فہم اور آزادی" کا عنوان منتخب کیا ہے۔ فہم اور آزادی ہماری زندگی کی دو اہم ضرورتیں ہیں ۔ حقیقی معنوں میں اِن میں سے ایک کا وجود دوسرے کے بغیر ممکن نہیں۔

بہت سے مذاہب اور عقائد اپنے پیروکاروں کو لاعلمی میں رکھتے ہیں اور انھیں اُن کی آزادی سے محروم رکھتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ مذہب اور عقائد کی یہ حُکمرانی لوگوں میں فہم اور آزادی کے فِقدان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ دو اوصاف کے مابین موازنہ کرنے سے ہی ممکن ہے کہ ہم اُن میں سے بہترین وصف کو چُن سکیں لہٰذا اگر کوئی عقیدہ لوگوں کو اِن کی اِقدار کو دوسروں کی اِقدار سے موازنہ کرنے سے روکتا ہے تو وہ عقیدہ لوگوں کی آزادی کی راہ میں حائل رکاوٹ ہے۔ آزادی کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو یہ

حق حاصل نہیں کہ وہ آپ کو چیزوں یا آپکے تصورات سے متعلق ڈگمگاہٹ اور ابتری کو دور کرنے سے روکے۔ وہ لوگ آزاد نہیں ہوتے جِن کے پاس کسی عقیدہ کو رکھنے کی درُست وجوہات نہیں ہوتیں اور نہ ہی وہ لوگ جانتے ہیں کہ حقیقی آزادی کیا ہے۔

اگر آپ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ کا عقیدہ بہترین اور مکمل ہے تو اِس بات کو ٹھوس اور منطقی دلائل کے ساتھ ثابت کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ کئی مرتبہ میرے منہ پر کئی لوگوں نے بڑی دلیری سے کہا کہ اُن کا عقیدہ بہترین اور مکمل ہے۔ جب میں نے اُن سے کہا کہ مجھے ذرا بہترین اور مکمل کی تشریح کر کے تو بتائیں۔ تب اُن کو اندازہ ہوا کہ اُن کا دعویٰ غلط تھا۔ میرا مقصد آپ کی مدد کرنا ہے تاکہ آپ کے پاس اپنے دعوؤں کیلیئے اعلیٰ دلائل ہوں۔

میری باتیں سننے کے بعد، یہ سمجھنا آپ کے لئے آسان ہو جائے گا کہ عقیدے کا مقصد دوسروں کے ساتھ مقابلہ کر کے برتری حاصل کرنا نہیں ہوتا، بلکہ یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ کیا یہ آپ کے پرکھنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت کو اہمیت دیتا ہے۔ حقیقی عقیدہ لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ تعلیمی باتوں کو گہرے طور پر سمجھ سکیں۔ اِس لئے میرے اندراِن 21 مختلف موضوعات کو متعارف کرانے کی تحریک پیدا ہوئی جن میں اِسلام اور مسیحیت کا وسیع طور پر موازنہ کیا گیا ہے۔ میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ صحیح عقیدے کے لئے اُس کی سمجھ بوجھ انتہائی اہم ہے کیونکہ اس سے آزادی حاصل ہوتی ہے۔

اِسلامی ملکوں میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ اِسلام کے بارے میں سوال کرنے اور اِس کا دوسرے عقائد سے موازنہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ لوگوں کو اپنے مذہب کے بارے میں بھی سوال کرنے کی آزادی نہیں ہے۔ یہی نہیں بلکہ مسلمانوں کواِسلام کی تعریف کرنے اور دوسرے عقائد کو بدنام کرنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے چاہے دوسرے عقائد میں کتنی ہی اچھائیاں کیوں نہ ہوں لیکن اُن کواِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اپنے اور دوسروں کے عقائد کو سمجھنے پر پابندی کا مطلب غلامی ہے۔ اگر آپ آزادی کے پیاسے ہیں، تو سب سے پہلے آپکو اپنے فہم پر کام کرنے کی ضرورت ہے، اپنی ثقافت اور عقیدے میں رکاوٹوں کی شناخت کریں اور پھر اُن پر قابو پانے کا بہترین طریقہ تلاش کریں۔ فہم، آزادی حاصل کرنے کی کُنجی ہے۔ بغیر فہم کے، بہت حد تک، ہم اپنے ضمیر کی آواز کو دبا دیتے ہیں اور اُن لوگوں کے اندھے پیروکار بن جاتے ہیں جو ہماری لاعلمی کے باعث ہمارا استحصال کرتے ہیں۔

اِسی وجہ سے، آپکے ضمیر کو بیدار کرنے اور آپکے کے اندر آزادی کی پیاس پیدا کرنے کے لئے،اِس سیریز کے پہلے دو موضوعات شخصی علم اور ثقافتی افزائش سے متعلق ہیں تاکہ آپ کی صحیح اور غلط میں فرق کرنے کی قابلیت میں اضافہ ہو اور آپ کے اندر اک پیاس بیدار ہو کہ آپ زنجیروں کو توڑ کر آزاد ہو جائیں۔

میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ دُنیا میں کسی بھی دُوسرے شخص کی طرح آپکی بھی گہری خواہش ہو گی کہ ہر بہترین چیز حاصل کریں۔ اچھی اور صحت مند چیزیں ہمیشہ ہمارے فائدے کے لئے ہوتی ہیں۔اِسی لئے ہم بُری اور مضر چیزوں کو پاس رکھنے سے کتراتے ہیں۔ یہی اصول ہمارے مذہب اور عقیدے پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ ہمیں بہترین عقیدے کی ضرورت ہے۔ بہت سے لوگوں کو اُن کا عقیدہ برادری یا والدین سے وراثت میں مِلا ہے بغیر یہ جانے کہ آیا یہ درست بھی ہے یا نہیں۔

لوگوں کو اُس عقیدے کی ضرورت ہے جو انہیں اعتماد دے، اُن کے انتخاب کی آزادی کا احترام کرے اور ان کو اچھا معیار فراہم کرے جو اُن کو اپنے خاندان یا دوسروں کے ساتھ کامیاب زندگی اور پُرامن تعلقات قائم کرنے میں مددگار ہو۔

اِیسے خوبصورت عقیدہ کے حصول کے لئے جذبے، کھلے ذہن، تحقیقات اور موازنے کے لئے ذاتی اقدامات اور آخر میں بہترین فیصلہ کرنے کے لئے جُرات کی ضرورت ہے۔ ایک اچھا اور صحت مند عقیدہ نہ صرف ہمارے لئے اور ہمارے خاندانوں کے لئے اچھا اور مفید ہے بلکہ یہ ہمارے ذریعے ہماری ذات برادری میں روشنی افزوں کرتا ہے اور ہماری ثقافت کی افزائش کرتا ہے۔ ثقافتی افزائش زندگی کے ہر شعبہ میں لوگوں کو خوشحال بناتی ہے اور زندگی کو زیادہ بہتر اور مفید بنانے کیلئے زندگی کے ان تخلیقی اصولوں کو دریافت کرنے میں لوگوں کی راہنمائی کرتی ہے۔

اگر ہم اپنے دل، دماغ اور ضمیر کا استعمال نہیں کرتے تو ہم مفاد پرست لوگوں سے دھوکہ کھا جائیں گے اور زندگی کے ہر پہلو میں ہم اُن کے بُرے منصوبوں کا شکار ہو جائیں گے۔ میں نے اپنی باتوں میں بہت سے مسائل اٹھائے ہیں تاکہ آپ سمجھ سکیں کہ لاعلمی بہت سے طریقوں سے ہمارے لئے پھندا بن سکتی ہے۔ لیکن سچائی جاننے سے ہم آزاد ہو جاتے ہیں۔

میں نے اِن موضوعات کو اِس طرح سے ترتیب دیا ہے کہ آپ کو اِنھیں بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملے۔ پہلے دو موضوعات فہم کی اہمیت کو سمجھنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ یہ دونوں موضوعات آپ کو اِس بات کی یاددہانی کرائیں گے کہ آپ ایک قابل اِنسان ہیں اور اپنے اندر ہر چیز کو پرکھنے اور مناسب فیصلے کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ اِن دونوں موضوعات کے بعد، میں نے اپنی زندگی کی کہانی بیان کی ہے تاکہ آپ کو بتا سکوں کہ کس طرح دوسروں نے مجھ سے رابطہ کیا اور میری مدد کی کہ میں اپنے دماغ، دل اور ضمیر کو استعمال کروں تاکہ میں خدا کی دی ہوئی آزادی کو واپس حاصل کر سکوں جِسے مفاد پرست لوگوں نے میری لاعلمی کی وجہ سے مجھ سے چھین لیا تھا۔ جس طرح دوسروں نے آزادی حاصل کرنے میں میری مدد کی اُسی طرح میں بھی آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ اپنی آزادی کو حاصل کر سکیں اور پھر آپ دوسروں کو آزادی دلانے میں اُن کی مدد کریں۔ آزادی سب کے لئے اچھی ہے۔ ہم سب کو آزادی کا پیغام رساں ہونا چاہیے۔

اپنی گواہی کے بعد، میں نے اگلے پانچ موضوعات میں موازناتی انداز میں خُدا کے بارے میں بات کی ہے۔ تاکہ خُدا کے بارے آپ کے علم میں اضافہ ہو۔ خُدا کا تصور آپ کے دین یا کس بھی دوسرے مذہب میں بنیادی حثیت رکھتا ہے۔ آپ کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ آپ کی بنیاد کیا ہے۔ اپنے مذہب کی بنیاد کو سمجھنے کے بعد ہی آپ اِس بات کا فیصلہ کریں کہ کیا آپ کو اِسی مذہب میں رہنا ہے یا اِسے چھوڑ کر کسی بہتر مذہب کو اختیار کرنا ہے۔ ہمیں اِس طرح تخلیق کیا گیا ہے کہ ہم بہترین کا انتخاب کر سکیں۔

میں خُدا کے بارے میں سب کچھ آپ کے سامنے رکھوں گا تاکہ آپ سمجھ سکیں کہ آیا خُدا کا وجود ہے یا نہیں۔ اگر وہ وجود رکھتا ہے، تو کیا وہ خود کو آپ پر عیاں کرتا ہے یا پھر خود کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ آپ سچے اور جھوٹے خدا کے درمیان فرق کرنا بھی سیکھیں گے آپ جان سکیں گے کہ کیا آپ کے دین کا خُدا آپ کے لئے اچھا راہنما ہے یا پھر آپ کو سچے خُدا کی تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔

باقی موضوعات کے ذریعے میں نے فلسفیانہ نظریات اور دیگر تمام اخلاقی اختلافات کو اُجاگر کیا ہے جو ایک مذہب اور معاشرے میں خُدا کا غلط تصور پیش کر کے کئی طریقوں سے زندگی کو برباد کر سکتے ہیں۔

میں نے نہ صرف مسائل کو اُجاگر کیا ہے بلکہ اُن کا بہترین حل بھی بتایا ہے۔ میں نے آپ کو آپ کے مسائل سے چھٹکارہ دلانے کے لیے مدد کرنے کی پوری کوشش

کی ہے، تاکہ آپ اپنے عقیدے کے اِبہام کو سمجھیں اور ایک آزاد شخص کی طرح زندگی گزار سکیں۔

آپ کے لئے میرا مخلص مشورہ یہ ہے کہ آپ خُدا کی عطا کردہ شناخت کی قدر کرتے ہوئے اپنے ذہن، دل اور ضمیر کو استعمال کریں اور جو بھی آپ مجھ سے سُنیں اُس پر غور کریں۔ پہلے سے موجود کسی بھی تصور کو موقع نہ دیں کہ وہ آپکو میری باتیں سننے سے روک سکے۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ میری باتیں غور سے سُننا تمام مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لئے فائدہ مند ثابت ہو گا۔

اِس سیریز کے سفر میں میرے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہونے کا بہت بہت شکریہ۔

ڈینیل شایستے

جنوری2016

ہمیں شخصی علم کی ضرورت کیوں ہے ؟

ہمارے اپنے ایمان یا دوسروں کے ایمان کے متعلق شخصی علم۔ سب کو اِس بات کا علم ہونا چاہیے کہ فہم اور دلیل کے بغیر زندگی کامیابی سے نہیں گزرتی۔

علم کے بغیر ہم زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جائیں گے

علم ہماری زندگی کے لئے روشنی کے مینار کی مانند ہے۔ زندگی میں ہر کام کے لئے ہمیں علم کی ضرورت ہے۔ کھانا، کپڑے، گھر یا کار خریدنے کے لئے، شریک حیات اور دوستوں کے انتخاب کے لئے، اپنے خاندان کی پرورش کرنے یا کسی عقیدہ کی اقدار کو قبول کرنے یا رد کرنے کے لئے، زندگی میں ہر کام کے لیے ہمیں علم کی ضرورت ہے۔

تصور کریں کہ اگر ہم اپنی آنکھیں بند کر کے اپنے جیون ساتھی یا دوستوں کا انتخاب کریں اور اُن کی خوبیاں اور خامیوں سے بے خبر رہیں تو اِس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ اِس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم کھُلی آنکھوں سے ایسی اِقدار کا انتخاب کریں جو ہمارے سیاسی، سماجی اور اقتصادی تعلقات کو پر امن، خوشگوار اور با معنی بنا سکیں۔

صحیح عقیدے کے لئے بھی ہمیں علم کی ضرورت ہے۔

اگر ہم صحیح راستہ نہیں جانتے، تو ہم اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکتے۔اِسی دلیل کے مطابق اگر ہمیں صحیح عقیدے کا علم نہیں ہے تو ہم روحانی طور پر گمراہ ہیں اور خُدا سے ہمارا ملاپ نہیں ہو سکتا۔

زندگی، علم کے بغیر مکمل خسارے میں ہے۔

ایک بیوقوف شخص گھر بنانا چاہتا تھا لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ گھر کی تعمیر ٹھوس بنیاد پر ہونی چاہیے۔ لہٰذا، اُس نے اپنا گھر ریت پر بنایا۔ اور جب سیلاب آیا تو اُس کا گھر برباد ہو گیا۔ اگر اُسے علم ہوتا، تو وہ اپنا گھر ٹھوس بنیاد پر بناتا جہاں سیلاب اُسے نقصان نہ پہنچا سکتا۔ اِس لیے جس طرح ہوا زندہ رہنے کے لئے ضروری ہے اُسی طرح صحیح عقیدہ تلاش کرنے کے لئے علم ضروری ہے۔ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حقیقی زندگی کو سب سے عمدہ انتخاب کی تلاش میں عمل پیرا رہنا چاہیے۔ ہمارا مستقبل اُس وقت تک بہترین نہیں ہو سکتا، جب تک ہم اپنی زندگی کے لئے بہترین عقیدہ تلاش نہیں کر لیتے۔ خُدا نے ہر اِنسان میں جستجو کرنے کی خوبی رکھی ہے۔ تحقیق کرنا ہمارے عقیدے کا ایک لازمی حصہ ہونا چاہیے۔ ہمیں ایسے عقیدے کی پیروی نہیں کرنی چاہئے جو ہماری شخصی تحقیق پر پابندی عائد کرے اور لوگوں کو اُن کی مرضی کا عقیدہ اختیار کرنے کی اجازت نہ دے۔

فیصلہ کرنے کے لئے بھی ہمیں علم کی ضرورت ہے

ہمیں شخصی طور پر اور خاندان یا برادری کے رُکن کی حیثیت سے مناسب فیصلے کرنے کے لئے علم کی ضرورت ہے۔ جس طرح ہمارے فیصلے ہماری اپنی زندگی کو متاثر کرتے ہیں اُسی طرح اِن کا اثر ہمارے تعلقات کے ذریعہ ہمارے خاندان اور برادری پر بھی ہوتا ہے۔اِس لیے علم کی بنا پر لیا گیا ہر فیصلہ سب کے لئے اچھا اور فائدہ مند ہو گا۔ علم کے بغیر کیا گیا فیصلہ سب کے لئے نقصان دہ یا پھر کم فائدہ مند ہو گا۔ خاص طور پر جب یہ فیصلہ خاندان، برادری یا قوم کے راہنماوں نے کیا ہو۔آپ ایک لیڈر ہیں، یا پھر مستقبل میں آپ ایک لیڈر ہونگے۔ لٰہذا آپکے پاس کافی علم ہونا چاہیے تاکہ آپ اپنی شخصی یا خاندانی کامیابی کے لیے مناسب فیصلے کرسکیں۔پس ہر کام کرنے کے لئے علم بہت ضروری ہے۔

ہمیں اپنے شخصی علم میں اضافہ کرنے کے لئے کون سے اقدامات اُٹھانے کی ضرورت ہے؟

میں آپ کو علم حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے منسلک دس اقدامات بتانے جارہا ہوں۔

پہلا قدم: ہم اپنی آنکھیں اور کان کھُلے رکھیں

آنکھیں دیکھنے کے لئے اور کان سُننے کے لئے ہیں۔ جو اپنی آنکھیں اور کان بند کر لیتے ہیں اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کے لئے مجبور کرتے ہیں وہ خُدا اور انسانیت کے سامنے اپنے آپ کو اور دوسروں کو رسوا کرتے ہیں۔ سچے خُدا کی آنکھیں اور کان ہمیشہ کُھلے رہتے ہیں، انسانوں کو بھی سچائی کے ساتھ زندگی گذارنے کے لئے اِسی اصول کی ضرورت ہے. اگر ہم اپنی آنکھیں، کان، دل و دماغ سیکھنے کے لئے استعمال کریں تو زندگی اور زیادہ مفید ہو جائے گی۔ ایک سچائی پسند شخص کو دوسرے عقائد کے بارے میں بھی جاننے، انکے پیغامات کو سُننے، ان کو ایک دوسرے اور اپنے عقیدے سے موازنہ کرنے، اپنے لیئے سب سے بہتر عقیدے کا انتخاب کرنے اور پھر زندگی کو اس عقیدے کے منطق کے ساتھ گزارنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی بھی شخص یا عقیدہ جو آپ کو سچائی تلاش کرنے سے رُوکے وہ سچائی پسند یا محبت کو فروغ دینے والا نہیں ہو سکتا۔

دوسرا قدم: ہم رکاوٹوں کی شناحت کر کے اُن کا حل تلاش کریں

آپ کے سیکھنے کی راہ میں کونسی رکاوٹیں ہیں؟ کیا آپ کا عقیدہ رکاوٹ ہے؟ کیا آپ خود رکاوٹ ہیں؟ کیا آپ کا خاندان رکاوٹ ہے؟ کیا آپ کے معاشرے میں موجود سیاسی اور سماجی مسائل رکاوٹ ہیں؟ رکاوٹ آپکی حکوُمت ہے یا آپکا راہنُما؟

رکاوٹیں کچھ بھی ہوں وہ آپ کے، آپ کے خاندان اور ملک کے یہاں تک کہ پوری دنیا کے خلاف ہوتی ہیں۔ آپ کو اُنھیں شناحت کرنے اور اُن کے اثرات سے خود کو بچانے کا صحیح طریقہ تلاش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

تیسرا اقدم: ہمیں اپنے ضمیر کی آواز سننے کی ضرورت ہے

سچ بولنے اور سچائی کی تصدیق کے لئے آپ کا ضمیر حیرت انگیز طور پر آپ کا مددگار ہے۔

آپ کو اپنے ضمیر کی آواز کو دبانا اور خاموش نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کسی شخص کا ضمیر کوئی آواز نہیں رکھتا تو وہ شخص روحانی طور پر مردہ ہے۔ ایک آزاد ضمیر اخلاقی اعتبار سے درست کسی دوسرے شخص کی اصلاح کو قبول کرتا ہے چاہے وہ شخص اپ کو ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔ دوسروں کے حقوق کو نظرانداز کرنے والے لوگ وہ ہیں جو اپنے ضمیر کی آواز کو نظرانداز کرتے ہیں۔ بہترین نصیحت اور طرز زندگی کو مسترد کرنے والے لوگ وہ ہیں جو اپنے ضمیر کی صداقت اور اہمیت کو مسترد کرتے ہیں۔ اپنے ضمیر کی آواز کو نظرانداز کرنے والا شخص دوسرے کے حقوق کو احترام نہیں دے سکے گا۔ ایک آزاد ضمیر ہمیں دوسروں کی آزادی اور انکے حقوق کی تحقیر کرنے کی اجازت

نہیں دیتا چاہے وہ وہ لوگ ہمارے مخالف یا پھر ہمارے دشمن ہی کیوں نہ ہوں۔ ایک آزاد ضمیر ہمیں سکھاتا ہے کہ ایک بادشاہ اور بھکاری میں، راہنما اور کسی عام شخص میں، آقا اور غلام میں، بیوی اور شوہر میں کوئی فرق نہیں کیونکہ سبھی انسان ہیں اور آزادی کا حق رکھتے ہیں۔۔ اِس لئے آپ کو ہر اُس چیز سے دور رہنے کی ضرورت ہے جو آپ کے ضمیر کی آزادی کو ضبط کرے چاہے وہ آپ کا عقیدہ ہی کیوں نہ ہو۔

چوتھا قدم: ہمیں اپنے اندر پیاس رکھ کر خوب تر کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے

جس طرح پیاس کا اظہار کئے بغیر ہمیں پانی نہیں ملتا اسی طرح پیاس رکھے اور آغاز کیے بغیر ہمیں عمدہ اقدار کا علم نہیں ملتا۔ کیا آپ کامیاب اور پھلدار زندگی گزارنے کے خواہش مند ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر آپ کو اپنے اندر پیاس رکھ کر اِسے تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ فہم اور تلاش کرنے کی پیاس ہی ہے جو سچائی کو ہم پر ظاہر کرے گی اور اس طرح ہمیں جھوٹے عقائد سے آزاد کرے گی۔

پانچواں قدم: ہمیں شخصی طور پر آزادی پر عمل کرنے کی ضرورت ہے

لوگ آزادی کے لئے تخلیق کئے گئے ہیں، ورنہ وہ زندگی کے ہر میدان میں پیچھے رہ جائیں گے۔ ہمیں سچ کو تلاش کرنے کے لئے شخصی آزادی اور خود مختاری کی ضرورت ہے۔ چونکہ ہم اپنی مرضی سے زندگی گذارنے اور سچائی ظاہر کرنے کے ذمہ دار ہیں، اِس لئے ہمیں سچائی کو بھی آزادی سے تلاش کرنا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں اگر ہم خود مختار نہیں تو سچائی ہمارے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی۔ خود مختاری اور آزادی کے بغیر کوئی بھی شخص سچ کی تلاش میں اپنی پوری صلاحیت کا استعمال نہیں کر سکتا۔ دوسری طرف اگر آپ اپنی پوری صلاحیت کے ساتھ سچ تلاش کرنے کے قابل نہیں ہیں تو آپ پوری سچائی کو نہیں جان سکتے۔ اِس لئے اگر معاشرے میں کوئی بھی چیز بشمول آپ کا عقیدہ سچائی کو تلاش کرنے کی آپکی صلاحیت اور خداداد آزادی کو ضبط کر رہی ہے تو آپکو اس زنجیر کو توڑنے کا بہتر طریقہ ڈھونڈنے اور خود کو آزاد کرنے کی ضرورت ہے۔

سچائی کی تحقیق کرتے ہوئے خود مختاری کا استعمال آپ کی زندگی کو صحیح علم سے روشناس کروائے گا، اور یہ علم آپ کے لئے کامیاب زندگی کا دروازہ کھولے گا۔

چھٹا قدم: ہمارا عقیدہ ایسا ہونا چاہیے جس میں آزادی ہو

اِس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ آپ کے والدین یا آباء واجداد کتنے عظیم تھے یا ہیں، عظیم ہونے کے باوجود وہ آپ کو ایک ایسا عقیدہ دے سکتے ہیں جو آپ کی کامیابی کی راہ میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔ اِس صورتِ حال میں آپ کو اپنے عقیدہ کو ایسے عقیدے سے بدلنے کی ضرورت ہے جو آپ کے لیے اور آپکی برادری کیلیئے کامیابی کا دروازہ کھولے۔ اِس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ اپنے مذہب اور عقیدے کے کتنے پابند ہیں، لیکن اگر وہ عقیدہ آپ کی آزادی اور خود مختاری کے خلاف ہے، تو آپ کو اُس عقیدے یا مذہب کی جگہ کسی بہتر عقیدے کو لانے کی ضرورت ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں انفرادی، خاندانی، سماجی، سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی ترقی اُن مردوں اور عورتوں کی جرات کی وجہ سے ہے جنہوں نے اُس عقیدے کی اِقدار کی پیروی کی جس میں آزادی تھی۔ جس سے انھوں نے نہ صرف خود ترقی کی بلکہ دوسروں کے لئے بھی ترقی کے دروازے کھولے۔ کیونکہ اُنھوں نے اُس عقیدے کی پیروی کی جس نے اُنھیں یہ سکھایا کہ دوسروں کی ترقی سے ہم خود بھی ترقی کریں گے۔ لہٰذا، میں دوبارہ یہی کہوں گا، اگر آپ کے عقیدے میں آزادی نہیں ہے، تو آپ کو اُسے چھوڑنے اور ایسے عقیدہ قبول کرنے کی ضرورت ہے جس میں آزادی ہو۔

میں آپ کو ایمانداری کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ ایک ایسے عقیدے کی پیروی کریں جو آپ کی اور دوسروں کی آزادی کا احترام کرتا ہو، تو آپ ثقافتی پابندیوں کی مصیبت سے آزاد ہو جائیں گے۔ سچائی آپ کو آزاد کرے گی۔

ساتواں قدم: ہمیں دلیری کی ضرورت ہے

اپنی ترقی کے لئے ہمیں انفرادی طور پر اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر میں اپنی شخصی ترقی کا خواہش مند ہوں، تو مجھے اپنی کامیابی کے لئے ضروری اقدامات اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ رکاوٹوں پر غلبہ پانے اور سچائی جاننے کی شخصی خواہش کو اپنی طاقت بنائیں۔ جراتمند لوگ اپنے اور اپنے خاندان کے افراد کے لئے ضرور کوئی راستہ نکال لیتے ہیں خواہ وہ بہت زیادہ بیرونی دباؤ میں گھرے ہوئے ہی کیوں نہ ہوں۔ جراتمند لوگ اپنے محدود عقائد کے دائرہ کار سے باہر نکلنے اور بہترین اقدار کو تلاش کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ جرات مند بنئیے۔

آٹھواں قدم: ہمیں قیمت ادا کرنا ہو گی

علم حاصل کرنے اور علم میں ترقی کے لئے ہمیں قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔

ہمیں وقت دینا پڑتا ہے اور بعض اوقات تو پیسے بھی۔ بعض اوقات ضروری علم حاصل کرنے کی قیمت ہماری توقعات سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ہمیں اِس کے لئے بھی تیار رہنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں تنگ ذہن اور توہم پرست یا آمر لوگوں کے حملوں سے بچنے کے لئے تیار رہنے کی ضرورت ہے جو دوسروں کی لاعلمی سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ یہ سب قربانیاں ہمارے اپنے فائدے اور ہمارے خاندان، معاشرے اور تمام دنیا کے فائدے کے لئے ہونگی۔

نواں قدم: ہمیں کامیابی کو اپنا مقصد بنانا ہے

دنیا میں کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ہے جسے عبوُر نہ کیا جا سکے۔ آپ کو زندگی میں ہر رکاوٹ پر فتح حاصل کرنے کی ضرورت ہے، آپ کا عقیدہ بھی ایک رکاوٹ ہے اگر اُس کا مقصد آپ کو علم سے محروم رکھنا ہو۔ زندگی کی راہ میں حائل رکاوٹوں پر قابو پانے کا عملی طریقہ یہ ہے کہ آپ سب سے اچھا عقیدہ یا بہترین طرز زندگی تلاش کریں اور اُسے اپنا لیں۔ جی ہاں، آپ کو بہترین عقیدہ تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ انسانیت کو اِس صلاحیت کے ساتھ تخلیق کیا گیا ہے کہ وہ اپنے لئے خوُب تَر کو تلاش کر سکے لہذا اِنسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے لئے ایک ایسے عقیدے کو چُنے جو سب سے

بہتر ہو کیونکہ سب سے بہتر عقیدہ ہی اُسے اُسکی مشکلات پر فتح مند کر سکتا ہے۔ اگر آپکا مقصد تمام مشکلات پر فتح پانا ہے تو پھر فتح آپکی ہو گی۔

دسواں قدم: ہمیں اپنے معاشرے کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے

کچھ اور نہیں بس سچائی کا علم اور زیادہ فہم پانے کی لگن ہی ہمارے معاشرے کو بیدار کر سکتی ہے۔ ہر ممکن طریقے سے ہمیں سچائی کے نور کی مانند چمک کر دوسروں کے لئے راستہ بنانا ہے تاکہ وہ ہمارے تجربات سے سیکھیں اور ہم دوسروں کے لئے روشن مثال ہوں۔ اگر آپ اکیلے ہیں تو آپ ایسے دوستوں کی تلاش کریں جو سچائی کے متلاشی ہوں۔ تاکہ آپ کی رفاقت میں اضافہ ہو اور اِس طرح بہت سے لوگ بیدار اور آزاد ہوں۔ ہمیں ان لوگوں سے اپنا تعلق مضبوط کرنے کی ضرورت ہے جن کا مقصد حیات ہمارے جیسا ہی ہو۔

ہماری آگاہی کا انحصار ہمارے چناؤ پر ہے

کوئی شخص بھی ہمیں تبدیلی اور آگاہی کے لئے مجبور نہیں کر سکتا جب تک ہم خود تبدیل نہ ہونا چاہیں۔ اگر دُنیا کی تمام فوجیں اکٹھی ہو کر ہمیں سچائی جاننے کے لئے مجبور کریں، تو پھر بھی حقیقی طور پر ہم بیدار نہیں ہونگے جب تک ہم میں سچی لگن نہ

ہو۔ یہاں تک کہ اگر دُنیا کا سب سے قابلِ تعریف اور مہربان شخص ہماری حکومت کا لیڈر بن جائے، پھر بھی وہ سچائی تک پہنچنے میں ہماری راہنمائی نہیں کر سکتا جب تک کہ ہم اپنی مرضی سے اُن دیواروں کو نہیں گرا دیتے جو ہمارے دل کے گرد ہیں اور سچائی کو جاننے پر پوری توجہ نہیں دیتے۔ بیداری اور تبدیلی ہم سب میں شخصی طور پر آتی ہے۔ ہمیں تبدیلی کے لئے فیصلہ لینے کی ضرورت ہے۔آئیں ہم اپنے آپ سے اِس کی ابتدا کرتے ہوئے حقیقی زندگی میں قدم رکھیں اور نئے بن جائیں۔ عمل شرط ہے۔

میری گفتگو کا حاصلِ کلام

اگر آپ خُدا پر ایمان رکھتے ہیں، تو آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ سچا خُدا خواہش رکھتا ہے کہ لوگوں کے پاس علم ہو۔ خُدا سب کچھ جانتا ہے اور اُس کو سچ اور جھوٹ، اچھے اور بُرے سب کا علم ہے۔اِسی لئے خُدا چاہتا ہے کہ لوگ سچ اور جھوٹ کے درمیان فرق کو جانیں، اور سچ کا انتخاب کریں۔

خُدا خود بھی آزاد ہے اور چاہتا ہے کہ ہر شخص آزاد ہو

خدا کامل ہے اور چاہتا ہے کہ ہم بھی کامل بنیں ۔اِس لئے، کوئی بھی عقیدہ جو ہماری آزادی، علم یا بہتری کی راہ میں رکاوٹ ہو وہ خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا آزاد ہونے والے پہلے شخص آپ خود ہونگے۔

پہلا شخص جسے آزادی دینے والے ایمان اور آزاد ہونے کی ضرورت ہے وہ آپ خود ہیں۔ براہ مہربانی یہ نہ کہنا، "کہ کوئی شخص بھی آزادی میں دلچسپی نہیں رکھتا، پھر میں کیوں آزادی کے لئے فکر کروں؟" لیکن اگر آپ آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ اِس طرح کہیں: "اگر آزادی سب سے اچھی چیز ہے، تو کون سی وجہ ہے کہ میں اُسے حاصل نہ کروں؟" تو جواب آئے گا " کوئی نہیں۔ مجھے ضرور آزادی حاصل کرنی چاہیے۔ مجھے اُس عقیدے کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے جو میری آزادی کی قدر کرے، میرے لئے علم اور سچائی کے دروازے کھولے۔"

میں نے یہ بھی کہا ہے کہ اصلاح ترقی کے لئے عملی طور پر کام کرتی ہے۔

اگر ہم تبدیل ہونے اور بہتر بننے کا فیصلہ کرلیں تو تبدیلی اور بہتری کا دروازہ ہمارے خاندانوں اور دوستوں کے لئے کھل جائے گا۔ ہمارے وسیلہ سے وہ دوسروں کے علم اور بہتری کے لئے ہاتھ اور پاؤں بن جائیں گے۔

جب ہم اپنے ارد گرد کے لوگوں کے لئے تبدیلی اور بہتری کا سبب بنیں گے تو نا صرف وہ لوگ ترقی کریں گے بلکہ ہم بھی اپنے مقاصد کے حصول کے لئے آگے بڑھیں

گے۔ لہٰذا ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم خوب محنت کریں تاکہ ہمارے معاشرے میں لوگ سمجھ سکیں کہ تحقیق کرنے آزادی، لکھنے، بولنے اور عقیدے کی آزادی جیسے حقوق سب کے ہیں، لوگوں کے اُن حقوق کے لئے کھڑے ہو جایں، اور اگر ضروری ہو تو، ان حقوق کے لئے قیمت ادا کریں۔ ہمارے معاشرے میں ہر بچے کو یہ علم ہونا چاہیے کہ ہمیں کیوں ظالمانہ عقائد سے دور رہنے اور ایسے عقیدے کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے جو آزادی، نرم دِلی اور صُلح کی تعلیم دے۔

آزاد معاشرے میں آمریت کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔

ایک معاشرہ جس نے علم اور آزادی حاصل کر لی اُس میں آمریت کے لئے کوئی جگہ نہیں رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آمر علمی موازنہ کا راستہ روکتے ہیں تاکہ وہ حکومت کر سکیں۔ آمریت اور علم ساتھ ساتھ نہیں چلتے۔

سچائی کا علم خاندان اور معاشرے میں زندگیوں کو اور رشتوں کو پھلدار اور خوبصورت بناتا ہے۔

سوچنے کا وقت 1

1. لوگوں کو اپنے اور دوسروں کے عقائد کے بارے میں علم رکھنے سے کیوں روکا جاتا ہے؟ کچھ وجوہات بیان کریں۔
2. وہ کون سے طریقے ہیں جن کی مدد سے ہم لوگوں کی حوصلہ افزائی کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے ذہن کو کھلا رکھیں اور اپنے عقائد کا دوسروں کے عقائد سے موازنہ کر یں اور بہتر عقیدے کو منتخب کریں؟
3. کیا سچائی کے بارے میں ہماری کم علمی خُدا کو ہماری زندگیوں میں بے گانہ بناتی ہے؟ کیسے؟
4. فہم کے کیا فوائد ہیں؟
5. اگر فہم اچھا ہے تو کیا ہم کسی وجہ سے اِسے نظر انداز کر سکتے ہیں؟

اپنی ثقافت کو بہتر بنانے کی ضرورت۔ کیوں؟ کیسے؟

ثقافت کیا ہے اور اِس میں بہتری کی ضرورت کس جگہ پر ہے؟

ثقافت میں عقائد، اقدار، زبان، رواج، محاورے، اخلاقیات، رویے اور موسیقی شامل ہیں۔اور مختصر یہ کہ، ثقافت کسی قوم کی شناخت کو تشکیل دیتی ہے۔

لٰہذا آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ سب ثقافت کے اِجزاء ہیں اور یہی اجزاء ثقافت کو خوبصورت یاداغدار بناتے ہیں۔اِس لئے کسی ثقافت کو معیاری بنانے کے لئے اُس کے اِجزاء میں بہتری کی ضرورت ہوتی ہے۔ایک بلند معیار ثقافت کو اپنانے کے لئے آپ کو اپنی پہلی ثقافت کو ترک کرنے کی کوئی ضرورت ہے، بلکہ اُس کے بدنما حصوں کو بہتر کرنے یا اُنھیں تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔اس لئے زندگی کی بہترین اقدار کو اپنانے کی خاطر آپ کو اپنا دل کشادہ کرنے کی ضرورت ہے، چاہے یہ اقدار آپکو اُن لوگوں سے ملیں جنھیں آپ پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ اچھی اقدار ہمیشہ اچھی ہی ہوتی ہیں، اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ کہاں سے آئی ہیں، وہ سب کے لئے ہوتی ہیں۔ ہمیں اپنی ثقافت کو خوبصورت بنانے کے لئے اُس کے تاریک پہلوؤں کو خوشی سے اچھی اِقدار کے ساتھ بدل دینے کی ضرورت ہے۔

کیاآپ نے کبھی گہرائی میں اپنی ثقافت کے بارے میں سوچا ہے؟

مجھے اجازت دیں کہ میں آپکے ساتھ اُن چند مسائل کا ذکر کر سکوں جو کسی ثقافت کے اِجزاء کو بدنما بناتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپکی ثقافت میں بھی خرابیاں موجود ہوں جنھیں دور کرنے کی ضرورت ہو۔

دُوسروں کی زندگی اور معاملات میں بے جا دخل اندازی

کیا دوسروں کی زندگی میں مداخلت کرنا اور اُن کی خود مختاری کو نظرانداز کرنا اِسلامی تہذیب کا معمول نہیں ہے؟ اِسلام کی آمرانہ فطرت کی وجہ سے آپکے خاندان اور رشتہ داروں میں آپ سے عمر میں بڑے تمام لوگ آپکی زندگی میں مداخلت کرتے ہیں۔ حکومت اور بعض اوقات دوسرے لوگ بھی آپکی آزادی کا احترام نہیں کرتے۔ اگر آپ اپنے خاندان اور رشتہ داروں کی طرح نہیں سوچتے یا اُن جیسا ایمان نہیں رکھتے تو وہ آپ کے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے۔ اِس طرح کی بے جا مداخلت خاندان کے افراد اور معاشرے میں عدم تحفظ کو جنم دے کر ہر طرح کی ترقی کا راستہ بند کر دیتی ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کیونکہ لوگ اپنے رشتہ داروں یا راہنماؤں کو خوش رکھنے اور انتشار سے بچنے کے لئے اپنی زندگی میں نیا پن لانے سے ہچکچاتے ہیں۔ اس

لئے سخت گیر رشتوں کی وجہ سے معاشرے میں ترقی اور اچھی چیزوں کے لئے دروازے بند رہتے ہیں۔

تنقید کرنے والوں کو نفرت کا نشانہ بنانا

ایسی ثقافت میں زندگی بہت مشکل ہو جاتی ہے جہاں تنقید بلکل برادشت نہ کی جاتی ہو۔ بہت سے لوگ لیڈروں کے ڈر سے آزاد سوچ رکھنے والے اپنے شہریوں کو عزت نہیں دیتے۔ بلکہ اُن سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ ناقدین یا مخالفین سے دور رہیں۔ اگر تنقید کرنے والی کوئی خاتون یا لڑکی ہو تو ردِعمل پر تشدد ہو سکتا ہے۔ سیاسی قائد پر تنقید بہت مہنگی پڑ سکتی ہے، اور اگر کسی اعلیٰ عہدے پر فائض شخص پر تنقید کی جائے تو اِس کی بھاری قیمت چُکانا پڑتی ہے۔

ایسی غیر متحمل ثقافت میں لوگ نااِنصافی کے خلاف بولنے کی بجاے خاموش رہنے کو ترجیح دیں گے، اور اِس طرح بتدریج ناانصافی کی دلدل میں دھنستے چلے جائیں گے۔ ناانصافی تخلیقی صلاحیتوں کا گلا گھونٹ کر بے حسی، عدم برداشت اور عداوت کو ہوا دے گی اور ترقی کا راستہ بند کر دے گی۔

مجھے ایمانداری سے بتائیں، کیا آپ کا معاشرہ بھی اِس قسم کی تاریکی کے خلاف جستجو کر رہا ہے؟ اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے، تو آپ کو اپنی ثقافت سے باہر روشنی تلاش کرنے اور اپنی تہذیب کو بہتر کرنے میں اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے.

اپنے ہی لوگوں سے خوف

ہم نے کئی بار دیکھا ہے کہ بہت سے مسلمان اپنی سوچ اور عمل کو خفیہ رکھتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ اُن کے اپنے خاندان کے افراد اور اُن کے ساتھی مسلمانوں کو اُن کے فیصلوں کا علم ہو۔ وہ اُن غیر لوگوں پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں جو آزادی انتخاب کا احترام کرتے ہیں بہ نسبت اُن کے اپنے لوگوں کے جنھیں دوسروں کی آزادی کا احترام نہیں ہوتا۔

مسلمانوں میں یہ خوف اُس غیر معمولی مداخلت کا نتیجہ ہے جس نے اُن میں بے اعتمادی اور انتشار کی فضاء پیدا کی ہوئی ہے۔ کوئی بھی معاشرہ خوف، بے اعتمادی اور انتشار کی فضاء میں ترقی نہیں کر سکتا۔ کیا آپ کے معاشرے نے بھی ایسے ہی خوف کو جنم دیا ہے؟ اپنے آپ کو اِس خوف سے آزاد کریں اور کسی کو یہ اجازت نہ دیں کہ وہ

آپ کے وقار کو نقصان پہنچائے۔ میری تعلیم کا مقصد آپکی مدد کرنا ہے تاکہ آپ اپنے وقار کی حفاظت کر سکیں اور دوسروں کو بھی یہ سیکھا سکیں۔

اپنی تہذیب میں موجود خامیوں کو چُھپانا

کچھ لوگ اپنی تہذیب کی خرابیوں کا جواز پیش کرتے ہیں یا اُن کو چھپاتے ہیں یا اُن سے انکار کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر: اِسلام میں مسلمان مرد کو اپنی بیوی کو مارنے کی اجازت ہے، لیکن مسلمان باہر والوں کے سامنے اِس فعل کی تصدیق کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ یا اِسلام میں مشکل حالات میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے لیکن مسلمان، اجنبیوں کے سامنے اِس کا انکار کرتے ہیں۔ گھٹن پیدا کرنے والی اِس قسم کی اِقدار، ثقافت میں اس وقت تک قائم رہتی اور ثقافت کو نقصان پہنچاتی رہتی ہیں جب تک ان کو بے نقاب نہ کیا جائے اور ان کا مقابلہ نہ کیا جائے ۔ اپنی ثقافت کی اصلاح کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ اُس کے تاریک حصوں کو ظاہر کریں تاکہ دوسرے اُنھیں دیکھ کر آپ کو بہتر مشورہ دے سکیں۔

مبالغہ آرائی اور سچائی کو بگاڑنا

کیا آپکی ثقافت کی زیادہ توجہ ظاہری باتوں پر ہے؟ کیا وہ اپنی ناکامیوں کو فتح کا نام دیتی ہے؟ اپنی چھوٹی چھوٹی کامیابیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتی ہے؟ کیا آپ نے کبھی اِس تاریکی سے دور رہنے کی کوشش کی ہے؟ اگر ایسا ہے، تو آپ کو اچھی تہذیب کی اعلی اِقدار کو اپنانے اور اپنی ثقافت کے اِن تاریک پہلوؤں کو بدلنے اور آپ کو اور آپ کے خاندان کو اِس تاریکی سے نکالنے کی ضرورت ہے۔

آپکو بچپن سے ہی یہ سیکھایا گیا تھا کہ اپنی ظاہری شکل و صورت کو خوبصورت بنا کر پیش کرنا ہے لیکن اپنی اندرونی خامیوں کو چُھپانا ہے۔اِس تعلیم میں ایمانداری نہیں۔ اگر آپ تاریکی کو اپنے اندر رکھیں گے، تو آپ کی ساری زندگی تاریکی سے متاثر ہو گیا اور آپ کو دیرپا خوشی نصیب نہیں ہو گی بلکہ آپ کی خوشی ظاہری اور جلدی ختم ہونے والی ہو گی۔آپ کو اپنی زبان اور ثقافت کو اس قسم کی نقصان دہ تاریکی سے بچانے کی سخت ضرورت ہے۔

طرفداری

کچھ لوگ دوسروں کی طرفداری اور حمایت کرتے ہیں، جو کہ معاشرے کے مفاد میں نہیں۔ طرفداری لاقانونیت، تعصب اور ابتری کا دروازہ کھولتی ہے۔ معاشرے میں طرفداری اُس وقت اور بھی زیادہ خرابی کا باعث بنتی ہے جب طرفداری سے کسی تجربہ کار ملازم کی جگہ ناتجربہ کار کو ترقی دے دی جائے۔ طرفداری کی وجہ سے نااہل لوگ قیادت سنبھال لیتے ہیں، جو ثقافت کو مزید نقصان پہنچاتے ہیں۔

اگر آپ کا عقیدہ طرفداری کی حِمایَت کرتا ہے، تو آپ کو ایسے عقیدے کی ضرورت ہے جو اِس تاریکی کو مسترد کرے اور بہتر زندگی کا دروازہ کھولے۔

لوگوں میں غیر ذمہ داری کو پیدا کرنا

کچھ عقائد میں دوسروں کی دولت ہتھیانے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اِن عقائد میں لوگوں کو محنت کرنے اور اپنی آمدنی پر انحصار کرنے کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ اِن عقائد میں سے ایک عقیدہ اِسلام ہے، جو اپنے پیروکاروں کو غیر مسلموں کو لوٹنے کی تعلیم دیتا ہے۔ دوسروں کی تذلیل کرنے والا عقیدہ آپکو ایک اچھی ثقافت نہیں دے سکتا۔ آپکو اُسے ایسے عقیدے سے تبدیل کرنے کی ضرورت ہے جس میں محنتی

لوگوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ چاہے وہ اجنبی ہی کیوں نہ ہوں اور سب کے حقوق کا احترام کرے۔ ایک اچھی ثقافت یا اچھا عقیدہ اپنے لوگوں کو سُستی کی نہیں بلکہ ذمہ داری کی تعلیم دیتا ہے، تاکہ وہ دوسروں کی ملکیت پر قبضہ کرنے کی بجائے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر مفید شہری بنیں۔

حد سے زیادہ قوم پرستی

حد سے زیادہ قوم پرست وہ ہے جو یہ کہے: "ہمارے لوگ سب سے اچھے ہیں۔ ہمیں تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ ہم صرف اُن کو پسند کرتے ہیں جو ہماری طرح سوچتے ہیں۔ غیر غیر ہی ہوتے ہیں۔ ہمیں دوسروں پر غلبہ پانا ہے۔"

یہ ایک صحت مند قوم پرستی نہیں ہے۔ صحت مند قوم پرستی نہ صرف اپنی ثقافت کو قدر دیتی ہے اور اُسے قائم رکھتی ہے بلکہ دوسری ثقافتوں کو جاننے کے لئے اپنے اندر وسعت اور تجسس کا مظاہرہ بھی کرتی ہے۔ قوم پرستی جو علیحدہ پسندی کی تائید کرے ایک ایسی ثقافت کو جنم دیتی ہے جو جمود کا شکار ہوتی ہے۔

ثقافت میں بے یقینی کا پایا جانا

کچھ ثقافتوں میں زندگی کے بہت سے پہلوؤں میں بے یقینی پائی جاتی ہے۔اِس بے یقینی کا بڑا سبب اک ایسا عقیدہ ہے جو مستقبل کے بارے میں یقین دہانی کے بجائے اِبہام پیدا کرتا ہے۔ اِس قسم کے شک و شبہات معاشرتی اور سیاسی تعلقات سمیت زندگی کے ہر شعبہ میں سرائیت کر جائیں گے اور اِس طرح لوگوں میں بے اعتمادی پیدا ہو سکتی ہے۔

بے یقینی روحانی تاریکی ہے اور اگر اِس کا علاج نہ ہو تو یہ انسان کو ہر طرح کے اندھیروں میں دھکیل دیتی ہے۔ایک ڈانواڈول اور مبہم ثقافت میں آباواجداد کی غلط روایات کو توڑنے کی جرات کم پڑ جاتی ہے۔

تنقید برداشت نہیں کی جاتی،اور جِدت کیلئے خواہش کا اظہار مہنگا پڑ سکتا ہے۔ ہر کسی کو اپنے عقیدے اور حکام کے بارے میں اچھا بولنے اور غلط احکامات یا افعال کے بارے میں خاموش رہنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔عام طور پر، راہنماوں کی طرف سے لگائی گئی ہر پابندی کو قبول کرنے کے لئے لوگوں کو مجبور کیا جاتا ہے۔

اِس بے یقینی اور اِبہام کی اچھی مثال مسلم ممالک میں مل سکتی ہے جہاں ایک ہی جماعت سے تعلق رکھنے والے راہنماوں اور اُن کے ساتھیوں کو ایک دوسرے پر اعتماد نہیں ہوتا۔ بعض اوقات ایک شخص کو ذلیل کیا جاتا ہے، جیل میں ڈال دیا جاتا ہے یہاں تک کہ صرف سیاسی یا مذہبی مخالفت کی وجہ سے کسی خاندان یا گروہ کا رُکن اُسے جان سے مار دیتا ہے۔

سنی اور شیعہ کے درمیان کشیدگی 1400 سال پہلے اِسی طرح شروع ہوئی۔ یہ پیغمبرِ اِسلام کی موت کے بعد شروع ہوئی اور آج بھی ویسے ہی ہے۔

آپ نے دیکھا کہ عقیدہ میں بے یقینی کس طرح تعلقات میں بے یقینی کو پیدا کرتی ہے جو بے ایمانی اور خود غرضی کی ثقافت کو جنم دیتی ہے۔ ایرانیوں میں کہاوت مشہور ہے جس کا ترجمہ ہے: 'اب تو کتا بھی اپنے مالک کو نہیں پہچانتا'، یہ کہاوت غیر یقینی صورتحال کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کتا کبھی بھی اپنے مالک کو نہیں بھولتا۔ لیکن اگر مالک کو کتے پر یقین نہ ہو تو کتا گمراہ ہو کر آوارہ ہو جائے گا۔

ایک غیر یقینی ثقافت میں اعتماد ناپید ہو جاتا ہے اور اِس کے علاوہ اور بھی بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ ایسی ثقافت میں ہم آہنگی صرف ظاہری اور باتوں کی حد تک ہوتی ہے اور اُس میں کوئی گہرائی نہیں ہوتی۔ اگرچہ لوگ بہتر تعلقات کے خواہاں

ہوتے ہیں، لیکن معاشرے میں بے یقینی کی نظر نہ آنے والی دیواریں ہم آہنگی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر دیتی ہے۔

اِس اِنتشار کے سبب دوسروں کے حقوق ثانوی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں جن کو آسانی سے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ عام طور پر دوستی وقتی ہوتی ہے اور کسی چھوٹی یا بڑی وجہ سے عداوت میں بدل سکتی ہے۔

کیا آپ کی ثقافت میں مندرجہ بالا مسائل ہیں؟

اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے تو اِسے تبدیل کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ لیکن کیسے؟

آپ کو اپنے گرد و نواح سے آغاز کرنے کی ضرورت ہے

ایسی باتوں سے دور رہیں جو آپ کی زندگی اور آپکی ثقافت کو خراب کرتی ہیں۔ اگر آپ کا عقیدہ یا مذہب آپ کی ثقافت پر بُرا اثر ڈال رہا ہے تو اِس کے لئے کچھ کریں۔ ایسا کیوں ہوا اس کی نشاندہی کریں اور ایسا عقیدہ تلاش کریں جو آزادی اور صلح کو فروغ دے اور جو سب کو عزت دے، جس کی نظر میں دوست اور اجنبی سب برابر ہوں۔ عمل نہ کرنے کا انتخاب معاشرے کے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔

بُری چیزوں کااثر ہمیشہ نقصان دہ ہوتا ہے

دنیامیں کوئی حکمت یہ نہیں کہتی کہ بُری چیزوں سے اچھائی پیدا ہوتی ہے۔ ثقافت کے مضر پہلو نقصان پہنچاتے ہیں۔اِس لئے یہ آپکی شخصی اور سماجی ذمہ داری ہے کہ آپ ایسی چیزوں سے دور رہیں۔ دوسری تہذیبوں سے اچھی باتیں اپنائیں، ان پر عمل کریں اور نئے انسان بن جائیں۔آپ کی نئی زندگی آپ کی ثقافت اور معاشرے کے لئے روشنی ہو گی۔ بہت سے دوسرے لوگ آپ سے سیکھیں گے،اس پر عمل کریں گے اور اپکی ثقافت پر مثبت اثر ڈالیں گے۔

اپنی ثقافت میں اچھی چیزوں کا اضافہ کرنے کی ذمہ داری سے کبھی بھی منہ نہ موڑیں

میں آپ کو بے حسی کی ایک مثال دیتا ہوں تا کہ آپ دیکھ سکیں کہ یہ آپ کے لئے اور دوسروں کے لئے کتنی خطرناک ہو سکتی ہے۔ایک جرمن پادری، مارٹن نیومولر [1] بیان کرتا ہے کہ کیسے بے حسی نے اُس کی اور دوسروں کی زندگیوں پر منفی اثر ڈالا۔وہ بتاتا ہے کہ جب ہٹلر اشتراکیت پسندوں کو قتل کر رہا تھا، تو اُس نے اپنے دل میں کہا میں

[1] https://en.wikipedia.org/wiki/First_they_came

تو اشتراکیت پسند نہیں ہوں اِس لئے مجھے اشتراکیت پسندوں کی مدد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اُس کا یہی عذر تھا جب ہٹلر نے کمیونسٹوں، یہودیوں اور کئی دوسروں کو قتل کیا۔ ہٹلر نے دوسروں کو قتل کرنے کے بعد، اندرونی مخالفین سے بھی چھٹکارا حاصل کرنے کا آغاز کیا۔ اُس وقت مارٹن کو بھی جیل میں ڈال دیا گیا۔ تب مارٹن کہتا ہے کہ جرات مند لوگوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں بچا تھا جو اُس کو بچانے کے لئے ہٹلر کے خلاف کھڑا ہوتا۔ اگر اُس نے اور اُس جیسے اور لوگوں نے اُن لوگوں کی جان بچائی ہوتی جن کو قتل کر دیا گیا تھا، تو اب معاشرے میں اس کی جان بچانے کے لئے بہت سے لوگ موجود ہوتے۔

غلط کام ہوتا دیکھ کر مزاحمت نہ کرنا معاشرتی تاریکی ہے جس سے غلط لوگوں کو بڑھاوا ملتا ہے اور پورا معاشرہ نقصان اُٹھاتا ہے۔ لہٰذا آپ کو اپنی ثقافت کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ ثقافت کوئی جامد شےء نہیں بلکہ متحرک اور قابلِ تبدیل ہے۔ اچھی اِقدار کو قبول کرنے اور تاریکی کو مسترد کرنے سے ہم اپنی ثقافت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ اپنی شخصی اور قومی ثقافت کو بہتر بنانے کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر ہے۔

سوچنے کا وقت 2

1. مِتنوع عقائد اور مخالف اِقدار کی اِس دنیا میں، امن اور ہم آہنگی کے قیام کے لئے بہترین حکمتِ عملی کیا ہے؟
2. ثقافت میں بہتری یا آرائش اہمیت کی حامل کیوں ہے؟
3. ہمیں اپنی ثقافت کو بہتر بنانے کا عمل کہاں سے شروع کرنا چاہیے؟
4. کیا حوصلہ، ثقافتی بہتری اور ثقافتی ترقی میں کوئی تعلق ہے؟
5. اپنی ثقافت کو بہتر بنانے کے لیے کیا آپ کی کوئی ذمہ داری ہے؟

اِسلام سے یسُوع مسیح تک میرا سفر

میں آپ کو ایک خوبصورت کہانی سناتا ہوں۔ میں نے یہ سلسلہ وار گفتگو آپ کو یہ بتانے کے لئے شروع کی کہ فہم ہماری آزادی کی کُنجی ہے۔ ہمیں اپنے عقائد سمیت ہر چیز کو شخصی طور پر جاننے کے ضرورت ہوتی ہے، صرف اس لئے نہیں کہ ہم خود کو جھوٹے عقائد سے بچا سکیں بلکہ یہ اعلیٰ اِقدار پر مشتمل ہماری زندگی کے مقاصد کے حصول میں بہتری پیدا کرنے کے لیے بھی ضروری ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے گھریلو اور معاشرتی رشتوں میں تخلیقی اور روشن خیال ہوں اور ہمیں آزادی میسر ہو تو پھر میں پہلے ہی آپکو بتا چکا ہوں کہ اپنی ثقافت کو بہتر بنانے کی ایک بڑی ذمہ داری ہمارے کاندھوں پر ہے۔

اگر مجھے خود کسی تبدیلی کا تجربہ نہ ہو اور میں دوسروں کو اُس تبدیلی کی دعوت دوں۔ تو یہ منافقت اور دھوکہ دہی ہو گی۔اِس لیے میں نے فیصلہ کیا کہ اب میں اپنی زندگی کی کہانی آپ کو سُناؤں تاکہ آپ جان سکیں کہ میری گفتگو میری زندگی میں ہونے والی مثبت تبدیلیوں کا عکس ہے۔ میں آپ کو ایک سچی کہانی سنا رہا ہوں۔ میں تبدیل ہو گیا ہوں، میرا دل و دماغ نیا بن چکا ہے اور اِن تبدیلیوں سے مجھے بہت برکت ملی ہے

۔میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے تبدیل ہونے کی وجوہات کو جانیں اور اُن پر غور کریں تاکہ آپ بھی برکت پائیں۔

یسُوع نے مجھے سکھایا کہ اگر پہلے میں خود تبدیل نہ ہوا تو میری دوسروں سے تبدیلی کی اُمید بے معنی ہو گی۔ اس سے پیشتر کہ میں دوسروں کو اچھی چیزوں کی طرف رجوع لانے کی دعوت دوں، مجھے پہلے خود اُن اچھی چیزوں کی طرف رجوع لانے کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی پُر سکون، شفیق اور محبت سے آمیز رِشتہ مرے وجُود کو لبھاتا نہیں، اگر صبر اور معافی میرے لئے محض الفاظ ہیں، اور میری زندگی میں کوئی اہم کردار ادا نہیں کرتے ،اگر قانون تبھی اچھا ہے اگر صرف دوسرے اِسکی پیروی کریں ،تو پھر میری ساری کہانی، گفتگو اور مشورے غیر موثر اور بے فائدہ ہونگے۔

میں نے ایک ایسے ماحول میں پرورش پائی جہاں سچائی سے زیادہ دکھاوے کی قدر تھی۔ وہاں عام طور پر لوگ دوسروں سے تو تبدیلی کی اُمید رکھتے لیکن خود تبدیل نہیں ہونا چاہتے تھے۔ لہٰذا میں دوسروں سے ایسا برتاو کر رہا تھا کہ اگر کوئی ویسا برتاو میرے ساتھ کرتا تو مجھے بہت غصہ آتا۔ایسے رویے ایک خود پسندانہ زندگی کی بازگشت ہیں جسکی نظر میں دوسروں کے حقوق کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔یسُوع مسیح نے مجھے سکھایا

کہ اگر دوسروں کی زندگی آپ کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتی، اور اگر آپ دوسروں کا دکھ درد محسوس نہیں کرتے، تو آپ کی باتوں اور تعلیم کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔

یسُوع مسیح نے میری زندگی میں عظیم کام کیا اور اپنی راہنمائی سے میری زندگی بالکل بدل دی۔ اور میرے ضمیر کو چھلنی کی طرح استعمال کرکے صرف اُن باتوں اور عادتوں کو میرے اندر رہنے دیا جو میری شخصیت کی تعمیر کے لئے اچھی تھیں لیکن اُن باتوں اور عادتوں کو نکال باہر پھینکا جنہوں نے مجھے بے حسی، جہالت، بدتمیزی، امتیازی سلوک، نفرت اور جنگ کے بندھن میں باندھ رکھا تھا۔

ایک دن میں نے کسی ملک میں ٹیلی وژن پر ایک اشتہار دیکھا جس میں لوگوں کی حوصلہ افزائی کی گئی تھی کہ وہ گلیوں میں کچرا پھینکنے سے باز رہیں اور اپنے شہر اور ماحول کو صاف رکھیں تاکہ لوگ اپنے صاف ستھرے شہر میں لطف اندوز ہو سکیں۔ اُس اِشتہار میں ایک خاتون اپنی گاڑی کو گلی میں کھڑا کئے ہوئے تھی اور مالٹا چھیل کر اسکے چھلکوں کو گلی میں پھینک رہی تھی۔ پاس سے گزرتے ہوئے ایک شخص نے وہ چھلکے اُٹھا کر اُس خاتون کی کار میں واپس پھینک دیئے۔ کار کو گندا کرنے پر وہ خاتون اُس شخص سے بہت ناراض ہوئی۔ اُس شخص نے اُس خاتون کے ساتھ بلکل وہی کیا جو وہ

دوسروں کے ساتھ کر رہی تھی اگر وہ اچھا کر رہی تھی تو پھر ناراض ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

وہ ایک اچھا اشتہار تھا۔ اُس میں دکھایا گیا تھا کہ خاتون اپنے ضمیر کی آواز سننے سے قاصر تھی، وہ اُس مسئلے کو نہیں دیکھ رہی تھی جو اُس کے منفی عمل سے پیدا ہو رہا تھا: لاکھوں لوگوں کے شہر کو گندا کرنے کا مسئلہ، لیکن جب کسی اور نے اُس کے ساتھ وہی کیا اور اُس کی کار گندی ہو گئی تو وہ فوراً غصہ میں آ گئی۔ ضرورت تھی کہ کوئی اُس خاتون کو جگائے تاکہ وہ اپنے ضمیر میں جھانک سکے اور اپنے اندر خوُد پسندانگی کے سنجیدہ مسئلے کو دیکھ سکے تاکہ دوسروں کے ساتھ پُرامن طریقے سے رہنے کے لئے متبادل حل تلاش کر سکے۔

ہم انسانوں میں ضمیر بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے جو ہمیں ہمارے ارد گرد موجود چیزوں کے بارے میں سوچنے اور اُن کا موازنہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے تاکہ ہم بہترین کا انتخاب کر سکیں۔ یقین کریں اگر ہم میں ضمیر نہ ہوتا تو میں آپ کے ساتھ یہ گفتگو بھی نہ کرتا۔ کیونکہ ضمیر کے بغیر ہم دونوں کے لئے ایک دوسرے کو سمجھنا مشکل ہو جاتا۔ خوش قسمتی سے ہم میں ضمیر ہے اور اِسی کی وجہ سے آپ سے بات کرتے اور اپنی کہانی بیان کرتے ہوئے، اپنے دل اور علم کو آپ سے بانٹتے ہوئے میں بہت خوش ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ یہ سب کچھ آپ پر نئے پن کی کنجیوں کو ظاہر کرے گا۔

میں نے یسُوع مسیح کی انجیل سے سیکھا ہے کہ مجھے اپنے ضمیر پر بھروسا کرنا ہے اور دوسروں کی حوصلہ افزائی کرنی ہے تاکہ وہ بھی اپنے ضمیر پر بھروسہ کریں ورنہ ہم خود سچائی کے راستے میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔انجیل مقدس کی کتاب 2 کُرِنتھیوں کے باب 4 کی آیت 2 میں یوں لکھا ہے: ہم نے شرم کی پوشیدہ باتوں کو ترک کر دیا اور مکاری کی چال نہیں چلتے۔ نہ خُدا کے کلام میں آمیزش کرتے ہیں بلکہ حق ظاہر کر کے خُدا کے رُوبرو ہر ایک آدمی کے دِل میں اپنی نیکی بٹھاتے ہیں۔

انجیل مقدس بجا فرماتی ہے کہ سچائی کو بے ایمانی اور چالاکی کی ضرورت نہیں۔ سچائی لوگوں کے دل و دماغ اور ضمیر سے بات کرتی ہے اور وہ اپنی صداقت کو ثابت کرنے کے قابل ہے۔ سچائی لوگوں کی زندگی میں داخل ہونے کے لئے بے ایمانی اور دھوکہ دہی کا سہارہ نہیں لیتی۔

یسُوع مسیح کی اِس عظیم حکمت کی روشنی میں میرا ایمان ہے کہ آپ کے ضمیر نے آپ کو اِس قابل بنا دیا ہے کہ آپ چیزوں کا موازنہ کر کے پہچان سکیں کہ وہ سچی ہیں یا جھوُٹی۔ آپکا دل اور دماغ تو جھوٹی باتوں کو قبول کر سکتا ہے لیکن آپ کا ضمیر نہیں۔اِس لیے میں اپنی کہانی، اپنے تجربات، اپنا علم اور سمجھ آپکے ضمیر تک پہنچانا چاہتا ہوں۔

میں اُمید رکھتا ہوں اور آپ کے لئے دُعا گو ہوُں کہ آپ اپنے ضمیر کو ہمکلام ہونے دیں اور درُست فیصلہ لینے کے لئے اُسے اپنا راہنما بننے دیں۔

تبدیلی میری زندگی کے ہر پہلو میں رونما ہوئی ہے، جڑ سے شاخوں تک۔ میں نے یسُوع مسیح کی انجیل سے حیرت انگیز حکمت کو سیکھا ہے۔ رومیوں باب 11 آیت 16 میں یہ لکھا ہے: اور جب جَڑ پاک ہے تو ڈالیاں بھی اَیسی ہی ہیں۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری جسمانی اور روحانی زندگی میں ہر چیز کا اِنحصار ہماری جڑ پر ہے۔ ہماری زندگی ہماری بنیاد یا جڑ کا عکس ہے جس پر ہم قائم ہیں۔ اگر ہماری جڑ یا بنیاد اچھی ہے، تو ہماری زندگی بھی اچھی ہو گی۔ دوسری صورت میں اِسکے برعکس ہو گا یعنی ہماری زندگی اچھی نہیں ہو گی۔

اس لیے ہمارے لئے ایک سچی بنیاد یا جڑ کا انتخاب کرنا اشد ضروری ہے تاکہ ہم اُس جڑ میں قائم ہو کر اُس کی سچائی سے بھرپور غذائیت پر زندہ رہیں جو وہ ہمیں مہیا کرتی ہے۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ بغیر ایک سچے عقیدے کے ہم ایک سچی جڑ نہیں رکھ سکتے۔ صرف ایک سچا ایمان ہی ایک سچی جڑ دے سکتا ہے۔

یہ جڑ خُدا یا وہ لیڈر ہے جو آپ کے عقیدہ کا موُجد ہے۔ اِس لئے مجھے سچا خُدا یا لیڈر تلاش کرنے اور اُس کی اِقدار پر خوُد کو قائم کرنے کی ضرورت تھی۔ ایک ایسا خُدا یا راہنما جو

میرے آزادیِ انتخاب کا احترام کرتا اور مجھے خاندان کے ارکان اور دوسروں کی آزادی کا احترام کرنا سیکھاتا۔ یہ لیڈر وہ خُدا ہے جِسے یسُوع نے مجھ پر ظاہر کیا۔ وہ نہ صرف لوگوں کی آزادیِ انتخاب کا احترام کرتا ہے بلکہ وہ لوگوں کے ساتھ شخصی تعلقات قائم کرنے کا خواہاں بھی ہے تا کہ وہ خود اچھی چیزیں اُن پر ظاہر کرے۔ اِسلام کے خدا کی طرح وہ خد کو چھپاتا نہیں بلکہ خود کو ان لوگوں پر ظاہر کرتا ہے جو اسے پانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اُس نے ہمیں اس لئے پیدا کیا کہ ہمارا اُس سے ایک شخصی تعلق ہو۔

وہ خدا جس نے ہمیں زندگی دی اور جو ہر اچھی چیز کا سرچشمہ ہے، اس خدا سے شخصی تعلق قائم کرنا اچھی بات نہیں ہے کیا؟ یقیناً یہ بہت اچھی بات ہے۔ اِسی لئے آپ کو اور دُنیا کو سُنانے کے لئے میرے پاس ایک حیران کن کہانی ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ کیا ہوا اور خُدا کے ساتھ میرا شخصی تعلق کیوں ہے؟

آپ نے دیکھا میں "کیا اور کیوں" کے الفاظ استعمال کر رہا ہوں۔ "کیا، کیوں اور کیسے" کے الفاظ مجھے پسند ہیں۔

میں نے یسُوع سے سیکھا کہ یہ الفاظ زندگی کے بہت اہم الفاظ ہیں۔ یہ الفاظ ہمیں جھوٹ، خوف اور اندھی تقلید سے بچاتے ہیں، اور ہمیں سچائی اور جُرات کے ساتھ خود مختار فیصلہ سازی پر قائم کرتے ہیں۔ اِسلام میں "کیا، کیوں اور کیسے" کے الفاظ

استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ قُرآن میں مُحمد اور اُس کے خُدا کے بارے میں کوئی بھی سوال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ بڑے بڑے اِسلامی لیڈر جو اِسلام سے گہرے طور پر منسلک ہوں اُن پر تنقید بڑی مہنگی پڑ سکتی ہے۔ اس لیے اگر آپ مسلمان رہیں گے تو آپ آزادی کو حاصل نہیں کر سکتے۔

لیکن بائبل کا خُدا ہمیں کسی نبوت یا ہدایت کو قبول کرنے سے پہلے اُسے پرکھنے کا حکم دیتا ہے۔ یسُوع کا راستہ سچائی کا راستہ ہے یا نہیں اگر مجھے یہ جاننے کے لئے "کیا، کیوں اور کیسے" جیسے الفاظ سے سوال کرنے کی اجازت نہ ہوتی تو میں یسُوع کی پیروی نہ کرتا۔ یسُوع کی پیروی میں آزادی پہلا قدم ہے۔ اِس لیے وہ اپنے دشمنوں کی آزادی کا بھی احترام کرتا ہے۔

پس میں ایسے خُدا کی پیروی کرتا ہوں جس نے مجھے انتخاب کی آزادی کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ میری آزادی خُدا کو بہت عزیز ہے۔ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنا عقیدہ مجھ پر تھوپے۔ حیرانی کی بات ہے نا؟ اِس لئے میں نے یسُوع سے کہا کہ مجھے **اپنی** جڑ میں قائم کر جو دنیاوی و روحانی ہر لحاظ سے میری آزادی کی ضمانت دیتی ہے۔ اُس کی جڑ میں قائم ہونے سے ہی میں ہر قوم، زبان اور رنگ و نسل کے لوگوں کے ساتھ یکساں، شفیق، محبت انگیز اور پُرامن تعلقات قائم کرنے کے لائق ہوا ہوں۔ پوری دُنیا میں میرا

کوئی بھی دُشمن نہیں۔ میرا واحد دشمن صرف شیطان ہے جو آزادیِ انتخاب کے خلاف ہے اور لوگوں کو بے حسی یا جہالت کے اندھیرے میں رکھنا چاہتا ہے۔

کیا اب آپ جان گئے ہیں کہ حقیقی خُدا یا معیار یا بنیاد یا جڑ آپکی زندگی کے ہر حصہ کو کیسے متاثر کرتی ہے اور کیسے آپ کو مکمل طور پر تیار کرتی ہے کہ آپ اپنی زندگی سے لطف اندوز ہوں اور دوسروں کے لئے نور بنیں؟ یہ روشنی جو آپ کے اندر ہے، تاریکی کے اُس نمائندے کو آپ کی زندگی میں کبھی بھی گھونسلہ بنانے کی اجازت نہیں دے گی جو آپ کی زندگی تباہ کرنا چاہتا ہے اور دُوسروں کے ساتھ آپکے تعلقات میں بِگاڑ پیدا کرنے کا خواہاں ہے۔

اَب میں اِس خُدا کی پیروی کرتا ہوں۔ یسُوع نے مجھے اِس جڑ میں قائم کیا ہے جِس نے مجھے ایک نئے دل کے ساتھ نئی شناخت بخشی اور نئی سیاسی، سماجی اور اِخلاقی اِقدار کے ساتھ ایک نیا عالمی نقطہ نظر دیا تاکہ میں اپنے دشمنوں سمیت، سب کا خیال رکھوں۔ یسُوع مسیح نے مجھ پر یہ ظاہر کیا کہ ایک بہتر انتخاب کے لئے چیزوں کو مکمل طور پر جڑ سے لے کر شاخوں تک سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم صحت مند زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ہم سب کو اچھے انتخاب کی اشد ضرورت ہے۔ ایک اچھا انتخاب کرنے کے لئے میں نے خُدا کی آواز پر کان دیا۔ میں نے یسُوع مسیح میں قائم سچی جڑ کی

پیروی کی اور پھر میری زندگی کی ہر شاخ تسلی بخش اور شاندار بن گئی۔ مجھے ملنے والی پہلی تسلی ایک روحانی اعتماد تھا جو موت کے بعد والی میری زندگی کے متعلق تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص خدا کی جڑ میں قائم ہے، تو وہ اُس جڑ میں ہمیشہ قائم رہے گا کیونکہ وہ جڑ دائمی ہے۔ اب مجھے اِس بات کا پورا یقین ہے کہ اِس زمین پر میری زندگی کا سو فیصد ہی خُدا کا ہے اور میں ہمیشہ اُس کے ساتھ رہوں گا۔ مجھے جہنم سے ڈرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ میں خُدا کی جڑ پر قائم ہوں۔ یہ اعتماد حیرت انگیز اور تسلی بخش ہے نا؟ جی بالکل ہے۔

یسُوع مسیح سے ملنے سے پہلے تمام مسلمانوں کی طرح، میں بھی اِسلام میں اپنے مستقبل کے بارے میں فکر مند تھا۔ حیات مابعد لموت کے بارے میں اِسلام نے جس عدم اعتمادی کو میرے اندر پیدا کیا تھا میں اُس پر قابو پانا چاہتا تھا۔ قُرآن کہتا ہے کہ کوئی بھی شخص اپنے مستقبل کے بارے میں نہیں جانتا، اور مُحمد نے بھی بار بار کہا ہے کہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں بے یقین تھا۔ یہ بات مجھے پریشان کرتی تھی۔ مجھے اِسلام کے خُدا کے لئے سب کچھ کرنے کا حکم تھا اور مجھے ہدایت تھی کہ میں مُحمد کے نقش قدم پر چلوں، مگر یہ سب کچھ کس لئے تھا، ایک انجان مستقبل کیلئے۔ لیکن مسیحی کتب پڑھ کر مجھے احساس ہوا، "اگر خُدا رحیم ہے، تو اُسے اپنے اِس رحم کو میری زمینی زندگی میں ہی

مجھ پر ثابت کرنا چاہیے ۔ وہ ایسا ہی کرتا ہے وہ مجھے یقین بخشتا ہے کہ میں اِس دنیا میں اُسکا ہوں اور ہمیشہ اُسکا بن کر رہوں گا "

خُدا کی عظیم شفقت سے میں یہ اُمید کرتا ہوں کہ وہ مجھے ابہام سے بچائے۔ میرا روحانی یقین اُن تمام چیزوں سے افضل ہے جو اُس نے مجھے اِس دُنیا میں عطا کی ہیں۔ مجھے نجات کی ضرورت آج ہے۔ آزاد ہونے کے لئے مجھے اپنی روحانی بے یقینی پر غلبہ حاصل کرنے کی ضرورت بھی آج ہی ہے۔ سچا اور رحیم خُدا کبھی بھی اِک نامعلوم مستقبل کے لیے لوگوں کو اُس پر بھروسہ رکھنے کے لیے نہیں کہتا۔ دراصل خُدا کا مقصد لوگوں کو مستقبل کی غیر یقینی صورتحال سے نکالنا اور اُن کا اعتماد حاصل کرنا ہے۔

ہماری روزمرہ زندگی میں بھی ایسا ہی ہے۔ ہم اُس وقت تک کسی پر اعتماد نہیں کرتے جب تک وہ ثابت نہ کرے کہ وہ قابلِ اعتماد ہے۔

یہاں یسُوع مسیح کی انجیل کے مقابلہ میں قُرآن میں بہت بڑی کمزوری نظر آتی ہے۔ انجیل سکھاتی ہے کہ اگر آپ ابھی یسُوع مسیح پر ایمان لاکر اُس کی پیروی کریں تو آپ ابھی ہمیشہ کے لئے نجات پائیں گے۔ لیکن قُرآن سکھاتا ہے کہ مُحمد کی پیروی کرنے پر آپکو اسی وقت نجات نہیں ملتی نہ ہی آپکو یہ یقین ہے کہ آخرت میں بھی آپ کو

نجات ملے گی یا نہیں۔ لہٰذا یسُوع کی پیروی کرنے سے میں اس قابل ہوا کہ اس زمین پر اپنی زندگی میں خدا کی شفقت کا تجربہ پاوں، نجات پاوں اور یقیں رکھوں کہ یہ نجات ابدی ہے۔

یسُوع مسیح کی جڑ سے حاصل ہونے والی دوسری حیرت انگیز چیز یہ ہے کہ میں اَب نور، محبت، مہربانی، انصاف، راستبازی، پاکیزگی اور امن کا فرزند ہوں۔ یہ خوبیاں میری اور ہر اُس شخص کی شناخت ہیں جو یسُوع کی پیروی کرتا ہے۔ اگر خُدا ان، مہربان، راستباز، پاک اور صلح جو ہے تو یہ سب اِقدار مجھ میں بھی ہیں۔ کیونکہ میں اُس کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہوں۔ مہربانی، راستبازی، پاکبازی اور صلح جوئی میرے پاس ہیں اور میں جانتا ہوں کہ دوستوں، مخالفوں یا دشمنوں سے کسطرح پیش آنا ہے۔ میں نور کا فرزند ہوں اور مجھے اپنے دوستوں، مخالفوں یا دشمنوں کیلیئے چِراغ بننے کی ضرورت ہے، ان کی ساتھ نرمی سے پیش آنے کی ضرورت ہے، اور اس بات کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ میں کسی بھی وجہ سے سے انکے ساتھ کوئی زیادتی نہ کروں۔ مجھے اُن کے لئے اپنے دل کو خوشی سے کھولنے کی ضرورت ہے اور مجھے اُن کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے کہ مل کر ہم ایک دیرپا تعلق کو قائم کرنے کا طریقہ ڈھونڈ سکیں۔

اگر آپ اپنے بد ترین دشمنوں کے پاس محبت نگیز حکمت لے کر جائیں اور ان سے دیر پا دوستی قیام کے لیے بہتر طریقہ تلاش کرنے کی درخواست کریں اور آپ کو یقین ہو کہ وہ آپ کے بہترین دوست بن سکتے ہیں تو کیا یہ حیران کن بات نہیں؟ یہ حیران کن ہے! مجھے خود اس حیرت انگیز بات کا تجربہ اُن لوگوں سے ہوا جو مجھے مسیح پر ایمان لانے کی وجہ سے پسند نہیں کرتے تھے۔ میں آپ کو چند مثالیں دیتا ہوں۔

ایک دن ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ وہ مسیحیت کے بارے میں کچھ بھی جاننا نہیں چاہتا کیونکہ مسیحیت اُس کے لئے ایک گندگی تھی۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ کیا یہ واقعی اُس کے لئے گندگی تھی۔ اُس نے کہاہاں۔ میں نے کہا، "پھر مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مسیحیت میرے دل میں ہے اور ایمانداری سے کہوں تو میں کوئی بھی گندی چیز اپنے دل میں نہیں رکھنا چاہتا۔ کیااِس گندگی سے چھٹکارہ پانے میں تم میری مدد کروگے؟" "میں کس طرح تمھاری مدد کر سکتا ہوں؟" اُس نے پوچھا، میں نے اُس سے کہا کہ یسُوع نے فرمایا ہے: "اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھو، اپنے دشمنوں سے محبت کرو اور اُن کے لئے برکت چاہو، اور اپنی بیوی سے اپنے جسم کی مانند محبت رکھو۔" یہاں مسیح ہمیں کہہ رہاہے کہ پائیدار دوستی کی تعمیر کے لئے ہمارے پاس بہترین ہتھیار محبت اور مہربانی ہیں۔ "اِن میں سے کونسی بات تمہیں

گندگی لگی؟"اُس نے کہا یہ تو اچھی باتیں ہیں۔ میں نے اُسے دوبارہ کہا یسُوع نے فرمایا ہے: "تم میں بڑا وہ ہے جو دوسروں کی خدمت کرے۔" یسُوع یہ کہنے کی کوشش کررہاہے کہ صرف ایک اعتدال پسند قیادت ہی امن وانصاف سے لوگوں کی راہنمائی کر سکتی ہے۔ آمریت اور امن و انصاف ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔اِس میں آپکو گندگی کہاں لگی؟اُس نے کہا مجھے کبھی علم نہیں تھا کہ انجیل میں یہ باتیں لکھی ہیں۔ اُس نے مجھ سے معذرت کی اور انجیل پڑھنے کے لئے رضامند ہو گیا۔

ایک دفع، ایک مسجد کے امام نے مجھ پر اُس وقت حملہ کر دیا جب میں قُرآن کی چند آیات کی تفصیل لوگوں سے بیان کر رہا تھا۔ میں نے اُس سے کہا، "جناب کیا آپ کو یقین نہیں کہ آپکا دین آخری اور کامل ہے؟ اگر آپ کہتے ہیں کہ آپکا دین کامل ہے اور اِس میں کامل حکمت ہے۔ تو آپ دوسروں کے ساتھ پُرامن گفتگو کرنے کی بجائے تشدد کا استعمال کیوں کرتے ہیں؟ آپ مسیحیت کو نامکمل کہتے ہیں۔ اگر یہ بات ہے اور میرا مذہب نامکمل ہے تو مجھے تو پُر تشدد ہونا چاہے، لیکن اِس کے برعکس میں پُرامن ہوں اور آپ تشدد کا استعمال کر رہے ہیں۔"

یہ بات اُس کے دل کو لگی اور اُسے احساس ہوا کہ پُرامن گفتگو کے لئے میرا اُسکو چیلنج کرنادرست تھا۔ اُس کے ساتھ میری مختصر اور پرامن بات چیت ایک اچھا تعارف

بن گئی۔ اور ہماری دوستانہ گفتگو چھے ماہ تک جاری رہی۔ اور آخر اس نے اپنا دل یسُوع کو دے دیا۔ مسجد کے ایک امام نے اِسلام چھوڑ کر یسُوع کی پیروی شروع کر دی!

کیا آپ کے لئے یہ حیران کن نہیں کہ میں اب تشدد کا جواب تشدد سے نہیں دیتا؟ میں ایک پُر تشدد ماحول سے آیا ہوں۔ میں ایک پکا مسلمان راہنما، سیاستدان اور عالم تھا۔ میں نے سیکھا تھا کہ اِسلام کا انکار کرنے والے کو صرف پُر تشدد جواب دینا چاہیے۔ لیکن یسُوع مسیح کی قیادت میں اب میں اپنے مخالفین سے محبت سے پیش آتا ہوں، نرم دلی اور منطق کے ساتھ اُن کے ضمیر کو چھوتا ہوں تا کہ اُن کو دل کی گہرائی سے سوچنے کا موقعہ ملے، وہ سچائی کی تلاش کریں اور میرے دوست بن جائیں۔ اِسلام سے میسیحیت تک کا میرا سفر میرے مخالفین سمیت سب کے لئے برکت کا ذریعہ بن گیا ہے۔

یہ میری کہانی ہے۔ یسُوع مسیح نے مجھے چُھوا، مجھے نیا بنا دیا اور اَب مجھے اَبدی زندگی کا یقین ہے۔ اَب میں ایک نیا انسان ہوں، اَب میں اپنا دل، دماغ اور ضمیر استعمال کرنے کے لئے آزاد ہوں تا کہ دوسروں کو بھی حقیقی آزادی کی طرف توجہ دِلا سکوں۔ میری کہانی سننے کے لئے بہت بہت شکریہ۔

سوچنے کا وقت 3

1. کیا یہ معقول ہے کہ میں خود تو اچھائی نہیں سیکھتا مگر دوسروں سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اچھا بنیں؟
2. ہمیں اپنے دل، دماغ اور ضمیر سے کام لینے کی ضرورت کیوں ہے؟
3. ہمارے عقائد ہماری روحانی اور سماجی زندگی کو کس حد تک متاثر کرتے ہیں؟ اگر یہ اثر منفی ہو تو کیا ہمیں کوئی متبادل عقیدہ تلاش کرنے کی ضرورت ہے؟
4. اگر آپ خدا پر یقین رکھتے ہیں تو اُسے جاننا، اُسکے ساتھ ایک شخصی تعلق رکھنا، اور ابدی یقین پانا اچھی بات ہے یا نہیں؟
5. ڈینئیل مسیح پر ایمان کیوں لے آیا؟
6. آپ میں اور ڈینئیل میں کس لحاظ سے مطابقت ہے؟

"خُدا"۔ کیا خدا موجُود ہے؟

خُدا کے وجود اور عدم موجودگی کے بارے میں منطقی بحث کی جڑیں تاریخ میں بہت گہری ہیں۔ تاریخی ثبوت ہمیں قبل از مسیح میں سقراط سے بھی پہلے پانچویں صدی میں اُس شخص تک لے جاتے ہیں, جس نے پہلی مرتبہ قدرت کے کاموں کا بیان خُدا کے بغیر کیا۔اُس دور کی ممتاز شخصیت کا نام طالیس تھا۔

اشتراکئیت اور نظریہ ارتقاء جیسی تحریکوں کے بعد خُدا کے وجود سے انکار کا فلسفہ بہت عام ہو گیا اور بعد میں اِن تحریکوں نے خُدااور فلسفہِ تخلیق کے خلاف ایک مضبوط سیاسی موقف اختیار کر لیا۔

خُدا کے وجود سے منکر کہتے ہیں، چونکہ خُدا کو دیکھا اور چھوُا نہیں جا سکتا لہذا خُدا وجود نہیں رکھتا۔ ہمیں یقین نہیں کہ خُدا کا وجود ہے یا نہیں، چونکہ سائنس نے ابھی تک خُدا کے وجود کو ثابت نہیں کیا لہذا ہم خُدا کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے کچھ بھی وثوق سے نہیں کہہ سکتے۔اُن کا اندازہ ہے کہ دُنیا اتفاقی اور حادثاتی طور پر وجود میں آ گئی ہے اور کوئی اِس کا خالق نہیں ہو سکتا۔ لیکن دوسری طرف خُدا کے وجود پر یقین

رکھنے والوں کا کہنا ہے؛ چونکہ ہر چیز کا کوئی موجد اور خالق ہوتا ہے۔ اِس لئے دنیا کا وجود بھی اُس کے خالق کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اتفاقی فلسفۂ وجوُد کے خلاف پیش کئے جانے والے ثبوت

پہلا ثبوت: ہر چیز کی تشکیل خوبصورت ہے

دنیا میں ہر چیز کا ایک منظم اور عمدہ تشکیلی ڈھانچہ ہے جو حادثاتی طور پر نہیں ہو سکتا۔ جب بھی ہم کسی چیز کی ساخت میں باقاعدہ ترتیب دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اِس ترتیب کے پیچھے عقل، علم اور انتظام کا استعمال ہے۔ اگر یہ بات ہے تو دُنیا کے اتفاقی وجود کے فلسفہ کا نا صرف کوئی جواز نہیں بنتا بلکہ یہ سائنسی اصول کے بھی خلاف ہو گا۔

دوسرا ثبوت: جسم کے حصوں کا کام کرنے کا طریقہ ہے

انسانوں یا جانورں کے جسم کا ہر عضو مخصوص کام اور مقصد کے لئے کسی غیر معمولی حکمت سے ٹھیک جگہ پر ہے۔ یہ حکمت اتفاقی وجود کے فلسفہ کے ساتھ کوئی میل نہیں کھاتی۔ مثال کے طور پر ایک زرافے کے دل کا وزن 13 کلو گرام (29 پونڈ) ہے اور اُس میں خون کا دباؤ ہاتھی کی نسبت دوگناہ ہوتا ہے تاکہ خون اُس کی لمبی گردن سے ہوتا ہوا اُس کے سر تک پہنچ سکے۔ اُس کے دماغ کے قریب ایک خاص قسم کا عضو

[2]ہوتا ہے جو سپنج کی طرح کام کرتا ہے اور جب زرافے کا سر نیچے ہوتا ہے تو یہ عضو خون کا دباوء کم کرنے کے لئے آہستہ آہستہ خون کو جذب کرتا ہے دوسری صورت میں دباوء کی وجہ سے زرافے کا سر پھٹ جائے گا۔ اگر دباؤ بہت زیادہ ہو جائے تو سپنج زرافے کو کوئی نقصان پہنچنے سے پہلے، اُسے سر اُوپر اُٹھانے کے لئے سگنل دیتا ہے۔ کیا اتفاقی فلسفہ کے ذریعے اِس شاندار ساخت کی وضاحت کرنا ممکن ہے؟ یقیناً نہیں۔

تیسرا ثبوت: انسانوں کا اخلاقی قدروں پر عمل کرنا

روزمرہ کی زندگی میں اخلاقی طرزِ عمل اتفاقی حادثات کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ مثال کے طور پر، بغیر کسی تجربے اور معیار کے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ اچھا ہے لیکن وہ بُرا ہے یا یہ غلط ہے لیکن دوسرا ٹھیک ہے۔ لیکن، اگر ہم اپنے تجربات یا معیار پر اِس طرح بھروسہ کرتے ہیں تو اتفاقی فلسفہ بے معنی ہو جائے گا۔ کیوں؟ کیونکہ ہم ماضی میں اِن کا تجربہ کر چکے ہیں، اور گزشتہ تجربات کا علم اَب ہماری زندگی کا معیار ہے۔ اِن معلومات کی بنا پر ہم منفی اور نقصان دہ نظریات سے بچنے کے لئے کُھلی آنکھوں کے ساتھ آگے مستقبل کی طرف بڑھ سکتے ہیں۔

---

2 https://en.wikipedia.org/wiki/Giraffe#Neck; http://www.africam.com/wildlife/giraffe_drinking.

لہٰذا، ہم دیکھ سکتے ہیں کہ یہ معیار کسی حادثے کا نہیں بلکہ ہماری جائزہ لینے کی صلاحیت اور ذہانت اور فیصلہ سازی کا نتیجہ ہیں، یہ مطلوبہ اہداف حاصل کرنے میں ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔اِس لئے اتفاقی فلسفہ صرف ایک نظریہ ہے اور ہماری زندگی کے عملی پہلوؤں سے اُس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

خاندانوں میں اخلاقی درجہ بندی بھی اتفاقی فلسفہ کے خلاف ہے

اِنسانی تاریخ کے آغاز سے ہی والدین اپنے بچوں سے شادی کرنے سے باز رہے ہیں۔ حتاکہ وہ لوگ بھی اس فعل سے باز رہے ہیں جو خُدا کے وجود پر یقین نہیں رکھتے۔۔ اِس طرح پہلے سے موجود ایسی اخلاقی درجہ بندی پر بھروسہ کرنا اتفاقی فلسفہ کے بالکل خلاف ہے۔ اِس کے علاوہ، اگر حالات و واقعات حادثاتی طور پر رونما ہوتے ہوں تو کوئی بھی شخص اپنی مرضی کا اِظہار نہیں کر سکتا مثلاً وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ ہے وہ میرا شریک حیات جسکو میں نے چنا یا یہ ہے وہ بچہ جس کو پیدا کرنے کا ہم نے فیصلہ کیا تھا۔ انتخاب کرنے یا ترتیب دینے کا اصول اتفاقی زندگی یا فلسفے کی نفی کرتا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ دنیا میں ماجود تمام چیزیں بشمول سائنس، وجود کے اتفاقی فلسفہ سے کوئی وابستگی نہیں رکھتیں، بلکہ ایک خالق کے وجود کی طرف اشارہ کرتی ہیں جس نے

کائنات کو ڈیزائن اور تخلیق کیا ہے۔خُدا نے دنیا کو تخلیق کیا ہے، یہ سمجھنے کے لئے ہمیں صرف اپنے اِرد گرد چیزوں کو غور سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔

یہ خُدا ہے کون؟

دنیا میں بہت سے مذاہب ہیں اور مختلف مذاہب خُدا کو مختلف انداز سے بیان کرتے ہیں۔لیکن کون سچائی بیان کر رہا ہے؟اِس کتاب کو لکھنے کا میرا مقصد، خُدا کے بارے میں مختلف مذاہب کے نقطہ نظر پر بحث کرنا نہیں بلکہ خُدا کے بارے میں مسلمانوں اور مسیحیوں کے نظریات کا موازنہ کرنا ہے۔کیااِسلام اور مسیحیت میں خُدا کا نظریہ مختلف ہے؟ آیئے ہم اِس کے بارے جتنا جان سکتے ہیں اُس پر غور کریں۔

اِسلام اور مسیحیت میں خُدا

کیا خُدا اِن دونوں عقائد کے لوگوں میں سے کسی کے ساتھ تعلق قائم کر سکتا ہے؟

بائبل کہتی ہے: خُدا اپنی فطرت کے لحاظ سے ظاہر ہونے والا خُدا ہے۔ وہ شخصی تعلقات قائم کرتا ہے جیسے بائبل میں بہت سے لوگوں کے ساتھ اُس کا شخصی تعلق

تھا[3]۔ قُرآن کہتا ہے اللہ اپنی فطرت کے لحاظ سے ظاہر ہونے والا خُدا نہیں اور نہ ہی وہ لوگوں کے ساتھ شخصی تعلق قائم کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کا خُدا کے بارے میں یہ تصور یونانی فلسفے سے ملتا جلتا ہے۔ یونانی فلسفے کے مطابق، نہ تو خُدا کی کوئی شخصیت ہے اور نہ ہی وہ خود کو ظاہر کر سکتا ہے۔ مسلمانوں نے اللہ کا تصور یونانی فلسفے سے لیا ہے کیونکہ اللہ کی خصوصیات صرف یونانی فلسفے سے ہی مطابقت رکھتی ہیں۔

ہم بائبل میں پڑھتے ہیں کہ خُدا دیکھتا ہے، سنتا ہے، براہ راست لوگوں سے بولتا ہے اور جس کسی کو وہ چن لیتا ہے۔ اُس پر خود کو ظاہر کرتا ہے لیکن قُرآن سورۃ الاانعام (6) آیت 103 میں کہتا ہے کہ اللہ دیکھتا ہے لیکن خود دیکھائی نہیں دیتا اور سورۃ الشوری (42) آیت 51 کا کہنا ہے کہ اللہ کسی سے نہیں بولتا مگر پردے کے پیچھے سے۔ لہذا، قُرآن کا کہنا ہے کہ خُدا پوشیدہ ہے اور کبھی بھی خود کو ظاہر نہیں کرتا۔ لیکن بائبل کہتی ہے کہ خُدا اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے۔

---

[3] بائبل کا خُدا شخصی ہے اور وہ لوگوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے والا خُدا ہے۔ لہذٰا وہ کُلی طور پر باطن میں رہنے والا نہیں بلکہ خُود کو ظاہر کرنے والا خُدا ہے۔ وہ اپنی فطرت کی وجہ سے ظاہر ہونے والا خُدا ہے اور اُس نے پرانے عہد نامہ میں کئی لوگوں پر خُود کو ظاہر کیا، تمام انبیاء سے براہِ راست کلام کیا اور نئے عہد نامہ میں خُود کو بطور ابنِ آدم ظاہر کر دیا۔ بعض صورتوں میں اُسکا اپنے آپ کو ظاہر نہ کرنا اُسکے فیصلے یا اُسکی اِخلاقیات پر منحصر ہے۔

اَب ایک منطقی بحث میں داخل ہونے سے پہلے میں آپ سے ایک سادہ سا سوال پوچھتا ہوں۔ کیا آپ اپنے خالق کو روبرو دیکھنا چاہیں گے ؟

مجھے مختلف مذہبی پس منظر سے تعلق رکھنے والے مختلف لوگوں کے جوابات سے بڑی حیرانگی ہوئی جب انھوں نے کہا کہ وہ اپنے خالق کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اِسلامی نقطہ نظر کے برعکس، مشرقِ وسطیٰ کے کچھ عظیم مسلم فلاسفر، عالمِ دین اور شاعر بھی خُدا کو روبرو دیکھنا چاہتے تھے۔ مختصراً میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ میں خُدا کو دیکھنے کی خواہش ہے تو وہ ضرور آپ پر ظاہر ہو گا۔

خُدا کو اپنے آپ کو پوشیدہ کیوں نہیں رکھنا چاہئیے ؟

خُدا اپنی محبت کو شخصی طور پر ظاہر کرتا ہے۔ خُدا محبت کا خُدا ہے۔ وہ اپنی محبت کو پوشیدہ نہیں رکھتا۔ آپ تب تک کسی بھی شخص کو پیارا نہیں کہتے جب تک وہ اپنے تعلقات میں محبت کو ظاہر نہیں کرتا۔ خُدا بھی ایسا ہی ہے، وہ آپ سے اور اپنی مخلوق سے اپنی محبت کو ظاہر کرتا ہے۔ لہذا لازم ہے کہ خُدا پہلے ہمارے ساتھ تعلق قائم کرے اور پھر اپنی محبت ہم پر ظاہر کرے۔ ابتدا میں خُدا نے تخلیق کا منصوبہ بنایا اور اپنی محبت

کو بھی اُس منصوبہ میں شامل کیا۔ آدم اور حوا کی تخلیق میں خُدا نے خود کو اُن پر ظاہر کیا اور وہ شخصی طور پر خُدا اور اُس کی محبت کو دیکھنے کے لائق ہوئے۔

اگر آپ کا خُدا خود کو ظاہر نہیں کرتا تو وہ اپنی مخلوق سے تعلق رکھنے والا خُدا نہیں ہے اور وہ آپکی زندگی میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔

خُدا اپنے آپ کو نہیں چھپاتا، اِس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر خُدا اپنے آپ کو ہم پر ظاہر کرے تو ہم اُسے بہتر طور پر جان سکیں گے۔

شخصی طور پر تخلیق کیے گئے ہر شخص کو اپنے خالق کو شخصی طور پر جاننے کی ضرورت ہے۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ خُدا کو کسی درمیانی وسیلہ کے بغیر شخصی طور پر جانا جائے ؟ کسی شخص کو کسی درمیانی وسیلہ کے بغیر جاننے سے قربت جنم لیتی ہے۔ فرض کریں کہ آپ ایک خاندان بنانا چاہتے ہیں، تو کیا یہ زیادہ فائدہ مند نہیں ہو گا کہ آپ اپنے مستقبل کے ساتھی کو شخصی طور پر جاننے کے بعد اُس سے تعلق جوڑیں کیا آپ کا اپنے مستقبل کے ساتھی کو شخصی طور پر جاننا اور اُس کے ساتھ متفق ہونا زیادہ فائدہ مند نہیں ہو گا؟ خُدا کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے۔ اگر آپ خُدا کے ساتھ ایک ہونا چاہتے ہیں، تو آپ کو اُسے شخصی طور پر جاننے کی ضرورت ہے۔

اگر ہم خُدا کو شخصی طور پر نہیں جانتے تو خُدا کا کلام ہم سے براہِ راست تعلق قائم نہیں کر سکتا۔ دوسری طرف خدا کے سوا کوئی بھی دوسرا شخص ہمیں خُدا کے بارے بہتر نہیں بتا سکتا۔ پھر خُدا کو ذاتی طور پر اپنے آپ کو ہم پر ظاہر کیوں نہیں کرنا چاہیے؟ اِس لئے خُدا خود کو چُھپاتا نہیں ہے۔ اگر آپ کا دین یہ کہتا ہے کہ خُدا اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتا اور وہ نہیں چاہتا کہ لوگ اُسے جانیں تو وہ دین خُدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

اگر کوئی شخص خُدا کو شخصی طور پر جانتا ہی نہ ہو تو کیا ایسا شخص خُدا کا پیغامبر ہو سکتا ہے؟ نہیں۔ بلکہ خُدا کا سچا رسول وہ ہے جسے خُدا نے خود بھیجا ہو۔ اگر کسی شخص نے خُدا کو دیکھا نہ ہو، اُس کی آواز نہ سُنی ہو اور اُسے جانتا نہ ہو تو وہ کس منطق کے تحت یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ خُدا کی طرف سے ہے۔ اِس میں کوئی منطق نہیں ہے۔

ایک سچے رسول کا خُدا کی ذات سے، اُس کی آواز اور اُس کے کلام سے براہِ راست تعلق ہونا چاہیے، ورنہ اُس کا دعویٰ سچا نہیں کہ وہ خُدا کی طرف سے ہے۔ اور اگر ایک مذہب کی بنیاد کسی منطق پر نہیں تو پھر دھوکہ، طاقت یا تلوار اُس کے پیغام کو قبول کروانے کا ذریعہ ہوں گے۔ لٰہذا، اگر آپ کا مذہب آپ کو یہ سکھاتا ہے کہ آپ کے نبی نے ذاتی طور پر خُدا سے ملاقات نہیں کی ہے، تو آپ کو ایک ایسا عقیدہ تلاش کرنے

کی ضرورت ہے جو خُدااور اُس کے رسولوں کے درمیان ذاتی تعلقات کو فروغ دیتا ہو۔

اِس کے علاوہ محبت کا خُدا شخصی طور پر لوگوں کی راہنمائی کرنا چاہتا ہے

کیا آپ نے لوگوں کو یہ کہتے نہیں سُنا کہ "خُدا تمھاری راہنمائی کرے"؟ یہ اِس لئے ہے کیونکہ لوگ چاہتے ہیں کہ خُدا ذاتی طور پر اُن کی راہنمائی کرے۔ یقیناً آپ سب مجھ سے متفق ہوں گے کہ جب عدل، راستبازی، پاکیزگی اور رحم کی بات ہو تو خُدا سے بہتر کوئی نہیں۔ تو پھر کون ہے جو لوگوں کی راہنمائی خُدا سے بہتر کر سکتا ہے؟ کوئی بھی نہیں۔ خُدا جانتا ہے کہ اگر وہ خود ذاتی طور پر آپ کی راہنمائی کرے گا تو شیطان آپ کے قریب نہیں آسکتا۔ لیکن اگر ایک نبی آپ کی راہنمائی کرے گا تو آپ شیطان کے اثر سے بچ نہیں پائیں گے۔ اِس لیے خُدا خود کو چھپاتا نہیں بلکہ اُسے یہ پسند ہے کہ اپنے آپ کو ظاہر کرے اور ذاتی طور پر آپکی راہنمائی کرے۔ خُدا کو اپنا راہنما بنانا کسی نبی یا کسی درمیانی شخص کو اپنا راہنما بنانے سے زیادہ بہتر ہے۔ اگر آپ کا دین آپکو خُدا کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور آپ پر آنکھیں بند کر کے اپنے نبی کی پیروی کرنا فرض قرار دیتا ہے تو ایسا دین خُدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

خُدا زمین پر عدل و انصاف قائم کرنے میں ذاتی دلچسپی رکھتا ہے

اگر انصاف کا حتمی اختیار خُدا کے پاس ہے اور ناانصافی کا شیطان کے پاس تو پھر خُدا کے سوا اور کون ہے جو شیطان پر فتح پائے اور زمین پر آپ کی زندگی میں انصاف قائم کرے؟ خُدا کے سوا کوئی نہیں۔ اگر یہ بات ہے تو پھر خُدا کو خود کو ظاہر کرنے اور زمین پر انصاف قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ایک نبی ذاتی طور پر شیطان پر غلبہ نہیں پا سکتا۔ پس اگر آپ کا مذہب آپکو یہ سکھاتا ہے کہ خُدا خود ظاہر ہو کر ذاتی طور پر ہمارے لئے شیطان سے جنگ نہیں کرتا تو وہ آپ کو گمراہ کر رہا ہے اور خُدا کے انصاف قائم کرنے کے طریقہ سے نابلد ہے۔

خُدا ذاتی طور پر انسانوں کو بچانا چاہتا ہے

شیطان ناانصافی کا مختارِ کل ہے اور اس نے لوگوں کو جکڑ رکھا ہے۔ ایسا ہے تو پھر جکڑی ہوئی اِنسانیئت کو شیطان اور گناہ سے آزاد کون کرائے گا؟ کیا شیطان کا غلام شخص خود کو شیطان سے بچا سکتا ہے؟ نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ خود ایک روحانی جیل میں ہے اور ایک قیدی کسی طرح بھی اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔ دوسرا یہ کہ شیطان اِس رُوحانی جیل کا حاکم ہے، کسی بھی انسان سے زیادہ طاقتور ہے۔ اور شیطان کو انسانیت

سے نفرت ہے اور وہ کسی بھی انسان کی آزادی اور نجات پر یقین نہیں رکھتا۔ کوئی بھی شخص اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔ ہر انسان کو خُدا کی ضرورت ہے کہ وہ آئے اور اُس انسان کو خوُد بچائے۔ خُدا کے آنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود کو چھپاتا نہیں۔

اگر آپ کا دین کہتا ہے کہ آپ اچھے کاموں کے وسیلہ سے اپنے آپ کو شیطان سے بچا سکتے ہیں تو آپ کا دین آپ کو گمراہ کر رہا ہے۔ اگر ہم روحانی طور پر نجات یافتہ اور آزاد نہیں تو اِس بے دینی کی حالت میں ہم کوئی بھی اچھا کام نہیں کر سکتے جو خُدا کو خوش کر سکے۔ خُدا محبت اور انصاف کا منبع ہے۔ جب تک آپ خُدا کی محبت اور عدل میں قائم نہیں ہو جاتے، آپ خُدا کے لئے سچائی سے سوچنے، بولنے اور عمل کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ دوسرے لفظوں میں آپکے اعمال خُدا کو اُس وقت تک پسند نہیں آ سکتے جب تک آپ خُدا کے ساتھ متحد نہ ہوں اور گناہ اور شیطان کے ساتھ آپ کا تعلق ختم نہ ہو جائے۔ خُدا خواہش رکھتا ہے کہ انسان پہلے شیطان کی غلامی سے آزاد ہو۔ شیطان سے آزادی خُدا کے لئے اچھے کاموں کا آغاز ہے۔ یوُں کہیے کہ خُدا کا اول مقصد آپکی رہائی کے لیے خُود کو ظاہر کرنا ہے۔ وہ کام جو خُدا کو پسند ہیں آپکی نجات اور رہائی کے بعد شروع ہوتے ہیں۔ لہٰذا محبت کا خُدا نہ تو اپنے آپ کو چُھپاتا ہے اور نہ ہی ابدی زندگی کے لئے نجات میں تاخیر کرتا ہے۔

کیا یہ ٹھیک ہے کہ کسی شخص کی نجات کو کل کے لئے چھوڑ دیا جائے جبکہ وہ آج اُس کے لئے رو رہا ہو۔

اگر شیطان نے تمام انسانوں کو خُدا اور اُس کی بادشاہی سے اس زمین پر جُدا کیا اور اُنہیں گنہگار بنادیا ہے تو ضرور ہے کہ اُن کو نجات بھی زمین پر ہی ملے۔ وہ جنہیں اِس دنیا میں ایک دوسرے سے الگ رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے ، خواہش نہیں کرتے کہ جتنی جلدی ممکن ہو وہ ایک دوسرے سے ملیں؟ اُن کے ملاپ میں تاخیر کیا اُن کے لئے مزید تکلیف دہ نہیں ہو گی؟ خُدا اور ہمارے دلوں کا بھی یہی حال ہے۔ خُدا ملاقات میں تاخیر نہیں کرتا۔ وہ خود کو یہاں زمین پر ہم پر ظاہر کرتا ہے۔ اگر ہماری نجات میں تاخیر ہو تو ہمارے دلوں کو بھی سکون نہیں ملے گا۔ لہٰذا، آپ کا دین خدا کے دل سے ہم آہنگ نہیں ہو سکتا اگر وہ خُدا کو چھپائے اور نجات کو آخرت پر چھوڑ دے۔

آپ نے دیکھا، بائبل کیسے خُدا کو ظاہر کرتی ہے لیکن قُرآن اُسے پوشیدہ رکھتا ہے۔ یہ تو کوئی اچھی بات نہیں کہ کوئی آپ سے سب سے خوبصورت شخصیت کو چُھپا کر رکھے۔

یسُوع نے سیکھایا کہ خُدا کبھی بھی آپ سے چھپتا نہیں کیونکہ وہ آپ سے پیار کرتا ہے۔ اور یسُوع ہی اِس سچے اور منطقی کلام کا معمار ہے جو میں نے آپ کو بتایا ہے۔ اگر یہ کلام آپ کے دل کو صحیح لگے، تو آپ کو چاہیے کہ آپ بھی یسُوع کی پیروی کریں۔

سوچنے کا وقت 4

1. دنیاخود بخود یاحادثاتی طور پر وجود میں آئی ہے، یہ ایمان رکھنا غیر عقلی کیوں ہے ؟
2. دنیا میں لوگوں کی اکثریت اپنے مستقبل کے لئے اچھے منصوبے رکھنا چاہتی ہے۔ منصوبہ کے لئے معیار کی ضرورت ہوتی ہے۔ماضی کے تجربات کا موازنہ کئے بغیر ایک اچھا معیار تشکیل نہیں دیا جا سکتا۔ کیا اِتفاقی نظریہ وجودیت ہماری زندگی میں خوُد سر تدبیری اور فیصلہ کنیُ سے کوئی مطابقت رکھ سکتا ہے ؟
3. کیا ہم غور و فکر کرنے [4] اور سچائی کو دریافت کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں ؟
4. رومیوں 2 باب 14-16 آیت، پھر 2 کرنتھیوں 4 بات 2 آیت اور آخر میں گلتیوں 3 بات 24 آیت کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کیا آپ لوگوں کی مدد کر

---

[4] تمام مذاہب کے پیروکاروں میں ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ صرف اُنکا خُدا ہی سچا خُدا ہے اور اُنکے خُدا نے اُنہیں ایک کامل اور بہترین مذہب عطاء کیا ہے۔فرض کریں کہ تمام مذاہب کے پیروکار اِسی ذہنیئت کے مالک ہیں اور وہ حق کی تلاش، مناظرہ اور موازنہ کرنے پر یقین نہیں رکھتے اور بغیر کسی سوال اور مشکل کے زندگی بسر کرتے ہیں۔ موازنہ کئے بغیر ایک سچے خُدا کی تلاش کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے ؟

سکتے ہیں کہ وہ اپنے ضمیروں کے زریعے اپنے اندر خُدا کی شریعت کو جان سکیں اور اِس شریعت کو موقع دیں کہ یہ اُنہیں مسیح تک لے جائے۔

5. کیا لوگ اپنے دلوں میں یہ خواہش رکھتے ہیں کہ وہ اپنے خالق کو دیکھیں اور اُس سے تعلق قائم کریں؟

6. کیوں ایک سچے خُدا کو خُود کو چھپانا نہیں چاہیئے ؟

7. ایک شخص جو خُدا کو ذاتی طور پر نہیں جانتا، کیا وہ خُدا کا پیغمبر ہو سکتا ہے ؟

8. اگر نجات آج مل سکتی ہے تو پھر اسے حیات مابعد الموت کے لیے کیوں چھوڑا جائے؟

سچے خُدا اور جھوٹے خُدامیں اِمتیاز کیسے کیا جائے؟

کائنات میں صرف ایک ہی سچا خُدا ہے، لیکن دوسرے مذاہب جن معبودوں کے بارے میں بتاتے رہے ہیں وہ اُس خُدا سے بہت مختلف ہیں۔ تو کونسا مذہب سچے خُدا کو پیش کرتا ہے؟

کیا ہم جان سکتے ہیں کہ کس مذہب کا خُدا سچا ہے؟

جی ہاں۔ ہمارے پاس دیکھنے اور پڑھنے کے لئے آنکھیں ہیں، سننے کے لئے کان ہیں، موازنہ کرنے کے لئے دماغ ہے،اور سچائی کو جاننے اور پرکھنے کے لئے دل اور کسی بھی چیز کی پرواہ کئے بغیر سچائی پر ڈٹ جانے کیلئے ضمیر ہے۔ لٰہذا ہم میں سچے خدا کو تلاش کرنے، اِسے پا لینے اور اِسکے ساتھ رہنے کی صلاحیت موجود ہے۔ کوئی بھی شخص مختلف مذاہب کے معبودوں کی خصوصیات اُن کی کتابوں میں پڑھ یا سن سکتا ہے۔ ہم اُن کا ایک دُوسرے کے ساتھ موازنہ کر سکتے ہیں۔ اور تب ہی ہم سچے خُدا اور جھوٹے معبودوں میں فرق جاننے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

سچے خُدا کی پہچان کرنے کے معیار کیا ہیں؟

وہ معیار یہ ہیں

- فلسفیانہ معیار
- نظریاتی معیار
- سماجی، سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی معیار

فلسفیانہ معیار

پہلا فلسفیانہ معیار یہ ہے کہ خُدا کی کوئی شخصیت ہونی چاہیئے

فلسفیانہ معیار کی روح سے خُدا کا شخصی ہونا ضروری ہے۔ لوگوں کے ساتھ شخصی تعلق قائم کرنے اور اُن کی مدد کرنے کے لئے خُدا کا شخصیت رکھنا لازمی ہے۔ ایک غیر نسبتی خُدا کسی کے ساتھ شخصی تعلق قائم نہیں کر سکتا، اُسے بچا نہیں سکتا اور اُس کی راہنمائی بھی نہیں کر سکتا۔ ایسا خُدا بے بس اور محتاج ہے۔ مثال کے طور پر اِسلام کا خُدا غیر نسبتی ہے۔ چونکہ اِسلام کا نبی مُحمد خُدا کو دیکھنے کے قابل نہیں تھا، اِس لیے اُس نے خُدا کو غیر مرئی اور دِکھائی نہ دینے والے خُدا کے طور پر پیش کیا۔ اُس کی موت کے

بعد، مسلم فلسفیوں نے مُحمد کے تجربے پر اپنے فلسفہ کی بنیاد رکھی اور خُدا کو غیر شخصی، پہنچ سے باہر اور سمجھ سے بالا تر قرار دے دیا۔

اگر کوئی خُدا غَیر مرئی ہے تو پھر وہ اپنا کلام اور اپنے خیالات یا کاموں کو ظاہر نہیں کر سکتا۔ اِس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اپنا منصوبہ ظاہر کرنے کے لئے اُس کی کوئی سوچ نہیں ہے، اپنے منصوبہ کو بیان کرنے کے لئے اُس کے پاس کلام نہیں ہے اور اپنے منصوبہ کو عملی شکل دینے کے لئے اُس میں کام کرنے کی صلاحیت بھی نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ بول نہیں سکتا کیونکہ صرف ایک شخص ہی بول سکتا ہے نا کہ وہ جو نا شخص ہو۔وہ تخلیق بھی نہیں کر سکتا کیونکہ تخلیق کے لئے کلام کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ ہم کہتے ہیں، "خدا نے کہا اور یہ ہو گیا"۔چونکہ اِسلام کا خُدا بول نہیں سکتا ہے لہٰذا تخلیق کرنا اُس کی خصوصیت نہیں ہو سکتی۔

اِسی لئے اِسلام کے خُدا کی غیر شخصی فطرت نے اُسے خود کو مُحمد پر ظاہر کرنے یا اُس کے ساتھ شخصی تعلق قائم کرنے سے روکا۔ چونکہ وہ کسی کے ساتھ شخصی تعلق نہیں رکھ سکتا اِس لئے وہ کسی کو بچانے اور اُس کی مدد کرنے سے بھی قاصر ہے کیوں کہ کسی کی مدد کرنے یا اُسے بچانے کے لئے خُدا کے ظہور اور شخصی تعلق کی ضرورت ہے۔

آپ میں سے بہت سے مسلمان ہر روز دُعا میں خُدا سے التجا کرتے ہیں کہ وہ اُن کی صحیح راہ پر چلنے میں راہنمائی کرے۔ وہ آپ کو صحیح راہ پر کیسے ڈال سکتا ہے؟ کیوں کہ وہ آپ کی راہنمائی کرنے یا آپکو بچانے کے لئے آپ سے کلام نہیں کر سکتا اور نہ ہی آپ پر ظاہر ہو سکتا ہے۔ راہنمائی کرنا اور تحفظ دینا شخصی تعلق کی صورت میں ہی ممکن ہو سکتے ہیں لیکن قُرآن کہتا ہے کہ اللہ خود کو ظاہر نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کے ساتھ شخصی تعلق قائم کرتا ہے۔ لہٰذا سچے خُدا کی پہچان کے لئے پہلا اور بنیادی اصول یہ ہے کہ وہ لوگوں کو شیطان اور گناہ سے بچانے کے لئے اپنے آپ کو اُن پر ظاہر کرے۔ لیکن اگر آپ کا خُدا اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتا تو پھر وہ سچا خُدا نہیں ہو سکتا۔

سچے خُدا کی پہچان کے لئے دوسرا فلسفیانہ معیار یہ ہے کہ خُدا ہر جگہ موجود ہو اور لوگوں کی زندگی میں کام کرتا ہو

خُدا عملی طور پر ہمارے ساتھ موجود ہو سکتا ہے۔ چونکہ خُدا اور ہم، دونوں میں شخصی خصوصیات ہیں اِس لئے اگر خُدا ہمارے ساتھ اور ہمارے اندر ہو تو ہم اُس کی موجودگی کو شخصی طور پر محسوس کر سکتے ہیں۔

اگر ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خُدا کی حضوری ہمارے اندر ہے تو ہمارے پاس اِس کی کوئی مناسب دلیل بھی ہونی چاہیے۔ بہت سے مسلمان خُدا کے بارے میں قُرآن

کے فلسفہ کو مسترد کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خُدا اُن کے ساتھ ہے۔ میں نے کئی مرتبہ مسلمانوں کو یہ دعویٰ کرتے ہوئے سُنا ہے کہ "خُدا اُن کے خون میں ہے۔ یہاں تک کہ وہ اُن کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے"۔ کیا خُدا واقعی مسلمانوں کے ساتھ ہے؟ کیا یہ دعویٰ کسی دلیل سے ثابت کیا جا سکتا ہے؟ نہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کیوں نہیں۔

اگر خُدا آپ کے ساتھ ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی تمام خوبیوں یعنی اعتقاد، رحم اور محبت سے آپ کے ساتھ ہے۔ چونکہ وہ اچھا، مہربان، رحیم اور ہمدرد خُدا ہے۔ اِس لیے وہ کبھی بھی آپ کی زندگی کے بارے میں آپ کو بے یقینی کی کیفیت میں نہیں رکھتا بلکہ وہ آپ کو مستقبل کے بارے میں 100٪ یقین دلاتا ہے۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں وہ آپکو اطمینان نہیں بخشتا یا دُوسرے لفظوں میں وہ آپ کی مکمل راہنمائی نہیں کرتا، تو وہ سچا خدا نہیں ہے۔

پھر بھی بحیثیت مسلمان آپ کہہ رہے ہیں کہ خُدا آپ کے ساتھ ہے، آپ کی راہ کے لیے روشنی ہے اور آپ کی بہترین راہنمائی کرتا ہے۔

میں آپ سے ایک اور اہم روحانی سوال پوچھتا ہوں۔ کیا آپ نجات پا چکے ہیں اور آپ کو یقین ہے کہ آپ جنت میں جائیں گے؟ آپ کا، آپ کے نبی اور قُرآن کا،

سب کا ایک ہی جواب ہے "نہیں"۔ اِس کا مطلب ہے کہ آپ کے خُدا نے آپ کو مستقبل کے بارے میں کوئی اُمید نہیں دی۔ کیسے ممکن ہے کہ اعتقاد بخشنے والا خدا اپ کے ساتھ ہو اور پھر بھی آپ بے یقینی کا شکار ہوں۔اِس کا مطلب ہے کہ یقین دہانی کا خُدا یا سچا خُدا آپ کے ساتھ نہیں ہے، ورنہ آپ مستقبل کے بارے میں لازمی پُر یقین ہوتے۔دُوسرے لفظوں میں آپ کا دین آپ کو سچے خُدا تک رسائی دلانے کے قابل نہیں ہے۔ لہٰذا خُدا کی موجودگی صرف اِسی صورت میں ثابت ہو سکتی ہے اگر یہاں زمین پر خُدا نے ہمیں نجات اور جنت میں لے جانے کی یقین دہانی کرائی ہو۔

خُدا کی سچائی کے لئے تیسرا فلسفیانہ معیار یہ ہے کہ خُدا کو جاننا ممکن ہو

سچا خُدا ایسا خُدا ہے جِسے آپ شخصی طور پر جان سکتے ہوں اور اپنے شخصی تجربہ کی بنیاد پر اُس کی پیروی کر سکتے ہوں۔آپ اُس شخص کی پیروی نہیں کر سکتے جسے آپ جانتے ہی نہ ہوں۔ خُدا بھی ایسا ہی ہے۔خُدا نہیں چاہتا کہ آپ آنکھیں بند کر کے یا کسی درمیانی شخص کے ذریعہ اُس کی پیروی کریں بلکہ وہ چاہتا ہے کہ آپ اپنے ذاتی تجربے سے اُس کے ساتھ ہوں۔

سچے خُدا کی تلاش کے لئے نظریاتی معیار

پہلا نظریاتی معیار یہ ہے کہ خُدا کو یقیناً راست باز ہونا چاہیئے۔

اِس کا مطلب یہ ہے کہ راست باز خُدا بُرے اور غیر اخلاقی کام نہیں کر سکتا اور نہ ہی انہیں جائز قرار دے سکتا ہے کیونکہ اُس کی فطرت مکمل طور پر اچھی ہے اور بدی سے پاک ہے۔ لہٰذا اگر آپ کے خُدا کی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ گناہ اور بُرائی کا خالق ہے یا کچھ حالات میں اُنھیں جائز قرار دیتا ہے تو ایسا خُدا کبھی بھی سچا خُدا نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کا عقیدہ آسمانی ہے یا نہیں تو آپ کو اپنے خُدا کے کلام اور اُس کے کاموں کو پرکھنے کی ضرورت ہے۔

دوسرا نظریاتی معیار یہ ہے کہ خُدا کو عادل ہونا چاہیے

اِس کا مطلب یہ ہے کہ خُدا ناانصافی نہیں کر سکتا اور نہ ہی ناانصافی کرنے کے لئے کہہ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر خُدا دوسروں کے مقابلے میں اپنے نبی یا راہنماؤں کو زیادہ حقوق نہیں دے سکتا کیونکہ وہ انصاف پسند ہے۔ وہ مردوں کو عورتوں سے زیادہ حقوق نہیں دے سکتا یا مردوں سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اپنی بیویوں کو ماریں۔ وہ اپنے کچھ پیروکاروں کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ حقوق نہیں دے سکتا۔ وہ

فرقہ پرستی کو فروغ نہیں دے سکتا اور نہ ہی لوگوں کی حوصلہ افزائی کر سکتا ہے کہ وہ دوسروں کے حقوق نظر انداز کریں۔ اگر آپ دیکھتے ہیں کہ آپ کا خُدا اِن ناانصافیوں کو جائز قرار دیتا ہے تو وہ سچا اور عادل خدا نہیں ہو سکتا۔

تیسرا نظریاتی معیار یہ ہے کہ خُدا مکمل طور پر پاک ہو

اِس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو خُدا گناہ کر سکتا ہے، نہ گناہ کی تخلیق کر سکتا ہے اور نہ گناہ کے لیے کسی کو آمادہ کر سکتا ہے، اور نہ ہی کسی خاص حالت میں گناہ کو جائز قرار دے سکتا ہے۔ کیا پاک خُدا دوسروں کو بداخلاق بنا کر اُنھیں گناہ گار بنا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا اگر آپ دیکھتے ہیں کہ آپ کے خُدا نے دوسروں کو بداخلاق اور گنہگار بنایا ہے تو وہ پاک نہیں ہو سکتا۔ ایسا خُدا لوگوں کے لئے ایک اچھا نمونہ نہیں بن سکتا۔

چوتھا نظریاتی معیار یہ ہے کہ خُدا محبت کرنے والا اور مہربان ہونا چاہئے

اِس کا مطلب یہ ہے کہ خُدا لوگوں سے محبت کرتا ہے، اُن کی عزتِ نفس کا خیال رکھتا ہے اور اُن کو اپنی طرف حکمت، رحم دلی اور صلح سے متوجہ کرتا ہے۔ چونکہ اُس نے اپنی خوشی سے ہمیں تخلیق کیا ہے اِس لئے وہ خود لوگوں سے میل ملاپ کے خوبصورت اور رحم دل طریقے بھی مہیا کرتا ہے۔ جیسے والدین اپنے بچوں کے ساتھ

سلوک کرتے ہیں ویسے ہی وہ آپ کے ساتھ محبت اور سکھانے کے طریقے سے پیش آتا ہے۔ تاکہ آپ جوش سے اُس کی طرف دوڑے چلے جائیں اور اُس کے ساتھ میل کرلیں۔ خُدا کو ایک ظالم شخص کی طرح نہیں ہونا چاہیئے جو آپ کی انتخاب کی آزادی کو نظر انداز کرے اور آپ سے غیر منصفانہ سلوک کرے۔ اگر آپ کے خُدا میں ایسی محبت اور رحمدلی نہیں ہے تو وہ سچا خُدا نہیں اور نہ ہی اُس کا دین لوگوں میں محبت، رحمدلی اور صلح پیدا نہیں کر سکتا۔

اب وقت ہے کہ میں آپ کو سچا خُدا تلاش کرنے کے لئے چند سماجی، سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی معیار فراہم کروں۔

سماجی معیار

سچا خُدا ہر قسم کے امتیازی سلوک سے پاک ہے وہ جنس، نسل، قومیت، عقیدہ، حیثیت یا کسی بھی شےء کے لیے کسی بھی شخص کی طرفداری نہیں کرتا۔ آپ کا خُدا سچا خُدا نہیں ہو سکتا اگر وہ مردوں کو عورتوں سے، مالکوں کو غلاموں سے، اپنے پیروکاروں کو دوسروں سے زیادہ حقوق دے۔

سیاسی معیار

سچا خُدا آمریت کے بجائے ایک مہذب اور حلیم سیاسی قیادت کو قائم کرتا ہے اور اُسے فروغ دیتا ہے۔ سچے خُدا کی نظر میں لوگوں کے درمیان سب سے بڑا وہ ہے جو سب سے زیادہ حلیم ہو اور سب کا خادم بنے۔ آپکا خُدا سچا خُدا نہیں ہو سکتا اگر وہ اپنے نبی یا پیرو کاروں کو آمرانہ کردار عطا دے۔

اقتصادی معیار

سچا خُدا اِس بات پر یقین رکھتا ہے کہ اُس کے اپنے لوگوں اور دوسرے لوگوں کو ایک جیسے کام اور وقت کے لئے ایک جیسا معاوضہ ملنا چاہیے۔ سچا خُدا بے ایمانوں کے حقوق کو بھی نظر انداز نہیں کرتا اور نہ ہی اُن پر بھاری ٹیکس لگاتا ہے۔ جھوٹے خُداوں اور سچے خُدا کے درمیان شناخت کے لئے ہماری آخری کسوٹی اخلاقی معیار ہے۔

اِخلاقی معیار

سچا خُدا جھوٹ، دھوکہ بازی یا کسی قسم کی بد اخلاقی کو کبھی بھی، کسی بھی حالت میں جائز قرار نہیں دیتا۔ سچا خُدا پاک خُدا ہے اور اُس کی پاکیزگی ہمیشہ گناہ کے خلاف ہے چاہے وہ گناہ اُس کے پیرو کاروں نے کیا ہو یا اُس کا اِنکار کرنے والوں نے کیا ہو۔ آپ کا خُدا

سچا خُدا نہیں ہو سکتا اگر وہ اپنے پیروکاروں کو جھوٹ بولنے یا دھوکا کرنے کی اجازت دے اور ایسا کرنے میں اُن کی حوصلہ افزائی کرے۔ دُنیا میں بہت سے جھوٹے خُدا اور عقیدے موجود ہیں۔ آپ سچے خُدا اور جھوٹے خُداوں میں امتیاز کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے جب تک آپ یہ نہ جان لیں کہ سچا خُدا کون ہے۔

سچے خُدا کی تلاش کرنے میں اِن معیاروں نے میری مدد کی اور انہی معیاروں کی بدولت ہی میں نے اپنا خدا اور نجات دہندہ کے حیرت انگیز تجربات پائے۔ میری دُعا ہے کہ یہ آپ کی زندگی میں بھی فائدہ مند ثابت ہوں تاکہ آپ بھی خُدا کی ابدی خوشی حاصل کر سکیں۔

سوچنے کا وقت 5

1. کیا خُدا کی شبیہ پر تخلیق کیا جانا ہمیں اس قابل نہیں ٹھہراتا کہ ہم اپنے خالق کو جان سکیں؟
2. اگر ہم خدا کی شکل و صورت پر پیدا ہوئے ہیں تو کیا ہم اس اہل نہیں کہ اپنے خالق کو جان سکیں؟

3. اگرہم صحیح اور غلط، اچھائی اور برائی میں تمیز کرنے کے قابل ہیں تو کیا ہمیں سچے اور جھوٹے خدا میں تمیز کرنے کے قابل نہیں ہونا چاہئے؟

4. اگر کوئی خدا، گناہ کی تحریک بخشتا ہے تو کیا وہ ایک سچا خدا ہو سکتا ہے؟

5. خدا کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرنا اچھی بات ہے یا نہیں؟

6. ہم اپنے دلوں میں خُدا کی حضوری کو ثابت کرنے کے قابل کب بنتے ہیں؟

7. خدا کا بہتر تعارف کون کروا سکتا ہے، وہ جس کا خدا سے تعلق ہے یا وہ جسے خدا سے تعلق کا کوئی تجربہ نہیں ہے؟

8. اگر آپ یقین رکھتے ہیں کہ خدا شخصیت کی خوبیاں رکھتا ہے تو اس سے دعا کریں کہ وہ آپکا شخصی راہنما بن جائے۔

اِسلام کے خُدا اور مسیحیت کے خُدا میں فرق

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مسلمان اور مسیحی ایک ہی خُدا کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ اِسلامی کتب ایک ایسے خُدا کو پیش کررہی ہیں جو مسیحیت کے خُدا سے بلکل مختلف ہے۔اِس لیے میں قُرآنی آیات کا بائبل کے ساتھ موازنہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ اِسلام کے خُدا اور مسیحیت کے خُدا میں اس بڑے فرق کو جان سکیں۔

اِسلام کے خُدا اور مسیحیت کے خُدا کے درمیان پہلا فرق : اِسلام کا خُدا لوگوں کی مدد کرنے سے قاصر ہے

جیسا کہ میں نے پہلے بھی اپنی گفتگو میں کہا ہے کہ قُرآن اور مسلم علماء کا ایمان ہے کہ اِسلام کا خُدا غیر نسبتی خُدا ہے۔ لٰہذا وہ مدد کرنے کے لئے تعلق قائم نہیں کر سکتا۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ اِسلام کا خُدا شخصی طور پر تعلقات قائم نہیں کرتا لیکن وہ مدد کرنے اور تعلق قائم کرنے کے لئے اپنا فرشتہ بھیجتا ہے۔ یہ ایک غلط فلسفہ ہے۔ کیوں؟ اگر فرشتہ نسبتی ہے تو منطقی طور وہ غیر نسبتی خُدا کے ساتھ تعلق قائم ہی نہیں کر سکتا اور نہ ہی انسانوں کیلئے خُدا کا پیغام رساں بن سکتا ہے۔ایک غیر شخصی خُدا کا کوئی شخصی پیامبر نہیں ہو سکتا۔

لٰہذا آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اِسلام کے خُدا سے اُس کی غیر شخصی فطرت کی وجہ سے مدد کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ لیکن مسیحیت کا خُدا مدد کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ بائبل کا خُدا ایک شخصیت رکھنے والا، تعلق بنانے والا، کام کرنے والا خُدا ہے اور وہ لوگوں کی مدد کر سکتا ہے۔ یسعیاہ کی کتاب باب 45 کی آیت 2 میں مسیحیوں کا خُدا کہتا ہے: میں تیرے آگے آگے چلوں گا اور پہاڑوں کو ہموار بناؤں گا۔ پس یہاں آپ دیکھتے ہیں کہ خُدا اپنے لوگوں کے ساتھ چل رہا ہے۔

خُدا نے بنی نوع انسان کو ایک مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہماری زندگیوں کو مقصد دینے کے لئے، خُدا کی مسلسل شخصی موجودگی اور راہنمائی ضروری ہے۔"موجودگی اور راہنمائی" جیسے الفاظ صرف ایک نسبتی خُدا کے لیے ہی استعمال کئے جا سکتے ہیں نا کہ غیر نسبتی خُدا کے لئے۔اِس لئے یسُوع مسیح کے رسولوں نے خُدا کے ظہور کی گواہی دی ہے۔ یوُحنا رسول کہتا ہے کہ خُدا مجسم ہوا، ہمارے درمیان رہا، اور ہم نے اُس کا جلال دیکھا.... فضل اور سچائی سے معمور (یوُحنا 1: 14 پڑھیں)۔

آپ نے غور کیا کہ اِسلام کا خُدا مدد کرنے کیلئے ظاہر ہونے سے قاصر ہے۔ لیکن مسیحیت کا خُدا فطرتاً ظاہر ہونے والا خُدا ہے، وہ لوگوں کی مدد کرنے، اُن کو بچانے اور شخصی طور پر ان کی راہنمائی کرنے کے لئے خود کو ظاہر کرتا ہے۔

دوسرا فرق: اِسلام کا خُدا اچھائی اور بُرائی کا خالق ہے

مسیحیت کا خدا صرف اور صرف اچھی چیزوں کا خالق ہے۔اِسلام کا خُدا اچھائی اور بُرائی دونوں کو پیدا کرنے اور انسانوں کو گناہ کے لیے تحریک دینے اور اِخلاقی لحاظ سے ان میں بِگاڑ پیدا کرنے کی وجہ سے قادر کہلاتا ہے۔ مسیحیت کا خُدا صرف اچھے کاموں کیلئے قادر کہلاتا ہے۔اُس کی فطرت مکمل طور پر پاک اور راستباز ہے وہ لوگوں میں اِخلاقی بِگاڑ یا گناہ پیدا کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

سورۃ الحدید (57) آیت 22، سورۃ الاعراف (7) آیت 16 اور سورۃ الشمس (91) آیت 8 قُرآن میں یہ تمام آیات اِس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ اِسلام کے خُدا نے اَزل سے ہر قسم کی تباہی، گناہ اور اِخلاقی پستی کو تیار کیا اور تخلیق کے وقت اِن کو وجود میں لے آیا۔ لیکن بائبل کا خُدا گناہ اور اِخلاقی بِگاڑ کی منصوبہ سازی کرنے یا اِنہیں تخلیق کرنے سے کوسوں دور ہے۔ محبت کرنے والا، راستباز، انصاف پسند، امن پسند اور رحیم خُدا لوگوں میں اِخلاقی بِگاڑ پیدا نہیں کر سکتا بلکہ اُس کا کام لوگوں کو پاک اور صاف کرنا ہے۔ اگر اسلام کا خُدا جھوٹ اور گناہ کا خالق ہے، تو وہ خالص طور پر لوگوں کو سچائی کی طرف نہیں لا سکتا نہ ہی حق کی راہ پر اُن کی راہنمائی کر سکتا ہے۔

جھوٹ اور گناہ کو خُدا سے منسوب کر کے قُرآن لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ گناہ کو تخلیق کرنا ہی گناہ ہے اِس لئے قُرآن کا خُدا گنہگار ہے جبکہ سچا خُدا گنہگار نہیں ہو سکتا۔ دُوسرا یہ کہ لوگوں کے پاس گناہ سے بچنے کا کوئی جواز ہی نہیں ہو گا کیونکہ اِسلام کا خُدا بھی گناہ سے بچ نہیں پایا۔

اگر خُدا نے گناہ کو لوگوں کیلئے پیدا کیا ہے تو پھر لوگوں کو اپنے دِلوں کو گناہ کی طرف راغب کیوں نہیں کرنا چاہیئے۔ گناہ کی تخلیق کرنے والا خُدا معاشرے میں سچائی کی پھیلاوٹ میں رکاوٹ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سچا خُدا اپنی پاک فطرت کی وجہ سے جھوٹ اور گناہ کو تخلیق نہیں کر سکتا۔ اِس لئے جس خُدا کی تصویر قُرآن ہمیں دیکھاتا ہے وہ سچا خُدا نہیں ہے۔

بائبل کا خُدا سچا خُدا ہے۔ یسُوع مسیح کی انجیل میں یُوحنا کے پہلے خط کے باب 2 کی آیت 21 میں لکھا ہے کہ "کوئی جھوٹ سچائی کی طرف سے نہیں ہے"۔ اور یعقوب کے خط میں 3 باب کی 17 آیت کہتی ہے، "مگر جو حکمت اُوپر سے آتی ہے اول تو وہ پاک ہوتی ہے۔ پھر ملنسار، حلیم اور تربیت پذیر۔ رحم اور اچھے پھلوں سے لدی ہوئی۔ بے طرف دار اور بے ریا ہوتی ہے"۔

اِسلام کے خُدااور مسیحیت کے خُدامیں تیسرافرق: اِسلام کاخُداانتخاب کی آزادی کے خلاف ہے

سورۃالاحزاب(33)آیت36میں لکھاہے کہ اِسلام کے پیغمبر مُحمد کے کلام کو چیلنج کرنے کاحق کسی کو بھی حاصل نہیں۔ لیکن مسیحیوں کاخُدااِستثناکی کتاب18باب کی 22آیت میں کہتاہے، نبیوں کا کلام آنکھیں بند کر کے قبول نہ کرو۔ بلکہ تمہیں حق حاصل ہے کہ اُسے پرکھنے کے بعد ہی قبول یا رد کرو۔

اِسلام کے خُدااور مسیحیت کے خُدامیں چوتھافرق: اِسلام کاخُدامساوی حقوق دینے کے خلاف ہے

قُرآن اور روایتی اِسلامی کتابوں سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ مُحمد کو دوسرے مسلمانوں سے زیادہ حقوق حاصل تھے،اسی طرح مسلمان مرد کے حقوق مسلمان عورت کی نسبت زیادہ تھے ،ایک گورا مسلمان کالے مسلمان سے اور عام طور پر ایک مسلمان غیر مسلموں سے زیادہ حقوق رکھتا تھا[5]۔ لیکن مسیح یسُوع پر ایمان سب لوگوں کو ایک

[5] اِن حوالاجات کواور "اِسلام میں قیادت ابتری کاشکار ہے" کے حوالاجات کو دیکھیے

دوسرے کے برابر ٹھہراتا ہے، چاہے کوئی یہودی ہو یا یونانی، غلام ہو یا آزاد، مرد ہو یا عورت، مسیح میں سب برابر ہیں۔(گلتیوں 3:28، کُلسیوں 3:11)

اِسلام کے خُدا اور مسیحیت کے خُدا کے درمیان پانچواں فرق: اِسلام کا خُدا مردوں کی برتری پر یقین رکھتا ہے

قُرآن کی سورۃ النساء (4) آیت 34 اور سورۃ ص (38) آیت 44 میں لکھا ہے کہ مردوں کو اپنی بیویوں کو مارنے کا حق ہے۔ سورۃ النساء (4) آیات 15 تا 16 میں یہاں تک لکھا ہے کہ مردوں کو اپنی بیویوں کی غیر اخلاقی حرکت کی وجہ سے اُنھیں کمرے میں بند کر کے جان سے مار دینے کا حق حاصل ہے۔ لیکن مردوں کے لئے اُسی قسم کی غیر اخلاقی حرکت کی سزا محض چند کوڑے ہے۔ یسُوع مسیح کی انجیل کبھی بھی ایسے دل شکن کاموں کی اجازت نہیں دیتی ہے۔ اِفسیوں 5 باب کی 25 اور 28 آیات میں لکھا ہے شوہروں پر لازم ہے کہ اپنی بیویوں سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھیں۔

اِسلام کے خُدااور مسیحیت کے خُدا کے درمیان چھٹا فرق: اِسلام کا خُدا امتیازی سلوک کی حوصلہ افزائی کرتا ہے

قُرآن میں سورۃ التوبہ (9) کی آیت 28 میں لکھا ہے کہ غیر مسلم ناپاک ہیں، سورۃ الانفال (8) کی آیت 55 کہتی ہے کہ غیر مسلم بدترین حیوان ہیں، سورۃ البقرہ (2) آیت 65، سورۃ المائدہ (5) آیت 60 اور سورۃ الجمعہ (62) آیت 5 میں لکھا ہے کہ یہودی اور مسیحی سُور، بندر اور گدھے ہیں۔ لیکن یسُوع مسیح کی انجیل کہتی ہے کہ یہودیوں اور غیر قوموں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، خُدا کی نظر میں سب برابر ہیں اُس نے سب کو ایک ہی شبیہ پر اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔

اِسلام کے خُدااور مسیحیت کے خُدا میں ساتواں فرق: بداِخلاقی کی وجہ اِسلام کا خُدا ہے

سورۃ الانفال (8) آیت 30 اور سورۃ یُونس (10) آیت 21 میں لکھا ہے کہ اللہ مکر[6] کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ سورۃ البقرۃ (2) آیت 225، سورۃ آل

---

[6] اِسلامی ممالک میں بسنے والے بہت سے لوگ لفظ "مکر" کے معنی جانتے ہیں۔ مگر قُرآن کے بیشتر مترجم اپنے نُسخوں میں اِس لفظ کا غیر حقیقی ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ اسطرح کے ترجمہ میں جس جگہ مکر

عمران (3) آیت 28 اور سورۃ النحل (16) آیت 106 میں مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ وہ حالات کی نزاکت کے پیش نظر جھوٹ بول سکتے ہیں۔ لیکن انجیل میں یوحنا کے پہلے خط کے باب 2 آیت 21 میں لکھا ہے: کوئی جھوٹ سچائی کی طرف سے نہیں ہے۔ توریت میں خروج باب 23 آیت 1 اور 2 میں لکھا ہے: جھوٹی بات نہ پھیلانا، ایک مجرم کے لیے جھوٹی گواہی نہ دینا۔ انصاف کا ساتھ دینا چاہے بددیانت اکثریت میں ہی کیوں نہ ہو۔

کیا آپ نے فرق دیکھا؟ مسیحیت کا خُدا کہتا ہے کہ تم کسی بھی حالت میں جھوٹ نہ بولنا۔ جب کہ اِسلام کا خُدا کہتا ہے کہ تمہارا جھوٹ بولنے کا معاملہ حالات پہ منحصر ہے۔

کرنے والا لکھا جانا چاہیئے وہاں تدبیر کرنے والا لکھ لیتے ہیں جو سیاق و سباق سے بالکل الگ معنی پیش کرتا ہے۔ اِس لیے میں چاہتا ہوں کہ اِس کتاب کو پڑھنے والا ہر شخص قُرآن کے عربی نسخے میں مندرجہ بالا آیات کا از خود مطالعہ کرے اور جانے کہ اُن مترجموں نے عربی کے اصل لفظ کو کس طرح توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے۔

اِسلام کے خُدااور مسیحیت کے خُدا کے درمیان آٹھواں فرق: اِسلام کا خُدا آمر پیدا کرتا ہے

سورۃ الانبیاء (21) آیت 23 میں لکھا ہے: اللہ جو بھی کرے اُس سے سوال نہیں پوچھا جاسکتا لیکن لوگوں سے اُن کے اعمال کے متعلق پوچھ گچھ ہو گی۔ سورۃ الاحزاب (33) آیت 36 میں لکھا ہے: اللہ اور مُحمد کے فیصلہ کے بعد کسی کے پاس انتخاب کی آزادی نہیں۔ سورۃ المجادلۃ (58) آیت 20 اور 21 میں لکھا ہے: وہ جو اللہ اور اُس کے پیغمبر کی مخالفت کرتے ہیں اُن کا شمار ذلیل ترین لوگوں میں ہو گا۔ اللہ کا فیصلہ ہے: میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے۔ بیشک اللہ زور آور ہے صاحب اِقتدار ہے۔ آپ نے دیکھا کہ اِسلامی قیادت کی بنیاد جڑ سے لے کر شاخوں تک آمریت پر ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ بائبل میں لوگوں کی آزادی کے لئے قیادت کو کس طرح تیار کیا گیا ہے۔

توریت میں اِستثنا باب 18 آیت 22 میں لکھاِ ہے: اگر نبی ٹھیک نہ ہو تو اُس سے ڈرو نہیں اور نہ ہی اُس کی اطاعت کرو۔

"تو پہچان یہ ہے کہ جب وہ نبی خُداوند کی طرف سے کچھ کہے اور اُس کے کہے کے مطابق کچھ واقع یا پُورا نہ ہو تو وہ بات خُداوند کی کہی ہوئی نہیں بلکہ اُس نبی نے وہ بات خُود گستاخ بن کر کہی ہے تو اُس سے خوف نہ کرنا۔" استثنا 18: 22

یسعیاہ باب 1 آیت 18 میں خُدا یہاں تک اپنے لوگوں سے کہتا ہے: آؤ ہم آپس میں بحث کریں۔ آپ نے دیکھا کہ بائبل میں لوگوں کو خُدا کی عطا کردہ انتخاب کی آزادی کو استعمال کرنے کا مکمل حق حاصل ہے۔ یہاں تک کہ وہ خُدا یا اُس کے نبیوں کی تعلیم پر بھی سوال کر سکتے ہیں تاکہ اندھی اطاعت نہ کریں۔ کیوں؟ کیونکہ انتخاب کی آزادی خُدا کی طرف سے ہے اور وہ اِس آزادی کا احترام کرتا ہے۔ جب قیادت یسُوع کے پاس آتی ہے تو اور بھی حیرت انگیز ہو جاتی ہے۔ ایک راہنما کے طور پر، اُس نے اپنے شاگردوں کے پاؤں دھوئے۔ (یوحنا 13:5) اور راہنما کی خصوصیت کے بارے میں یسُوع نے کہا: تم جانتے ہو کہ غیر قوموں کے سردار اُن پر حکم چلاتے اور امیر اُن پر اِختیار جتاتے ہیں۔ تم میں ایسا نہ ہو گا بلکہ جو تم میں بڑا ہونا چاہے وہ تمہارا خادم بنے۔ اور جو تم میں سردار بننا چاہے وہ تمہارا غلام بنے۔ (متی 20: 25-27)

لہٰذا آپ نے دیکھا کہ یسُوع مسیح آپ کو اپنے دل میں سے آمریت کے بیج کو ختم کرنے کی تعلیم دے رہا ہے کیونکہ اِس سے آپ قومیت، رنگ و نسل اور عقیدہ سے بالاتر ہو کر ہر فرد کی آزادی کا احترام کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

اِسلام کے خُدا اور مسیحیت کے خُدا میں نوواں فرق: اِسلام کے خُدا میں حکمت کی کمی ہے

یہ کہاں کی حکمت ہے کہ پہلے اللہ خود لوگوں کو گناہ اور نافرمانی میں ڈالتا ہے اور پھر اُن سے کہتا ہے کہ اُن کاموں کیلیئے جو اُس نے کیئے ہیں اُس کی تعریف کریں۔ حقیقی حکمت لوگوں کو گناہ کا غلام نہیں بناتی بلکہ اُن کی آزادی کے لیے ایک روشنی بن جاتی ہے۔ بائبل کے خُدا نے انسان کو گناہ کے ساتھ پیدا نہیں کیا۔ اِنسانوں کا گناہ میں گرنے کا سبب اِنسان خوُد تھے۔ لیکن خُدا نے اپنی پدرانہ محبت سے اُسے بچانے کے لئے قربانی کا انتظام کیا اور آج بھی ایسا کر رہا ہے۔ اِسلام کے خُدا اور مسیحیوں کے خُدا کے درمیان فرق بہت زیادہ ہے۔

اِسلام کے خُدا اور مسیحیت کے خُدا میں دسواں فرق: اِسلام کے خُدا نے خُود شیطان کو گمراہ کیا اور اُسے انسانیت کا دُشمن بنا دیا

سورۃ الاعراف (7) آیت 16 میں لکھا ہے اللہ نے شیطان کو گمراہ کیا اور دھوکہ باز بنایا۔ کیوں؟ کیونکہ اسے اچھا لگا کہ وہ لوگوں کے لئے مشکلات پیدا کرنے والا بنائے، خاص طور پر اُن کے لئے جو اُس کے مخالفت کریں گے۔ پھر یہی خُدا قُرآن کے ہر باب میں رحیم بھی کہلاتا ہے، یہ عجیب نہیں ہے کیا؟

مسیحیوں کا خُدا بلکل مختلف ہے۔ اُس نے شیطان کو گمراہ نہیں کیا۔ شیطان نے خود اپنی انتخاب کی آزادی کا غلط استعمال کیا، خُدا کے خلاف بغاوت کی اور دُنیا میں گناہ اور نافرمانی کا سبب بن گیا۔ (پیدائش 31:1، حزقی ایل 28:14-17، یہوداہ 6) خُدا ہر طرح سے شیطان کا مخالف ہے اور لوگوں کو شیطان کے ہاتھ سے نجات دلانا چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے دشمنوں کو بھی اُس سے بچانا چاہتا ہے۔

اِسلام کے خُدا اور مسیحیت کے خُدا میں گیارہواں فرق: اِسلام کا خُدا اِسلام کی تبلیغ کے لئے جنات کو استعمال کرتا ہے

سورۃ الجن (72) آیت 1 – 13 میں لکھا ہے کہ اللہ اِسلام کو پھیلانے کے لئے جنات کو استعمال کرتا ہے۔ مُحمد کی زندگی پہ لکھی گئی کتاب " دا بُک آف مُحمد لائف سٹوری" کے صفحہ 106 اور 107 میں لکھا ہے کہ اسے (مُحمد) یقین نہیں تھا کہ وحی میں قُرآن کے پہلے باب سورۃ العلق (96) کو اس پر نازل کرنے والا شیطان تھا یا اللہ۔

اِسلام کا خُدا اپنے مقصد کے لئے جنات کو استعمال کرتا ہے کیوں کہ اُس میں بت پرستوں کے خُدا کی خصوصیات ہیں۔ صرف بت پرستی میں ہی جنات پر بھروسا کیا جاتا ہے۔ سچا خُدا اپنا مذہب پھیلانے کے لئے جنات کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ لہٰذا آپ نے دیکھا کہ اِسلامی ثقافت کو بت پرستوں کی ثقافت سے جُدا کرنا بہت مشکل ہے۔ بت پرست ثقافت اور عقائد مقدس اور آسمانی کہلانے والے قُرآن کا حصہ بن چکے ہیں۔ قُرآن میں ہم پڑھتے ہیں کہ جنات تو پیغمبروں کے خدمت گزار بھی ہیں۔

مسیحیوں کا خُدا اپنے کلام کی منادی میں نہ صرف جنات کو استعمال نہیں کرتا ہے بلکہ لوگوں کو جنات سے رہائی دلاتا ہے اور انہیں شفا بخشتا ہے۔ خُدا پاک، عادل اور راستباز ہے وہ جانتا ہے کہ بدروحیں ناانصافی کو پھیلاتی ہیں اور وہ کبھی بھی سچائی کا پیغام نہیں دے سکتیں۔

اِسلام کے خُدا اور مسیحیت کے خُدا میں بارہواں فرق: اِسلام کا خُدا اپنے لوگوں کو ابدی زندگی کے بارے میں بے یقینی میں رکھتا ہے

قُرآن میں سورۃ مریم (19) آیت 68 میں لکھا ہے کہ نیک مسلمانوں کو مرنے کے فوراً بعد جہنم میں لے جایا جاتا ہے اور وہ وہاں بدکاروں کے ساتھ ملکر قیامت کا انتظار کریں گے۔ اِس بات نے مُحمد سمیت دوسرے مخلص مسلمانوں میں بڑا خوف پیدا کر دیا ہے۔ اُنھیں یقین نہیں کہ وہ اُس عدالت سے بچ پائیں گے یا نہیں۔ بے یقینی کے اس روحانی خوف نے پکے مسلمانوں کا دل توڑ دیا ہے اور اُن میں سے کسی کے پاس بھی اِس سوال کا پریقین جواب نہیں ہے کہ وہ عدالت سے بچ جائیں گے یا نہیں۔ اُن کا جواب یہی ہوتا ہے "صرف اللہ جانتا ہے"۔

لیکن راستباز مسیحی مرنے کے فوراًبعد آسمان پر خُدا کے پاس جائیں گے۔ مسیحیوں کے لئے ابدی زندگی یا موت کے سوال کواِسی زندگی میں حل کر دیا گیا ہے۔ اگر آپ یسُوع پر ایمان لاتے ہیں جو زندہ ہے اور آسمان میں ہے۔ تو آپ اپنی زمینی زندگی کے دوران ہی ابدی زندگی کی بادشاہی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ مسیح پر ایمان لاتے ہیں تو آپ کی عدالت ہو چکی اور مرنے کے بعد آپ کی عدالت نہیں ہو گی۔ آپ کو سیدھا آسمان میں لے جایا جائے گا۔ کیوں کہ لکھا ہے۔ پس اب جو مسیح یسُوع میں ہیں۔ ان پر سزا کا حکم نہیں۔ کیوں کہ وہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گئے ہیں۔

اِسلام کے خُدا اور مسیحیت کے خُدا میں تیرہواں فرق: اِس دُنیا میں اِسلام کے خُدا تک رسائی ممکن نہیں ہے

اِسلام کے مطابق اِس دُنیا میں خُدا کی بادشاہی تک کوئی رسائی نہیں ہے۔ چونکہ خُدا ناقابلِ رسائی ہے، اِس لئے اُس کی بادشاہی میں بھی ناقابل پہنچ ہے۔

روزمرہ کی زندگی میں مسلمان عام طور پر یہی کہتے ہیں کہ خُدا اُن کے ساتھ ہے۔ لیکن یہ قُرآن اور اِسلام کی تعلیم کے خلاف ہے، اِسلامی تعلیم یہ کہتی ہے کہ خُدا خود کو

ظاہر نہیں کرتا ہے۔تاہم مسیحیوں کا خُدا ظاہر ہونے والا خدا ہے اور اس تک رسائی ممکن ہے۔خُدا نے آپ کو نجات دینے اور اپنے ساتھ منسلک کرنے کے لئے خود کو یسُوع مسیح میں ظاہر کیا ہے تاکہ آپ خُدا کے ساتھ ابدی تعلق قائم کر سکیں۔ جب آپ یسُوع کے نام سے خُدا کو اپنی نجات کا موقع دیں گے۔تو آپ ہمیشہ کے لیے اُس کے ہو جائیں گے۔اور کوئی چیز بھی آپ کو خُدا سے جُدا نہیں کر سکے گی۔

اِسلام کے خُدا اور میسحیت کے خُدا میں چودھواں فرق: اِسلام کے خُدا کی جنت بت پرستوں کی جنت ہے

اِسلامی جنت میں خُدا کی موجودگی کا ذِکر پورے قُرآن میں کہیں نہیں ملتا۔ لیکن قُرآن جہادیوں سے اور اللہ کی خوشنودی پانے والے مسلمانوں سے مسلسل وعدہ کرتا ہے کہ وہ جنت میں جائیں گے جہاں وہ اپنا وقت نورانی لونڈیوں (حوروں) کے ساتھ گزاریں گے۔(قُرآن 33:78،48:37) ۔ یہ مُحمد کے زمانے میں بت پرستوں کا عقیدہ تھا۔

اِسلامی جنت کے برعکس انجیلِ مقُدس جِس جنت کا ذِکر کرتی ہے وہ کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں مرد حضرات اپنی ہوَس پوری کریں۔ جنت خُدا کا تخت ہے،خُدا کے ساتھ ابدی

خوشی اور اطمینان کی جگہ۔ انجیل میں مسیح ہمیں سکھاتا ہے کہ اُس کے پیروکار آسمان پر خُدا کے ساتھ رہیں گے۔(یوحنا 14:1-6) یسُوع مسیح کی انجیل میں لکھا ہے: ہر قوم، قبیلہ، اُمت اور اہلِ زُبان کی بڑی تعداد خُدا کے تخت کے سامنے کھڑی ہو گی اور اپنی نجات کے لئے اُس کی تعریف کرے گی۔(مکاشفہ 9:7)

لٰہذا آپ نے دیکھا کہ مسیحیوں کی مقدس کتاب میں مذکور جنت اِسلامی جنت کی بے حیائی سے کہیں دور ہے۔ مسیحیوں کا خُدا اِسلام کے خُدا سے بہت مختلف ہے۔ وہ قابلِ اعتماد اور ہر لحاظ سے اللہ سے بہتر ہے۔(مکاشفہ 16:19)

میں نے آپ کو یہ تمام وجوہات اِس لئے بتائی ہیں تا کہ یسُوع مسیح کی انجیل پڑھنے کے لئے آپ کی حوصلہ افزائی ہو اور آپ اپنی آنکھوں سے سچائی کو جانیں۔ میرے ساتھ وقت گزارنے کا بہت شکریہ۔

سوچنے کا وقت 6

1. کیا اِسلام کا خدا اپنے لوگوں کے ساتھ چل سکتا اور ان کی زندگیوں کو مقصد دے سکتا ہے؟ کیوں؟

2. تمام دنیا کو بائبل مقدس کے خدا کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ قُرآن کے خدا کی۔ کیوں؟
3. اگر لوگ اِسلام کے خُدا کی پیروی کریں تو کیا اِسلام کے خُدا کی خصوصیات لوگوں کی زندگی کو متاثر کرتی ہیں۔؟
4. آپکے لئے سچے خدا کی پیروی کرنا اور اس کے بارے میں دوسروں کو بتانا کس قدر ضروری ہے؟
5. آیئے ہم سچے خدا سے کہیں کہ وہ ہمارا شخصی راہنما بنے تا کہ ہم دوسروں کے لئے اسکی سچائی کا عکس بن جائیں۔

کیااِسلام کا خُدا ایک بھلا راہنما ہو سکتا ہے؟

ہم اِس سوال کا مناسب طریقے سے جواب تب تک نہیں دے سکتے جب تک ہم ایک اچھے راہنما کی خوبیوں کو نہ سمجھ لیں اور اپنے ضمیر کی نظروں سے یہ نہ دیکھ لیں کہ ایک اچھے راہنما کا طرزِ عمل کیا ہے۔آئیں ایک اچھے راہنما کی خوبیوں اور اُس کے کاموں پر غور کریں۔

ایک اچھا راہنما اپنے پیروکاروں کی اچھی اور محفوظ منزل سے شناسائی کرواتا ہے

آپ کو کسی خاص جگہ پر جانا ہے؛ ایک اچھے راہنما کو راستہ کا پتا ہے اور آپ کو اُسکی محفوظ، سیدھی، مناسب اور شفیق راہنمائی کی ضرورت ہے۔ایک اچھا راہنما جب آپکو منزل پر پہنچانے کا وعدہ کرتا ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے وعدہ پر قائم رہنے اور ہر صورت میں اُس پر عمل کرنے اور اسے پورا کرنے کو تیار ہے۔وہ آپ کو منزل پر پہنچانے کی ضمانت دیتا ہے کیونکہ وہ ہر رکاوٹ کو دور کرنے کی قدرت رکھتا ہے تب ہی آپ کو اُس پر سو فیصد بھروسہ ہوتا ہے۔ ایک اچھا راہنما منزل کے راستے میں آنے والے تمام خطرات اور مشکلات سے واقف ہوتا ہے اور اُن سب پر غالب

آنے کا بہترین حل اُس کے پاس موجود ہوتا ہے۔ایک اچھا راہنما اپنے لوگوں کے خلاف بُرے منصوبے بنانے والوں کے ساتھ تعاون نہیں کرتا کہ اپنے ہی لوگوں کے لئے خطرہ بنے بلکہ ڈٹ کر اُن کا مقابلہ کرتا ہے۔تاکہ اپنے پیروکاروں کے دلوں میں غیر متزلزل ایمان پیدا کرے۔

کیا اللہ کے پاس اپنے پیروکاروں کے لئے ایک محفوظ اور اچھی منزل ہے اور کیا وہ انہیں یقین دلاتا ہے کہ وہ اُن کے لئے خطرہ نہیں بنے گا؟ کیا اُس میں ایسی خوبیاں ہیں کہ لوگ اُس پر یقین رکھ سکیں کہ وہ محفوظ طریقے سے انکی راہ نمائی کر سکتا ہے۔ آئیں دیکھتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ سفر کا انجام کیا ہو گا۔

قُرآن کی سورۃ مریم (19) آیت 67 تا 72 میں ہم پڑھتے ہیں کہ اللہ اپنے نیک بندوں کو بُرے لوگوں کے ساتھ عدالت کے لئے جہنم میں اکٹھا کرے گا۔عدالت کے بعد بُرے لوگ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے لیکن نیک لوگوں میں سے بعض

ہی جنت میں جاسکیں گے اگراُن کے اچھے اعمال کا پلڑا بُرے اعمال کی نسبت بھاری ہوا اور وہ صراط[7] کے تنگ پل کو پار کر سکے۔

اِن آیات میں اِسلام کا خُدا اپنے نیک مسلمانوں سے کہہ رہا ہے۔ "مجھے خوش کرنے کی غرض سے تم دوسروں کی نسبت مجھ سے زیادہ وفادار رہے۔ لیکن میں اِس کے بدلے تم کو کسی انعام کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ ہو سکتا ہے تم کو دُکھ اُٹھانے کے لئے ہمیشہ تک جہنم میں رہنا پڑے"۔ یہ کیسا راہنما ہے!

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اِسلام کے خُدا کی راہنمائی میں بُرے لوگوں کو تو وہی مل رہا ہے جس کے وہ مستحق ہیں۔ اُنھوں نے اِس دُنیا میں وہ سب کچھ کیا جو وہ چاہتے تھے، وہ جانتے تھے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں اور اَب اللہ اُنھیں جہنم میں لے جاتا ہے۔ لیکن اللہ کے بیچارے نیک بندوں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور دنیا میں بہت سی چیزوں سے خود کو محروم رکھا، امید رکھی کہ اللہ انہیں جنت میں لے جائے گا، لیکن اب ان کی بھی وہی منزل ہے جو گنہگاروں کی ہے۔ کیا بات ہے!

---

[7] اِسلام کے مطابق "صراط" ایک تنگ پُل ہے جو چھری کی دھار کی مانند تیز اور کشیدہ ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ صرف متقی و پرہیز گار ہی اِسے پار کر کے جنت میں داخل ہو سکیں گے۔ البتہ پیغمبر اِسلام کو یقین نہ تھا کہ وہ اسے پار کر سکے گا یا نہیں۔

لٰہذا قُرآن کا پیغام بُرے لوگوں کے بارے میں واضح ہے، اُن کے لئے اچھی خبر نہیں ہے، وہ جہنم میں رہیں گے۔ لیکن اِس میں نیک مسلمانوں کے لئے بھی کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ بھی جہنم میں ہی رہیں۔ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ اُن لوگوں کا دشمن ہے جو اِسلام کی پیروی نہیں کرتے لیکن اِن آیات کے مطابق اُس کا اپنے نیک مسلمانوں کے ساتھ بھی کوئی اچھا سلوک نظر نہیں آتا۔ اُس کا سلوک نیک مسلمانوں کے خلاف ایک دُشمن جیسا ہے۔ وہ قُرآن کی ہر سورۃ کے آغاز میں خود کو کریم ورحیم کہتا ہے لیکن اپنے نیک مسلمانوں کو عدالت سے قبل جہنم لے جا کر اُن کو تکلیف پہنچاتا ہے۔

خود کو رحیم و کریم کہنے والا خدا نیک و بد سے کیونکر ایک سا سلوک کرے گا۔ قُرآن میں رحم کی تعریف یہ ہے کیا؟ اگر اللہ کی رحمت ایک نیک مسلمان کو جہنم کی دہشت سے نہیں بچا سکتی تو پھر سوائے اس کے، کہ اللہ کی رحمت دھوکے باز اور ظالم ہے، اور کیا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے؟ یہ اللہ کی گمراہ کن قیادت کی ایک واضح مثال ہے۔

کیا ایک سچے خُدا کو اپنے راستباز لوگوں کو سیدھا جنت میں نہیں لے جانا چاہیئے؟ جی ہاں۔ سچا خُدا ایسا ہی کرتا ہے۔ بائبل کا خُدا ایسا کرتا ہے۔ لیکن اِسلام کا خُدا ایسا نہیں کرتا کیوں کہ وہ سچا خُدا ہے ہی نہیں۔ کوئی مسلمان کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔ اِسلام کا خدا

عدالت سے قبل ہی اسے خوفناک جگہ یعنی دوزخ میں رکھے گا اور ممکن ہے کہ عدالت کے بعد بھی اُس کو ہمیشہ کہ لئے دوزخ میں ہی رہناپڑے۔

قُرآن کہتاہے کہ جنت میں داخلہ غیر یقینی ہے

سورۃ لقمان (31) آیت 34 میں لکھا ہے: اللہ کو ہی قیامت کا علم ہے۔۔۔۔ کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی۔۔۔۔

دوسرے الفاظ میں اِسلام کا خُدا جانتا ہے کہ کونسا راستباز جہنم میں رہے گا لیکن اُس نے کبھی بھی یہ راز کسی پر نہیں کھولا یہاں تک کہ محمد پر بھی نہیں۔ اُس نے اپنے تمام نیک لوگوں کو بے یقینی کی حالت میں رکھا ہے۔

کیاآپ اِسلام کے خُدا کی راہبری پر حیران نہیں ہیں؟ وہ آپ کو اپنی پیروی کرنے کا حکم دیتاہے پر آپ نہیں جانتے کہ وہ آپ کو کہاں لے جارہاہے۔ کیاآپ کسی ایسے شخص کی پیروی کرتے ہیں جو اپنے مقصد کو ایک راز بنائے رکھتاہے اور آپ کو بتاتا ہی نہیں کہ وہ آپ کو کہاں لے جارہاہے؟ اگرہاں، تو آپ ایسی خصوصیات کے حامل خدا کی پیروی کیسے کر سکتے ہیں؟ اِسلام کا خدا تو محمد کو بھی بے یقینی میں رکھتاہے۔

سورۃالاٗحقاف(46)کی آیت 9میں مُحمد کہتاہے:"میں نہیں جانتاکہ میرے ساتھ کیا سلوک کیاجائےگااور تمہارے ساتھ کیا۔"

آپ نے دیکھاکہ اِسلام کانبی بھی ایسے خُداکی پیروی کرتاہے جس کامقصد غیر معلوم ہے اوراِسی وجہ سے اُسے(مُحمد)اپنی نجات کاکوئی یقین نہیں ہے۔

کیایہ دُکھ کی بات نہیں کہ نہ تومُحمداورنہ ہی کوئی نیک مسلمان جانتاتھاکہ وہ کہاں جارہے تھے لیکن انہوں نے دوسروں کو بھی مجبور کیاکہ وہ ایک نامعلوم مستقبل کیلیۓاُن کی پیروی کریں۔اُنہوں نے بہت سے لوگوں کواُن کی پیروی نہ کرنے پر قتل بھی کیا۔

اِس سے بھی زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ مُحمد اللہ کی راہ نمائی کی اس بے یقینی کو "بشارت" کہتاہے۔سورۃالاٗعراف(7)کی آیت 188 میں مُحمد کہتاہے:"اگر میں غیب کاعلم جاننے والاہوتاتو میں نے بہت بھلائی جمع کی ہوتی اور کوئی بُرائی مجھ تک نہ پہنچتی۔لیکن میں توایک خبردار کرنےاور بشارت دینے والاہوں اُن کو جوایمان رکھتے ہیں۔"

اِس آیت میں،مُحمد یہ کہناچاہتاہے کہ اُس نے خُداکی راستبازی حاصل کرنے کی بجائے بُرائیاں اکٹھی کی ہیں،جو شیطان کی طرف سے ہیں،کیونکہ اللہ نے اُسے کافی علم اور

حکمت نہیں دی۔ اِس آیت کا آخری حصہ یہ بتاتا ہے کہ مُحمد صرف خبر دار کرنے اور خوشخبری دینے والا ہے۔ وہ علم کی کمی، اچھے اعمال کی کمی اور بُرائی کرنے کو "بشارت" یا خوشخبری کہہ رہا ہے۔ کیا آپ اِس کا یقین کر سکتے ہیں؟ کیا آپ علم کی کمی کو بشارت کہتے ہیں؟ کیا آپ اُسے "خوشخبری" کہیں گے جو بُرائی سے پیدا ہوئی ہو؟ کیا جہنم میں داخلے کو آپ خوشخبری کہتے ہیں؟ کیا آپ جنت کے بارے میں بے یقینی کو خوشخبری کہتے ہیں؟ کیا آپ اللہ کی وجہ سے نیک مسلمانوں کی ناکامی کو خوشخبری کہتے ہیں؟ کیا آپ واقعی ہی اللہ کو ایک اچھا روحانی راہنما کہتے ہیں جو اپنے نبی اور پیروکاروں کو اُن کے مستقبل کے بارے میں بے یقینی میں رکھتا ہے؟

میں چاہتا ہوں کہ آپ انجیل پڑھنے کے لئے وقت نکالیں اور دیکھیں کہ خُدا اپنے پیروکاروں کی کیسے دیکھ بھال کرتا ہے۔ وہ سکھاتا ہے کہ زندگی میں اپنی ابدی منزل کے بارے میں یقین رکھنے سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔

مُحمد کے مستقبل اور بائبل کے نبیوں کے مستقبل میں فرق

توریت کی کتاب بحوالہ خروج باب 32 آیات 31-32 کہتی ہے کہ موسیٰ کا نام کتابِ حیات میں لکھا ہے اور وہ جنت میں جائے گا۔ لہٰذا جب موسیٰ اپنے لوگوں کے

درمیان زندہ تھا تو وہ جانتا تھا کہ وہ نجات یافتہ ہے اور خُدا نے اُس کے لئے آسمان پر یعنی جنت میں جگہ تیار کر رکھی ہے۔ دانی ایل نبی اپنی کتاب کے 12 باب کی 1 آیت میں کہتا ہے کہ خُدا کے لوگوں کے نام کتابِ حیات میں لکھے ہیں۔ بائبل کا یہ نبی کہہ رہا ہے کہ سچے خُدا کے پیروکاروں کو کوئی خوف نہیں ہے، کیونکہ وہ حیاتِ ابدی میں خُدا کی قربت میں یعنی جنت میں جائیں گے۔ موسیٰ، دانی ایل، دوسرے نبیوں اور خُدا کے تمام لوگوں کے نام کتابِ حیات میں لکھے ہیں۔ لیکن قُرآن کہتا ہے کہ نہ مُحمد کا اور نہ ہی کسی اور مسلمان کا نام کتابِ حیات میں درج ہے۔ اِسلام میں کوئی بھی اپنے مستقبل کے بارے پُر یقین نہیں ہے۔ فرق دیکھا آپ نے؟

مسیح یسُوع اپنے پیروکاروں کی راہنمائی کرتا ہے اور اُنہیں مستقبل کے بارے یقین دلاتا ہے

انجیل سکھاتی ہے کہ جیسے ہی آپ یسُوع پر ایمان لاتے ہیں، آپ کا تعلق جہنم سے ٹوٹ جاتا ہے اور آپ کو گناہ سے نجات مل جاتی ہے۔ انجیل کا مرکزی پیغام زمین پر نجات کی یقین دہانی ہے، کیونکہ سچا خُدا لوگوں کو غیر یقینی کی حالت میں نہیں رکھتا۔

یسُوع نے یُوحنا کی انجیل باب 5 آیت 24 میں کہا ہے: میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سُنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور اُس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا بلکہ وہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے۔

کیا یہ قابلِ افسوس نہیں کہ نجات کی یقین دہانی کا پیغام رکھنے والی کتب تورات اور انجیل کو تو مسلمان نامکمل کہتے ہیں لیکن قُرآن کو کامل کتاب کہتے ہیں حالانکہ اُس میں نجات کی یقین دہانی نہیں ہے۔

میں آپ کو اللہ کی قائدانہ صلاحیتوں کے بارے میں مزید حیران کن باتیں بتاتا ہوں۔ اللہ نہ صرف ایک بُرا راہنما ہے بلکہ وہ قُرآن کے مطابق گمراہ کرنے والا ہے۔ سورۃ ابراھیم (14) کی آیت 4 میں لکھا ہے کہ اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے۔

ذرا تصور کریں کہ ایک راہنما جس کے گلے میں ایک نشان لٹکا ہو اور اس پر لکھا ہو کہ "میں گمراہ کرتا ہوں"۔ کیا آپ اپنی راہنمائی کے لئے ایسے شخص پہ بھروسہ کریں گے؟! اگر نہیں، تو پھر آپ کو اللہ پر بھی بھروسہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ وہ گمراہ کرتا ہے۔

میں آپ کو اللہ کی راہنمائی کی اور زیادہ دل شکن مثال دیتا ہوں۔ سورۃ النساء (4) کی آیت 88 میں لکھا ہے: اے مُحمد، جسے اللہ گمراہ کرے، تم اُس کے لیے کبھی بھی رستہ نہیں پاؤ گے۔

اِسلام کا خُدا قُرآن کے اِس باب میں کہہ رہا ہے کہ اللہ آپ کو اس طرح گمراہ کرتا ہے کہ مُحمد بھی آپ کی شفاعت نہیں کر سکتا۔ آپ کسی ایسے شخص کی پیروی کیوں کرنا چاہتے ہیں جو آپ کو اِس طرح گمراہ کر سکتا ہے کہ آپ کی بحالی کا کوئی بھی طریقہ باقی نہ رہے؟ لٰہذا آپ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ اِسلام کا خُدا آپ کے روبرو واضح طور پر کہتا ہے کہ آپ کی روحانی زندگی کو اُس سے خطرہ ہے اور اگر آپ اُس پر بھروسہ کریں گے تو پھر کوئی آپ کو بچا نہیں سکتا۔

اِس وجہ سے میں نے اِسلام کو چھوڑ دیا۔ مجھے احساس ہوا کہ اِسلام کا خُدا نا صرف ایک اچھا راہنما نہ تھا بلکہ وہ میری روحانی زندگی کے لئے بھی خطرہ تھا۔ لٰہذا مسلمان رہنے میں میرا کوئی فائدہ نہیں بلکہ میرا روحانی نقصان تھا۔

اب میں آپ کو بائبل میں سے کچھ اور مثالیں دیتا ہوں۔ بائبل کے خُدا کی اپنے لوگوں کے لئے محبت دیکھ کر آپ حیران ہو جائیں گے اور سمجھ جائیں گے کہ میں مسیحیوں کے

خُدا پر اِیمان کیوں لایا اور کیوں اُس کی پیروی کرنے لگا۔ دیکھیں بائبل کا خُدا اپنے پیروکاروں کے لئے کیا کرتا ہے۔

توریت میں یعقوب کہتا ہے (پیدائش 15:48): خُدا جس نے ساری عمر آج کے دن تک میری پاسبانی کی۔ داود نبی زبور باب 23 آیت 1 اور 3 میں کہتا ہے: خُداوند میرا چوپان ہے۔۔۔۔۔ وہ میری جان کو بحال کرتا ہے۔ وہ مجھے اپنے نام کی خاطر صداقت کی راہوں پر لے چلتا ہے۔

یسعیاہ نبی کہتا ہے: وہ چوپان کی مانند اپنا گلہ چرائے گا۔ وہ بروں کو اپنے بازووں میں جمع کرے گا۔ وہ انہیں اپنی گود میں اُٹھالے گا اور اُن کو جو بچوں کے ساتھ ہیں آہستہ آہستہ لے جائے گا۔(یسعیاہ 11:40)

حزقی ایل نبی کی کتاب میں لکھا ہے: میں ہی اپنے گلہ کو چراوں گا اور اُن کو آرام دوں گا خُداوند خُدا فرماتا ہے۔(حزقی ایل 15:34)

دیکھیں یسُوع کیا کہتا ہے: میں اچھا چرواہا ہوں۔ اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔(یوحنا 11:10)

بائبل کے خُدا کا دل قُرآن کے خُدا کے دل سے بالکل مختلف ہے۔

اِسلام کا خُدا سچا اور اچھا راہنما نہیں ہو سکتا اِس کے لئے میں آپ کے سامنے کچھ اور مثالیں پیش کرتا ہوں۔

شروع میں اِسلام کا خُدا اِس بات پر یقین رکھتا ہے کہ دین میں زبردستی نہیں ہونی چاہیے۔

جب مُحمد مکہ میں تھا تو اُس کے بہت زیادہ پیروکار نہیں تھے اور نہ ہی اُس کی کوئی سیاسی طاقت تھی، اُس کے خُدا نے سورۃ البَقَرَة (2) آیت 256 میں کہا: دین میں زبردستی نہیں ہے۔ اور سورۃ الکھف (18) آیت 29 میں اُس نے مُحمد سے کہا: یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر رہے۔

بعد میں اِسلام کے خُدا نے اپنا ذہن بدل لیا۔ جب مُحمد کو بہت سے پیروکار مل گئے اور اُس نے اپنی فوج بنالی تو خُدا نے اُسے سورۃ التّوبَة (9) آیت 33 میں کہا: اِسلام ہر دوسرے مذہب پر غالب آئے۔ سورۃ الاَنفَال (8) آیت 12 میں اللہ کہتا ہے: میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دوں گا اور تم اُن کے سر اور انگلیوں کے پور تک کاٹو گے۔

جب محمد کے پاس زیادہ طاقت نہیں تھی تو اُس کے خُدا نے سورۃ البقَرَۃ (2) آیت 62 میں کہا: جو لوگ مسلمان ہیں یا یہودی یا مسیحی یا ستارہ پرست، جو خُدا اور روزِ قیامت پر ایمان رکھے اور نیک عمل کرے، تو ایسے لوگوں کو اُن کا صلہ خُدا کے ہاں ملے گا اور اُن کو نہ کسی طرح کا خوف ہو گا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔ لیکن سورۃ البَیّنَۃ (98) آیت 6 میں کہتا ہے: مسیحی اور یہودی اور مشرک دوزخ کی آگ میں پڑیں گے اور یہ سب مخلوقات سے بد تر ہیں۔

کیا آپ نے غور کیا کہ اِسلام کا خُدا کیا کر رہا ہے؟ پہلے وہ یہودیوں اور مسیحیوں سے کہتا ہے کہ اگر وہ اپنے عقائد پر عمل کریں تو وہ جنت میں جائیں گے۔ لیکن بعد میں کہتا ہے کہ اگر وہ اِسلام کی پیروی نہیں کریں گے تو وہ جہنم میں جائیں گے۔ کیا سچا خُدا کبھی اِس طرح کی الجھن پیدا کرتا ہے؟ ایک ایسا خدا جو الجھن کا شکار ہو دُوسروں کی صحیح راہ پر راہنمائی کیسے کر سکتا ہے؟

اِسلام کے خُدا کی باتوں میں تضاد پایا جاتا ہے۔ سورۃ آل عمرٰن (3) آیت 55 میں لکھا ہے: میں مسیحیوں کو یسُوع کو نہ ماننے والوں پر غالب رکھوں گا، قیامت کے دن تک۔ لیکن اُسی سورت کی 19 اور 85 آیت میں وہ کہتا ہے: دین تو خُدا کے نزدیک اِسلام ہے۔ اِسلام کے سوا کسی اور دین کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

کیا یہ عجیب نہیں کہ اللہ ایک سورۃ میں کہتا ہے کہ مسیح کے پیچھے چلنا اُس کے نزدیک روحانی فضیلت کی بات ہے اور پھر اپنے ہی بیان کو بھول کر اُسی سورۃ میں کہتا ہے ہر کسی پر اسلام کی پیروی کرنا لازم ہے؟

ایک طرف تو اِسلام کا خُدا سورۃ البَقَرَۃ (2) آیت 65 میں کہتا ہے کہ اُس نے سبت یا ہفتہ کے متعلق موسیٰ کی شریعت کو توڑنے والے یہوُدیوں سے نفرت کی اور اُنہیں بندر بنا دیا۔ لیکن دوسری جانب وہ مسلمانوں کو یہوُدیوں پر دباؤ ڈالنے کا کہتا ہے کہ وہ سبت کو چھوڑ دیں، اِسلام کو قبوُل کریں اور جمعہ کی نماز پڑھیں۔

کیا یہ عجیب نہیں؟ ایک طرف تو اِسلام کا خُدا یہودیوں کو اُن کا مذہب چھوڑنے سے منع کرتا ہے لیکن دوسری جانب اُن کو سبت اور اپنا مذہب چھوڑ کر مسلمان نہ ہونے پر قتل کرتا ہے!

کیا ایک دیانتدار خُدا جو سب کچھ جانتا ہو ایسا کر سکتا ہے کہ ایک دن تو کہے یہ مذاہب اچھے ہیں لیکن دوسرے دن اپنا ذہن تبدیل کر لے اور کہے کہ اب یہ مذاہب بُرے ہیں اور اِن کے ماننے والوں کو ضرور قتل کیا جائے؟ بالکل نہیں۔ لیکن اِسلام کے خُدا نے ایسا ہی کیا کیوں کہ وہ سچا خُدا اور راہنما نہیں ہے۔

اللہ مسلمانوں کو یسُوع کے بارے میں بھی گمراہ کرتا ہے

سورۃ آل عمرٰن (3) کی آیت 55 میں لکھا ہے: اے یسُوع میں تمھیں موت دے کر اپنی طرف اٹھالوں گا اور تمہیں کافروں سے پاک کر دوں گا۔ لیکن سورۃ النّسِاء (4) کی آیت 157 اور 158 میں لکھا ہے کہ یہودیوں نے یسُوع کو مصلوب اور قتل نہیں کیا لیکن خُدا نے اُسے اپنی طرف اُٹھالیا۔ سورۃ المائدۃ (5) کی آیت 117 میں بھی لکھا ہے کہ یسُوع نے خُدا سے کہا: ۔۔۔جب تک میں یہودیوں میں رہا اُن کے اعمال کی خبر رکھتا رہا لیکن جب تو نے مجھے موت کے حوالہ (فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي) کر دیا تو تُو ہی اُن کا نگران تھا۔۔۔اور سورۃ مریَم (19) آیت 33 میں لکھا ہے کہ یسُوع نے کہا: خُدا کی رحمت مجھ پر تھی جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

لٰہذا آپ نے دیکھا کہ اِسلام کا خُدا کس طرح مسلمانوں کو یسُوع کے بارے میں گمراہ کرتا ہے۔ ایک طرف تو وہ یہ کہتا ہے کہ یسُوع مر گیا لیکن دوسری طرف کہتا ہے وہ نہیں مرا۔ اللہ کی راہنمائی الجھا دینے والی ہے اور اِس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

مجھے اللہ کے متضاد پیغامات کی دو اور مثالیں پیش کرنے دیں۔

سورۃ الانبیاء (21) کی آیت 34 اور 35 میں اللہ محمد سے کہتا ہے کہ ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کی زندگی نہیں بخشی۔ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔۔۔ سورۃ آل عمران (3) کی آیت 185 میں دوبارہ کہتا ہے کہ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

اِن آیات کے مطابق محمد سے پہلے کے سارے نبی جن میں موسیٰ اور یسُوع بھی شامل ہیں مر گئے اور محمد کو بھی موت آئے گی۔

کیا اِسلام کا خُدا جانتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے؟ اُس نے سورۃ آل عمران، المائدۃ، مریم اور الانبیاء میں تصدیق کی کہ یسُوع مر گیا اور سب کو مرنا ہوگا، لیکن وہ سورۃ النّساء میں یسُوع کی موت کو مسترد کرتا ہے۔ اِس کا مطلب ہے کہ اصل میں اِسلام کے خُدا کو یقین نہیں کہ وہ یسُوع کے ساتھ پیش آنے والے واقع کے بارے میں کیا کہنا چاہتا ہے۔ کیا الجھن ہے؟ کیا سچا خُدا اِس طرح کی الجھن میں پڑ سکتا ہے؟ بلکل نہیں۔

اِسلام کا خُدا یہ بھی کہتا ہے کہ محمد مر گیا لیکن یسُوع زندہ ہے اور آسمان پر ہے۔ یسُوع زندہ ہے اور محمد مردہ ہے! اللہ نے مسلمانوں سے یہ کیوں نہیں کہا کہ وہ یسُوع کی پیروی کریں جو ہمیشہ کیلئے زندہ ہے لیکن اِس کے برعکس اُن سے کہا کہ محمد کی پیروی کریں جو ہمیشہ کے لیے مر گیا ہے؟

کیا وجہ تھی کہ قُرآن نے اپنے خُدا کو گمراہ کرنے والے اور اپنے نیک لوگوں کو جہنم میں لے جانے والے کے طور پر پیش کیا؟

بت پرستی کا اثر

صرف بت پرست ہی مانتے ہیں کے اُن کا خُدا ایسے کام کر سکتا ہے۔ محمدؐ نے بت پرستوں کے بتوں کو توتباہ کر دیا لیکن اُسے خبر نہ تھی کہ اُس کے دماغ میں خُدا کی جو تصویر تھی دراصل وہ بت پرستوں کے خُدا کی تھی اور اُسے اپنے دل و دماغ سے وہ شبیہ مٹانے کی ضرورت تھی۔

جن غیر اخلاقی باتوں کی وضاحت میں نے کی ہے وہ اُس خُدا کے کردار کا حصہ نہیں جسے یسُوع پیش کرتا ہے۔ سچا خُدا ایک اچھا راہنما ہے جو محبت کرنے والا ہے اور اپنے لوگوں کو یقین دلاتا ہے کہ اُس کے لوگ اُس کے ساتھ آسمان میں ہونگے۔ حقیقت میں آپ کو یسُوع کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے۔

سوچنے کا وقت 7

1. خدا کو اچھا راہنما ہونا چاہئے۔ایک بہترین راہنما کی خوبیاں کیا ہیں؟
2. کسی سے گمراہ ہونا کیسا لگتا ہے؟ اگر خدا گمراہ کرے تو پھر کیسا لگتا ہے؟

3. اِسلام کا خدا کیونکر ایک اچھا راہنما نہیں ہو سکتا؟
4. کیا ہمیں اپنی زمینی زندگی میں ایک خالص روحانی راہنما کی ضرورت ہوتی ہے؟ کیوں؟
5. اگر ہم سچے خدا کی پیروی نہ کریں تو کیا ہم جنت میں جا سکتے ہیں؟
6. ایک اچھے راہنما کی پیروی کرنا کتنا اہم ہے؟

کیااِسلام کے ذریعہ آپ خُدا کے ساتھ صلح رکھتے ہیں؟

کیااِسلام آپ کے اور خُدا کے درمیان صلح قائم کر سکتا ہے؟ کیا آپ کہہ سکتے ہیں، ''کہ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ خُدا میرے ساتھ ہے، میں جنت میں جاوں گا اور کبھی دوزخ نہ دیکھوں گا''؟

اگر آپکا عقیدہ سچا ہو تو یہ سب کچھ ممکن ہے۔ سچا عقیدہ آپ کے ہاتھ خُدا کے ہاتھوں میں دے کر آپ کو ابدی زندگی کی ضمانت دیتا ہے۔

کیااِسلام ہی وہ سچا عقیدہ ہے؟

کیااِسلام کبھی اِس لائق تھا کہ آپ کے ہاتھ خُدا کے ہاتھوں میں دیتا اور یقین دِلاتا کہ خُدا کے ساتھ آپ کا اَبدی رشتہ قائم ہو چکا ہے؟ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ اِسلام کی وجہ سے آپ کے دل میں یقین اور اطمینان ہے اور آپ کو اپنی ابدی زندگی کے بارے میں کوئی فکر نہیں ہے؟ کیااِسلامی تاریخ میں آپ کسی بھی ایسے مسلمان کو جانتے ہیں جو کہہ سکتا ہو، ''اب میں آزاد ہوں۔ میں گناہوں سے نجات پا چُکا ہوں۔ میرا خُدا کے ساتھ حقیقی تعلق قائم ہو چُکا ہے اور میں ہمیشہ خُدا کی قربت میں رہوں گا۔''؟

آپ کو اور مجھے معلوم ہے کہ مُحمد نے کبھی بھی خُدا کے ساتھ ایسے تعلق کی گواہی نہیں دی جو ہمیشہ قائم رہے اور ابدی زندگی کا یقین دلائے۔اِس کی بجائے اُس نے کہا کہ وہ نہیں جانتا کہ موت کے بعد اُس کے ساتھ کیا ہو گا۔

خُدا وقتی یا ظاہری رفاقت نہیں رکھنا چاہتا۔ خدا کامل ہے اور وہ ہمیشہ قائم رہنے والی رفاقت چاہتا ہے- کیونکہ خُدا اور اُس کے لوگوں کے درمیان صرف ابدی رفاقت ہی ابدی اطمینان پیدا کر سکتی ہے اور خاص طور پر اُن لوگوں میں جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لہٰذا جب ایک نبی یہ کہتا ہے کہ وہ اپنی موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ خُدا کے ساتھ اُس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ نہیں جانتا کہ خُدا کے ساتھ حقیقی رفاقت اور اطمینان کیا ہوتا ہے۔

جب میں مسلمان تھا تو اپنی روحانی زندگی میں اِس غیر یقینی کیفیت سے ڈرتا تھا۔ میں نے خود سے کہا کہ اِسلام کا نبی سب سے زیادہ پرہیز گار مسلمان تھا۔ وہ اِسلام کی ہدایات پر عمل کرنے اور اپنے خُدا کے ساتھ وفادار رہنے میں اول درجہ پر تھا۔ اپنے تمام اچھے اعمال کے باوجود اُس نے کہا کہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں لاعلم ہے کہ وہ جنت میں جائے گا یا نہیں۔

مجھے احساس ہوا کہ اِسلام میں ضرور کوئی خرابی ہے، ورنہ اتنی بے یقینی نہ ہوتی جس نے مسلمانوں کو خوفزدہ کیا۔ عربی میں اِسلام کا مطلب "اطاعت" ہے۔ مسلمان کا مطلب "وہ جو خُدا کی اطاعت کرے"۔ کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ اِس اطاعت سے مسلمانوں میں اُن کی ابدی زندگی کے بارے میں کامل یقین پیدا ہوتا؟ اگر نہیں، تو اِسلام کے خُدا کی اطاعت کا کیا فائدہ ہے؟ میں نے اپنے آپ سے پوچھا، "میں دوسروں کو اِسلام کی دعوت دے کر اپنے جیسے اِبہام میں مبتلا کیوں کروں؟ میں اِسلام کی پیروی کیوں کروں کہ یہ بے یقینی کی کیفیت روزانہ مجھے اذیت پہنچائے۔ میں بڑا خوش قسمت تھا جو میں نے یہ سوالات روزانہ اپنے آپ سے پوچھنے شروع کیے۔

کیا آپ کو کبھی اپنے ذہن میں ایسے سوالات اٹھانے اور ان کے جوابات تلاش کرنے کا موقع ملا؟ آپکے لیے ضروری ہے کہ آپ ایک ایسا راستہ تلاش کریں جو آپکو ہر طرح کے ابہامات سے بچا لے، آپکو خدا سے ملائے اور اپکے دل میں ابدی اطمینان پیدا کرے۔ سچا خُدا چاہتا ہے کہ آپ اپنی زندگی میں اُسے دعوت دیں تاکہ وہ آپ کو ابدی اطمینان دے۔ کوئی بھی عقیدہ جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ خُدا کی طرف سے ہے اُسے خُدا کی مرضی کا عکس ہونا چاہیے اور وہ آپ کا تعلق خُدا کے ساتھ قائم کرنے کے بھی لائق ہو۔

اِسلام آپ کے مستقبل کے بارے میں آپ کو ابدی اطمینان نہیں دے سکتا۔ آپ کے لئے کوئی دُوسرا عقیدہ اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔ جو خُدا کے ساتھ آپ کا تعلق قائم کر سکے اور آپ کو مستقبل کے بارے ابدی اطمینان دے سکے۔ اِسلام بت پرستی سے مختلف نہیں ہے۔ بت پرست بھی مسلمانوں کی طرح بات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ نہیں جانتے کہ موت کے بعد اُن کے ساتھ کیا ہو گا۔ بت پرست بھی اپنے مستقبل کے بارے میں اُتنے ہی خوفزدہ ہیں جتنے کہ مسلمان۔

اِسلام کا خُدا کس قِسم کا خُدا ہے؟ جِسے رحیم کہا جاتا ہے لیکن مستقبل کے خوف میں مبتلا مسلمانوں کی مدد کرنے میں اُسے کوئی جلدی نہیں ہے۔ مسلمان ہر روز پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں، ہر سال ایک مہینہ روزے رکھتے ہیں اور وہ سب کچھ کرتے ہیں جو اُنھیں کرنے کے لئے کہا جاتا ہے، لیکن پھر بھی خوفزدہ ہیں کہ وہ جنت میں جائیں گے یا اُن کے روحانی سفر کا اختتام جہنم میں ہو گا۔ رحم کا مطلب ہے ہمدردی، فکر اور پروا۔ اگر آپ روزانہ اپنے خُدا سے دُعا اور التجا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو سیدھی راہ دکھائے اور آپ کو خوف سے رہائی دے۔ تو پھر وہ کیوں آپ کو خوف سے رہائی نہیں دیتا اور آپ کے دل میں خوشی اور اطمینان نہیں بھرتا؟ یہاں کچھ تو خرابی ہے۔ یا تو خُدا رحیم نہیں یا پھر مسلمان صحیح راہ پر نہیں ہیں۔ لیکن دُنیا میں ہر مذہبی شخص کا ایمان ہے کہ

خُدا رحم کا منبع ہے۔ اگر ایسا ہے تو خُدا کبھی بھی اُن پر رحم کرنے میں دیر نہیں کرتا جو اُس سے رحم کی التجا کرتے ہیں۔ لہٰذا اِسلام ایک سچا دین نہیں ہے جس میں خُدا اپنے لوگوں پر رحم کرنے میں تاخیر کرتا ہے۔

جب آپ ایک سچے عقیدے کی پیروی کرتے ہیں تو خُدا آپ کے دل کو ایمان، سکون اور خوشی سے بھر دیتا ہے۔ ایمان اِس لئے کہ خُدا سب کچھ جانتا ہے اور وہ آپ کا مستقبل آپ پر ظاہر کرے گا، سکون اس لئے کہ آپ اُس کے ہاتھوں میں ہوں گے جو کہ بہت محفوظ جگہ ہے اور کوئی چیز بھی آپ کو خُدا کی محبت اور شفقت سے جُدا نہیں کر سکے گی۔ خوشی اِس لئے کہ آپ ہمیشہ کے لئے خوف پر غالب ہوں گے۔

اِسلام میں آپ کے پاس اِن میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔ بچپن سے آج تک جو کچھ آپ سنتے آئے ہیں وہ یہی ہے کہ اِسلام ہی آخری اور مکمل دین ہے اور خُدا مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ اگرچہ اِسلام میں اِن دعوؤں میں سے کسی ایک کے لئے بھی کوئی منطقی دلیل موجود نہیں ہے۔

جب آپ کہتے ہیں کہ خُدا آپ کے ساتھ ہے لیکن آپ کو ابدی زندگی کے بارے میں یقین نہیں ہے، تو پھر بڑا واضع ہے کہ اِسلام مستقبل کے بارے میں آپ کو نا اُمیدی کی حالت میں چھوڑ دیتا ہے۔ ایک مذہب جس میں نا اُمیدی ہو اُسے مکمل نہیں کہا جا

سکتا۔ کیونکہ خُدا کے ساتھ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ جہنم میں جانے کے خوف سے آزاد ہیں اور آپ کو اِس بات کا سو فیصد یقین ہے کہ جسطرح آپ یہاں زمیں پر خُدا کے ساتھ ہیں اسی طرح مرنے کے بعد جنت میں بھی آپ خُدا کے ساتھ ہوں گے۔ خُدا دونوں جہانوں میں تسلی دینے والا خُدا ہے۔ اگر خُدا اب آپ کے ساتھ ہے تو وہ آپ کو یہ تسلی دیتا ہے کہ دوسرے جہان میں بھی آپ کے ساتھ ہو گا۔ اگر اِسلام کا خُدا یا کوئی بھی دُوسرا خُدا موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں تسلی نہیں دیتا تو وہ سچا خُدا نہیں ہو سکتا۔

اِسلام کے پیغام میں تضاد پایا جاتا ہے۔ اِسلام یہ کہتا ہے کہ زمینی زندگی میں تو مسلمان خدا کے ساتھ ہیں لیکن یہ واضح نہیں کہ موت کے بعد وہ خُدا کے ساتھ ہوں گے یا جہنم میں جائیں گے۔

زمین پر خُدا کے ساتھ صلح اور رفاقت لوگوں کو موت کے بعد کی زندگی میں خُدا کے ساتھ رفاقت اور ابدی آرام کی مکمل ضمانت دیتی ہے۔ یہاں اِسلام اور مسیح پر ایمان میں فرق خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے۔ یسُوع مسیح کی انجیل میں لکھا ہے، اگر ابھی آپ خُدا کے ساتھ ہیں تو آپ اُس کے ساتھ ہمیشہ رہیں گے۔ لیکن قُرآن کہتا ہے، اگر اَب

آپ خُداکے ساتھ ہیں تو یہ واضح نہیں کہ موت کے بعد آپ خُداکے ساتھ ہوں گے یا جہنم میں جائیں گے۔

آپ نے دیکھا کہ خُداکے ساتھ حقیقی رفاقت صرف انجیل میں ملتی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ خداسے رفاقت وہی حقیقی رفاقت ہے جسکا ذکر انجیل میں ملتا ہے۔ یہ آپکے اور خدا کی درمیان دوستی کے تعلق کو اسطرح قائم کرتی ہے کہ وہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ حقیقی دوستی گہری، طویل اور تسلی سے بھرپور ہونی چاہیئے۔اِسلام میں خُداکے ساتھ دوستی کا تعلق گہرا نہیں ہوتا۔اِس تعلق کے ساتھ خوف ہوتا ہے جو بھروسے اور سکون کو برباد کر دیتا ہے۔

لہذا اب ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اِسلام میں خُدا کی اطاعت حقیقی نہیں بلکہ مصنوعی ہے۔ اگر یہ حقیقی اطاعت ہوتی تو یہ مسلمانوں میں انکی آخرت کے بارے میں ابہام اور ڈر پیدا نہ کرتی بلکہ اُن میں خُداکے ساتھ ہونے کا ابدی اعتماد پیدا کرتی۔

یسُوع مسیح کی انجیل کے مطابق، اگر آپ خدا کے تابع ہیں اور زمیں پر اسکے ساتھ رفاقت میں ہیں تو وہ آپکے ساتھ کیے ہوئے اپنے عہد کی نفی نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ اس پر قائم رہتا ہے اور آپکے دل کو اطمینان سے بھر دیتا ہے۔ لہذا ہماری زمینی زندگی میں

خُداکے ساتھ رفاقت ہمیں آسمان پر یعنی جنت میں لے جائے گی تاکہ ہم ہمیشہ خُدا کے ساتھ رہیں۔

اِس لئے جب کوئی شخص آپ سے یہ پوچھے کہ کیا اِسلام کے ذریعہ آپ کو خُدا کا اطمینان حاصل ہے تو سچائی کے ساتھ آپ کا جواب "نہیں" ہونا چاہئے کیونکہ آپ کو اپنے مستقبل کے بارے میں یقین نہیں ہے۔ اِس کے بعد آپ کو فوراً اُس شخص سے اپنے مستقبل کے بارے میں خُدا کا اطمینان حاصل کرنے اور خوف سے نجات پانے کے لئے مشورہ لینا چاہیئے۔ اگر وہ شخص یسُوع مسیح کا پیروکار ہوگا تو آپ کو اُس میں روحانی نور نظر آئے گا۔ آپ سیکھیں گے کہ زندگی کے ہر پہلو میں خداوند کی مرضی سے متفق کیسے ہونا ہے اور اس سے صلح کیسے رکھنی ہے۔ آپ یہ بھی سیکھیں گے کہ دوسروں سے صلح کیسے رکھنی ہے۔

خُدا اِطمینان کا سرچشمہ ہے۔ اطمینان کے سرچشمے کے ساتھ رفاقت آپ کی زندگی میں بھی اطمینان لائے گی۔ پھر آپ بھی پرامن اور صلح جو بن جائیں گے اور دوسروں سے صلح رکھیں گے۔ دوسرے الفاظ میں، اگر خُدا کے ساتھ آپ کی صلح نہیں ہے تو آپ اپنے خاندان اور باہر کے لوگوں سے بھی صلح نہیں رکھ سکیں گے۔ جب آپ خداوند سے رفاقت اور صلح رکھتے ہیں تو اسکی شفقت، دوسروں کے ساتھ آپکے

تعلقات میں، حوصلہ افزائی کا عنصر بن جاتی ہے؛اِس طرح آپ نفرت کرنے والا بننے کی بجائے امن پسند بن جاتے ہیں۔

پھر آپ کہہ سکتے ہیں،"میرے گنہگار ہونے کے باوجود اگر خدا میرے لیئے رحیم ہو تو مجھے بھی پوری طرح سے کوشش کرنے کی ضرورت ہے کہ میں ان لوگوں پر رحم کرنے والا بنوں جو میرے جیسے ہیں"۔

ان رحم دل، شفیق،اور صلح جو رویوں کا تعلق صرف یسُوع مسیح ہے نا کہ مُحمد کے اِسلام سے۔ یسُوع کبھی بھی گنہگاروں سے نفرت نہیں کرتا،اُن پر لعنت نہیں کرتا اور اُن کو قتل نہیں کرتا۔ بلکہ ہمیشہ اُن سے رحمدلی کے ساتھ پیش آتا ہے اور نفرت کی بجائے رحم کو کام کرنے دیتا ہے۔ یسُوع مسیح کے مطابق نفرت اور عداوت سے نہیں بلکہ محبت، مہربانی اور صلح سے لوگوں میں اچھی تبدیلی آ سکتی ہے۔ یسُوع مسیح کی پوری انجیل میں ایک بھی ایسی آیت نہیں ہے جو مخالفوں یا گنہگاروں کے خلاف نفرت کرنا سیکھاتی ہو۔انجیل کبھی بھی اپنے پیروکاروں کو دوسروں کے قتل کی تعلیم نہیں دیتی۔

یسُوع نے مجھے اور لاکھوں دوسرے لوگوں کو صرف اپنی حیرت انگیز محبت اور رحم دلی سے تبدیل کیا۔ اُس نے ہماری آنکھیں کھولیں تا کہ ہم دیکھ سکیں کہ نفرت کا نشانہ نہ

صرف دوسروں کی زندگیاں بنتی ہیں بلکہ یہ ہمارے خاندانوں اور ہماری اپنی زندگی کا سکون بھی تباہ کردیتی ہے۔

لٰہذا ہم دیکھ سکتے ہیں کہ خُدا کے ساتھ صلح اور سچی رفاقت ہمیں صلح جو بنادیتی ہے اور ہمارے لیئے ممکن بناتی ہے کہ ہم رحمدلی اور محبت سے دوسروں کیساتھ تعلق قائم کریں اور امن سے انکے ساتھ رہ سکیں۔ اب ہم یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اِسلام اَمن قائم کرنے میں کامیاب کیوں نہیں ہے؛ کیونکہ ،اِسلام میں رحمدلی اور معافی کی بجائے شدّت پسندی کا زیادہ اثر ہے۔

آپ کے لئے میرا یہ مشورہ ہے کہ اب آپکو خُدا کے ساتھ صلح کرنے کی ضرورت ہے اور یہ صرف یسُوع مسیح کے وسیلے سے ہی ممکن ہے۔آپ کو اپنے خاندان اور دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی صلح کی ضرورت ہے۔ یہ بھی صرف یسُوع مسیح کے وسیلے ہی ممکن ہے۔

کیا آپ خُدا، اپنے خاندان اور دوسروں کے ساتھ صلح کرناچاہتے ہیں؟ اگر آپ سنجیدہ ہیں تو آپ اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق اِن باتوں پر غور کریں۔ جن پر میں نے آپ سے گفتگو کی ہے۔

سلامتی کے شہزادے کی راہنمائی کے بغیر حقیقی صلح ممکن نہیں ہے

سلامتی کا شہزادہ کون ہے؟ آپ کے خیال میں سلامتی کا شہزادہ کیسے ہونا چاہئے؟

اُسکے پاس خدا کا دل ہو

سلامتی کا شہزادہ کسی ایسے شخص کو ہونا چاہیے جس کے پاس خُدا کا دل ہوتا کہ وہ خُدا کی طرح لوگوں سے پیش آئے۔

وہ دوسرے کے حقوق کا احترام کرے

سلامتی کا شہزادہ امتیازی سلوک نہیں کرتا بلکہ ہر ایک کے حقوق کا خیال رکھتا ہے، چاہے وہ دوست ہو یا نہ ہو، چونکہ خُدا نے سب کو انتخاب کی آزادی کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

وہ فیاض دل ہو

جیسا کہ خُدا بہت فیاض ہے اور اُس نے دُنیا کو سب کے لئے بنایا ہے، وہ سب کے لئے مینہ برساتا ہے، سلامتی کے شہزادے کو بھی اپنے دشمنوں کے دِل جیتنے کے لئے خُدا کی طرح فیاض ہونا چاہیے۔

وہ جنگ نہ کرے

اِس کے علاوہ، سلامتی کا شہزادہ کبھی بھی جنگ نہیں چاہتا، کیونکہ اُس کا مقصد علم اور فہم کے ذریعہ لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لانا ہے تاکہ اُن کے درمیان آمن قائم ہو۔

اَب اگرآپ کسی مسیحی سے انجیل لے کر پڑھیں اور قُرآن سے اُسکا موازنہ کریں تو آپ سمجھ جائیں گے کہ سلامتی کا شہزادہ یسُوع ہے۔

یسُوع مسیح کی پیدائش سے سات سو سال پہلے یسعیاہ نبی نے یسُوع مسیح کے بارے یوں پیشن گوئی کی تھی: اِس لئے ہمارے لئے ایک لڑکا پیدا ہوا، اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا، اور سلطنت اُس کے کندھے پر ہو گی اور اُس کا نام عجیب مشیرِ خُدای قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شاہزادہ ہو گا۔ یسُوع مسیح کی پیدائش کے ساتھ یہ پیشن گوئی پوری ہو گئی تھی۔ انجیل میں کُلسیوں باب 1 آیت 19 اور 20 میں لکھا ہے کہ ساری معموری یسُوع مسیح میں سکونت کرے تاکہ زمین و آسمان کی سب چیزوں کا میل خُدا کے ساتھ ہو۔

مسیح یسُوع سلامتی کا شہزادہ ہے۔ وہ سب، کا خُدا کے ساتھ، اور ایک دوسرے کے ساتھ میل کرانے کے اہل ہے۔ اس لئے آپ خُدا کے ساتھ صلح اور شخصی تعلق قائم کرنے کے لئے یسُوع پر ایمان لا کر اس کی پیروی کریں۔

سوچنے کا وقت 8

1. خدا سے صلح رکھنے کا مطلب کیا ہے؟
2. خدا سے صلح رکھنا کتنا اہم ہے اور ہماری معاشرتی زندگی کو یہ کیسے متاثر کرتا ہے؟
3. امن کے قیام میں خدا کیا کردار ادا کرتا ہے؟
4. اگر ہمارا عقیدہ خدا سے ہمارا میل ملاپ نہیں کرواتا تو ہمیں کیا کرنے کی ضرورت ہے؟
5. کیا کوئی وجہ ہے کہ مسیح پر ایمان خدا سے آپ کا میل ملاپ کرواکرتا ہے؟ اگر ہے، تو پھر آپکو کیا کرنے کی ضرورت ہے؟

کیاقرآن سچے خُداکاکلام ہے؟

ہم کسی کتاب کے خُداکی طرف سے ہونے کی سچائی کوکیسے پرکھ سکتے ہیں؟

یہ جاننے کے لیے ہمیں دیکھناہوگاکہ اُس کتاب کی تعلیم سچے خُداکی خصوصیات سے مطابقت رکھتی ہے یانہیں؟ ہمیں اُس کتاب کی تعلیم کوہرپہلوسے پرکھنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہم قُرآن کے دعوؤں کامکمل طورپرجائزہ لیں گے،تاکہ ہر شخص، تعلیم یافتہ یاغیر تعلیم یافتہ یہ جان لے کہ قُرآن سچے خُداکی طرف سے نہیں ہوسکتا۔

کیااِسلام کاخُداالفاظ بولتاہے؟

سب سے پہلے تویہ دیکھناہوگاکہ قُرآن کاخُدابول سکتاہے یانہیں۔اگروہ بول نہیں سکتاتوپھرکوئی بھی شخص یہ ثابت نہیں کرسکتاکہ قُرآن خُداکی طرف سے ہے۔

اِنسانی شخصیت سے تعلق رکھنے والے شخصی الفاظ کااِستعمال صرف ایک شخصیت رکھنے والاخُداہی کرسکتاہے۔اِسلام کاخُداغیر نسبتی اورغیر شخصی خُداہےاِس لئے لوگوں کے ساتھ شخصی رابطے کے لئے وہ شخصی اورنسبتی الفاظ اِستعمال نہیں کرسکتا۔اِس کامطلب ہے کہ مُحمد کاخُداموسیٰ اوردوسرے نبیوں کے خُداجیسانہیں تھا۔نہ تو وہ مُحمد کے ساتھ

شخصی رابطہ رکھنے کے قابل تھااور نہ ہی محمد نے کبھی بھی اپنے خُدا کی آواز سُنی۔ اِس لئے قرآن خُدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

بائبل خُدا کا کلام ہے۔ کیوں؟ کیونکہ بائبل کا خُدا شخصی اور نسبتی خُدا ہے اور وہ براہِ راست خوُد کو کلام کے ذریعے اپنے لوگوں پر ظاہر کرتا ہے۔ خُدانے موسیٰ اور بائبل کے دیگر تمام انبیاء سے خُود بات کی اور اُنہوں نے خُدا کی آواز شخصی طور پر اپنے کانوں سے سُنی۔ خُدا کے ساتھ اُن نبیوں کے ذاتی تجربوں کو بائبل کی صوُرت میں لوگوں کی زندگی کے لیے بطور روشنی اکٹھا کیا گیا۔ اِس سے یہ نتیجہ نِکلتا ہے کہ سچے خُدا کی شخصیت کا ہونالازمی شرط ہے تاکہ وہ اپنی مرضی کواپنے کلام سے ظاہر کرسکے اور اُس کی ایک کتاب ہو۔ اِسلام کا خُدا شخصی اور نسبتی نہیں ہے اِس لئے اُس کی کوئی کتاب نہیں ہوسکتی۔ قرآن سچے خُدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

کیااِسلام کا خُدا نجات کی یقین دہانی کرواتا ہے؟

دُوسری بات جس کا جائزہ لیناضروری ہے وہ یہ ہے کہ کیا قُرآن کا خُدا نجات کا یقین دِلاتا ہے۔ اگر نہیں تو قرآن حقیقی خُدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ قُرآن کی سورۃ لقمان (31) اور سورۃ الأحقاف (46) میں صاف لکھا ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ

مستقبل میں اُس کے ساتھ کیا ہو گا۔ نہ صرف یہ بلکہ قُرآن کی سورۃ مریَم (19) میں لکھاہے کہ عدالت کے لئے پہلے سب نیک مسلمانوں کو دوزخ میں لے جایا جائے گا۔

زندہ خُدا کا کلام اپنے لوگوں کو ابدی زندگی دیتا ہے اور اُن کو دوزخ سے بچاتا ہے۔ چونکہ قُرآن اپنے پیروکاروں کو جہنم سے نہیں بچا سکتا، اِس لئے یہ خُدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔

کیا سچا خُدا اپنے لوگوں کو تھوڑی دیر کے لئے بھی جہنم میں بھیج سکتا ہے؟ بلکل نہیں۔ لیکن قُرآن میں یہی لکھا ہے کیونکہ یہ سچے خُدا کا کلام نہیں ہے۔

سچے خُدا کی کتاب یعنی اُس کے کلام کو خُدا اور اُس کے پیروکاروں کے درمیان ابدی تعلق قائم کرنے کے لائق ہونا چاہیئے، لیکن قُرآن کے پاس یہ اختیار نہیں ہے۔

سچے خُدا کی کتاب آپ کو اِس بات کا یقین دِلاتی ہے کہ اب آپ کی رفاقت خُدا کے ساتھ ہے اور آپ ہمیشہ کے لئے نجات پا چکے ہیں۔ شیطان اور جہنم کے ساتھ آپ کا تعلق ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا ہے۔ موت کے بعد آپ کو سیدھا آسمان یعنی جنت میں لے جایا جائے گا تاکہ آپ ہمیشہ خُدا کی قربت میں رہیں۔

اوروں کی بات تو دُور مگر قُرآن تو اللہ کے سب سے دل پسند اور اِسلام کے سب سے بلند پایہ راہنما محُمد کو بھی اُس کے مستقبل کے بارے میں یقین نہیں دلا سکا۔ اِس

لئے وہ اپنی نجات کے بارے میں غیر یقینی کی حالت میں ہی مر گیا۔ کیا سچا خُدا اپنے مقبول خادم کو یوں مایوس کرے گا؟ بلکل نہیں۔ مسئلہ خُدا کے ساتھ نہیں قُرآن کے ساتھ ہے۔ قُرآن خُدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

کیا قُرآن کسی ایسے خُدا کو پیش کرتا ہے جو اِخلاق رکھتا ہو؟

تیسری بات جس کا جائزہ لینا ہے وہ یہ ہے کہ قُرآن کے خُدا کا اخلاق اچھا ہے یا نہیں۔

قُرآن کہتا ہے کہ خُدا دھوکے باز ہے۔ سورۃ آل عمرٰان (3) آیت 54 اور سورۃ الأنفَال (8) آیت 30 میں لکھا ہے کہ خُدا بہترین دھوکہ دینے والا ہے۔ سورۃ یُونس (10) آیت 21 میں لکھا ہے کہ خُدا دھوکہ دہی میں تیز ہے اور سورۃ الأعرَاف (7) آیت 99 میں لکھا ہے کوئی اُس کے دھوکے سے بچ نہیں سکتا۔

کیا واقعی ایسا ہے؟ کیا قُرآن صحیح ہے جو سچے خُدا کو دھوکہ باز کہہ رہا ہے؟ بالکل نہیں۔ پاک، راستباز اور رحیم خُدا دھوکہ باز نہیں ہو سکتا۔ خُدا کو دھوکہ باز کے طور پر پیش کرنا قُرآن کا ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ سچا خُدا ایسا نہیں ہو سکتا۔

قُرآن کہتا ہے کہ خُدا سازشی ہے۔ سورۃ الاسراء (17) کی آیت 16 میں لکھا ہے کہ خُدا لوگوں کو غیر اخلاقی کام کرنے کے لئے اُکساتا ہے تاکہ اُس کے پاس اُنھیں تباہ کرنے کی وجہ ہو۔

کیا مہربان خُدا جو محبت اور شفقت کرنے والا ہے، اپنی ہی فطرت سے دغا کر سکتا ہے اور شیطان جیسا طرز عمل اپنا سکتا ہے؟ او میرے خُدایا! خُدا کے بارے میں قُرآن کی ایسی رائے اِس بات کا واضح ثبوت ہے کہ قُرآن سچے خُدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔

قُرآن کہتا ہے کہ خُدا اپنے مخالفوں کو پکڑنے کے لئے جھوٹ بولتا ہے۔ سورۃ الاَعراف کی آیات 182 اور 183 اور سورۃ القَلَم (68) کی آیات 44 اور 45 میں بھی یہ لکھا ہے: جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہم اُن کو آہستہ آہستہ ایسے طریقے سے پکڑیں گے کہ اُن کو میری چالبازی کی خبر بھی نہ ہو گی۔

وہ اپنے اصولوں کے برعکس عمل پیرا کیوں ہے اور کیوں انتخاب کی آزادی کے خلاف لڑ رہا ہے؟ یقیناً خالق اپنی مخلوق کو عطا کردہ انتخاب کی آزادی سے کبھی خوفزدہ نہیں ہوتا۔

دوستوں یہ بڑی دِل شکن بات ہے کہ ایک ارب سے زیادہ لوگ قُرآن کی پیروی یہ جانے بغیر کررہے ہیں کہ قُرآن سچے خُدا کے خلاف بات کررہاہے۔ کیا قادرِ مطلق خُدا کو اپنے مخالفوں کو برباد کرنے کے لئے جھوٹ اور دھوکے کی ضرورت ہے؟ کیا وہ اتنا کمزور ہے کہ اُن سے سچ بولنے کی بجائے جھوٹ اور دھوکے کا سہارا لے؟ تعجُب کی بات ہے کہ قُرآن خُدا عظیم کو گنہگار انسانوں کی سطح پر لارہاہے۔ دوسری طرف خُدا نے لوگوں کو انتخاب کرنے کی آزادی دی ہے کہ وہ اُسے قبول کریں یا نہ کریں۔

قُرآن کہتاہے کہ خُدانے شیطان کو گمراہ کرنے کے لئے مقرر کیاہے۔ سورۃ الاٴعراف (7) آیت 16 میں لکھاہے کہ اللہ نے شیطان کو ناپاک کردیا تاکہ وہ لوگوں کو گمراہ کرسکے۔ کیا یہ قابلِ یقین ہے کہ رحم کرنے والا خُدا لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ایک خوفناک دشمن کو تیار کرتاہے؟ کیا آپ اِس بات کا یقین کرسکتے ہیں کہ پیار کرنے والے ماں باپ اپنے بچوں کو برباد کرنے کے لئے کسی دُشمن کا سہارا لیں؟

میری دُعاہے کہ آپ مسیح کی انجیل بلکہ پوری بائبل کا مطالعہ کریں تاکہ آپ یہ جان سکیں کہ رحیم خُدانے نہ تو شیطان کو گمراہ کیا اور نہ ہی وہ خود غرض ہے کہ لوگوں کو برباد کرنے کے لئے بُرے منصوبے بنائے۔ خُدا کی ذات سے ایسے بُرے اور دِل شکن کام منسوب کرنا اِس بات کا ثبوت ہے کہ قُرآن سچے خُدا کا کلام نہیں ہوسکتا۔

قُرآن کہتا ہے کہ یہ اللہ کا منصوبہ تھا کہ بُرے لوگ مُحمد کو نقصان پہنچائیں۔ سورۃ الأنعام (6) آیت 112 میں لکھا ہے: اُسی طرح ہم نے شیطان سیرت انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا وہ دھوکا دینے کے لیے ایک دوسرے کے دل میں ملمع کی ہوئی باتیں ڈالتے رہتے تھے اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے: تُو اُن کو اور جو کچھ وہ گھڑتے ہیں اُسے چھوڑ دے۔

ایک سچا خُدا اپنے محبوب نبی کو نقصان پہنچانے کے لئے کبھی بھی جنوں سے تعاون نہیں کرتا۔ سچا خُدا بُرے لوگوں سے بچاتا ہے۔ چونکہ قُرآن یہ ظاہر کرتا ہے کہ خُدا جنوں کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے لہٰذا یہ حقیقی خُدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

قُرآن کہتا ہے کہ اللہ اِسلام کی تبلیغ کے لئے جنوں کو استعمال کرتا ہے۔ ایک طرف قُرآن سورۃ الأعرَاف (7) آیت 27 میں کہتا ہے: خُدا نے شیطانوں کو اُن لوگوں کا رفیقِ کار بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ اُس نے جنوں کے ذریعے اپنے نبی مُحمد کو نقصان پہنچانے کا منصوبہ بنایا۔ اب قُرآن کی سورۃ الجنّ (72) آیت 1 اور 2 میں لکھا ہے: اے مُحمد کہہ دو کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے سُنا تو کہنے لگے کہ ہم نے ایک عجیب قُرآن سنا جو بھلائی کا

رستہ بتاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے۔ اور ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔

اِسلام کے خُدا نے جِنوں کو گمراہ مخلوق کے طور پر تخلیق کیا تاکہ وہ شیطان کی پیروی کریں اور بت پرستوں اور غیر مسلموں کے ساتھ دوستی کریں اور وہ مُحمد کو تکلیف پہنچائیں، لیکن پھر بعد میں اِسلام کا خُدا جِنوں کی راہنمائی کرتا ہے کہ وہ غیر مسلموں کے ساتھ دوستی ختم کر دیں اور اِسلام کی تبلیغ کرنے کے لیے اِسکے اپنے پیروکاروں کے ساتھ دوستی کر لیں۔

کیا یہ خُدا الجھن کا شکار ہے؟ یہ خُدا کس کا دوست ہے؟ کیا سچا خُدا واقعی جِنوں کو اپنے حقیقی پیروکاروں کے طور پر قبول کرتا ہے؟ کیا سچا خُدا اپنے کلام کی تبلیغ کے لئے جنوں کو استعمال کرتا ہے؟ اِس طرح کی عجیب تعلیمات کی وجہ سے قُرآن سچے خُدا کی کتاب نہیں ہو سکتا۔

قُرآن گناہ کی تخلیق کو بھی خُدا سے منسوب کرتا ہے۔ سورۃ الشّمس (91) کی آیات 7 اور 8 میں لکھا ہے کہ خُدا نے انسانوں میں گناہ پیدا کیا۔ سورۃ البَلَد (90) کی آیت 4 میں لکھا ہے کہ ہم (خُدا) نے انسان کو تکلیف (کی حالت) میں (رہنے والا) بنایا ہے۔

سورۃ النِّسَاء(4)کی آیت 88، سورۃ الاَعرَاف(7)کی آیت 178 اور سورۃ اِبراھیم (14)کی آیت 4 اِن سب میں لکھا ہے کہ خُدا گمراہ کرتا ہے۔

قُرآن میں خُدا غیر قانونی اور بداخلاقی اعمال کروانے یا لوگوں کو گمراہ کرنے اور انھیں گنہگار بنانے کیلئے بے چین نظر آتا ہے۔ اُس نے خُدا کو ایسے شخص کے طور پر پیش کیا ہے، جس کا دل و دماغ برائی کا تعاقب کرتے ہیں۔ خُدا انسان کے جیسا نہیں ہے۔ خدا گناہ سے اور گمراہ کن کاموں سے نفرت کرتا ہے۔ قُرآن کی باتیں نہ تو خُدا کی طرف سے ہیں اور نہ ہی وہ خُدا کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔

کیا اِسلام کا خدا حقوق کی برابری پر یقین رکھتا ہے؟

چوتھی بات جس کا ہم نے جائزہ لینا ہے وہ یہ ہے کہ قُرآن کے خُدا کی نظر میں سب لوگ برابر ہیں یا نہیں۔

قُرآن امیتازی سلوک کو خُدا کی ذات کے ساتھ منسوب کرتا ہے۔ قُرآن سورۃ البَقَرَۃ (2)آیت 65، سورۃ المَائِدَۃ(5)آیت 60، سورۃ الاَنفَال(8)آیت 55، سورۃ الاَعرَاف آیات 175 اور 177، سورۃ التَّوبَۃ(9)آیت 28 میں کہتا ہے کہ غیر

مسلم ناپاک اور حیوان ہیں اور سورۃ آل عمرٰان میں کہتا ہے صرف مسلمان ہی انسان اور پاک صاف ہیں۔

قُرآن کا یہ دعویٰ نہ صرف نظریاتی اور روحانی طور پر غلط ہے بلکہ سماجی اور اخلاقی طور پر بھی درست نہیں۔ نظریاتی اور روحانی طور پر درست کیوں نہیں؟ کیونکہ قُرآن خود کہتا ہے کہ مسلمان بھی دوسروں کی طرح گنہگار ہیں۔ مسلمانوں کو دوسروں سے بہتر بنانے کی کونسی روحانی وجہ پیچھے بچ جاتی ہے؟ کوئی نہیں۔ سماجی اور اخلاقی طور پر یہ دعویٰ جھوٹا اور بے دینی پر منحصر ہے۔ آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ مسلمان، مسیحی، یہودی، ہندو یا کوئی دوسرے جنھیں ایک ہی خُدا نے تخلیق کیا ہو، اُن میں سے ایک تو انسان ہے اور باقی سب حیوان ہیں۔ خُدا جس نے اُنھیں پیدا کیا ہے جانتا ہے کہ وہ سب انسان ہیں لیکن قُرآن یہ حقیقت تسلیم نہیں کرتا ہے اور اُنہیں حیوان کہتا ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ قُرآن خُدا کے دل کی عکاسی نہیں کرتا اِس وجہ سے وہ خُدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

کیااِسلام کا خُدا آزادیِ انتخاب کا احترام کرتا ہے؟

پانچویں بات، یہ جائزہ لینا ہے کہ قُرآن کا خُدا انتخاب کی آزادی کا احترام کرتا ہے یا نہیں۔

قُرآن خُدا کو ایسے شخص کے طور پر پیش کرتا ہے جو اپنے مخالفوں اور غیر مسلموں کے خون کی پیاس رکھتا ہے۔ قُرآن کا 64 فی صد، مُحمد کی سیرت پر لکھی گئی کتابوں کا 81 فی صد اور 34 فی صد احادیث کا حصہ غیر مسلموں سے نفرت کرنے اور اُن کا خون بہانے پر زور دیتا ہے۔ جب اِسلام کا بانی و نبی اپنی آدھی سے زیادہ زندگی اپنے مخالفوں اور غیر مسلموں پر حملے کرنے میں گزار دیتا ہے تو آپ اس نبی کے پیروکاروں سے اپنے مخالفوں اور غیر مسلموں کے ساتھ کیسے سلوک کی توقع رکھتے ہیں؟ اِسلامی حکومت میں غیر مسلموں کی زندگی کیسی ہو گی؟

قُرآن اور دیگر اِسلامی ذرائع ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ اُنہیں آزادی یا آرام دہ زندگی میسر نہیں ہونی چاہئے (سورۃ 8:39؛ 48:29؛ 17:16)۔ طاقت اور تلوار کا استعمال دِلی لگن اور اطاعت پیدا نہیں کر سکتا۔

کیا ایسے رویے کسی سچے اور قابلِ فہم خُدا سے منسوب کئے جا سکتے ہیں؟ بلکل نہیں۔ سچے خُدا کے بارے میں قُرآن کا بیان درست نہیں ہے۔

قُرآن کہتا ہے کہ خُدا اپنے عقیدے کو نافذ کرتا ہے۔ سورۃ النِّسَاء (4) کی آیت 89 اور سورۃ النّحل (16) کی آیت 106 سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کو اپنے خُدا کی عطا کردہ انتخاب کی آزادی استعمال کرنے، اِسلام کو چھوڑنے اور اپنی مرضی سے کوئی اور عقیدہ اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ سورۃ البَقَرَۃ (2) کی آیت 217 سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کو غیر مسلموں کو اپنے مذہب میں لانے کی کھُلی چھوٹ ہے یہاں تک کہ وہ اِسلام قبول کروانے کے لئے اُن پر دباؤ بھی ڈال سکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کو اپنے مذہب میں آنے کی دعوت دے تو یہ قتل ہونے سے بھی بدتر ہوگا۔

لٰہذا مسلمانوں کو تبلیغِ اِسلام کی کھُلی چھوٹ ہے لیکن غیر مسلم ایسا نہیں کر سکتے اگر وہ ایسا کریں گے تو مارے جائیں گے۔ اِس طرح کی یکطرفہ آزادی موقع پرست، امتیاز پسند اور ظالم ہے اور سچے خُدا کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔ اس طرح کی تعلیمات کی بدولت قُرآن حقیقی خُدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

کیا قُرآن خاندان کیلیئے اچھا منصوبہ رکھتا ہے ؟

چھٹی بات جس کا ہمیں جائزہ لینا ہے وہ یہ ہے کہ قُرآن میں خاندان کے لئے کوئی اچھا منصوبہ ہے یا نہیں۔

قُرآن بچوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ اپنے والدین اور رشتہ داروں کی توہین کریں۔ سورۃالتّوبَۃ(9) کی آیت 23 نا سمجھ بچوں سے کہتی ہے: اے اہل ایمان ! اگر تمہارے باپ اور بھائی ایمان کے مقابل کفر کو پسند کریں تواُن کی سرپرستی قبول نہ کرو اور نہ اُن سے دوستی رکھو۔اور جواُن سے دوستی رکھیں گے وہ ظالم ہیں۔

قُرآن نہ صرف اولاد کی اپنے والدین کے خلاف بغاوت کرنے میں حوصلہ افزائی کرتا ہے بلکہ اپنے غیر مسلم رشتہ داروں کو قتل کرنے کے لئے بھی اُن کی ہمت بڑھاتا ہے۔ سورۃالتّوبَۃ(9) کی آیت 123 میں لکھاِہے: اے اہلِ ایمان ! اپنے نزدیک کے رہنے والے کافروں کو قتل کرو اور چاہیئے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

دوستوں! عقیدے کی وجہ سے والدین کی توہین، رشتہ داروں اور دوسروں کا قتل سچے خُدا کی نظر میں باطل ہے۔ ان بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ قُرآن خُدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

کیا قرآن ردوبدل سے مستثنیٰ تھا؟

ساتویں بات جس کی جانچ کرنی ہے وہ یہ ہے کہ قُرآن میں ردوبدل ہوئی ہے یا نہیں۔

قُرآن کہتا ہے کہ مسلمانوں نے اُسے بدل دیا۔ سورۃ البَقَرَۃ (2) آیت 106 میں لکھا ہے: ہم جس آیت کو منسوخ کر دیتے یا اُسے بُھلا دیتے ہیں تو اُس سے بہتر یا ویسی ہی دوسری آیت بھیج دیتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر بات پر قادر ہے؟ سورۃ النّحل (16) آیت 101 میں لکھا ہے: اور جب ہم کوئی آیت کسی آیت کی جگہ بدل دیتے ہیں۔ اور اللہ جو کچھ نازل فرماتا ہے اُسے خوب جانتا ہے تو کافر کہتے ہیں کہ تم یونہی اپنی طرف سے بنا لاتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔

قُرآن کی اِن آیات اور اِن سے ملتی جُلتی دوسری آیات سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ مُحمد کی سیاسی طاقت بڑھ رہی تھی لہٰذا اُس نے قُرآن کی پُرانی آیات کو جو اُسے پسند نہیں تھیں اپنی پسند کی نئی آیات سے تبدیل کر دیا۔ لوگوں کے سامنے اِس کا یہ جواز پیش کیا کہ

خُدانے اُن آیات کو منسوخ کر دیا ہے کیونکہ اَب وہ درست نہیں رہیں تھیں اور اُس نے اُن سے بہتر آیات نازل کی ہیں۔ یہ واقعی دلچسپ ہے! کیا یہ ممکن ہے کہ خُدا یہ کہے کہ اَب اُس کے پاس پہلے سے بہتر آیت ہے جبکہ اُس کی ہر آیت مکمل ہے کیونکہ وہ کامل خُدا ہے؟ کیا خُدا کو شروع سے اِس بات کا علم نہیں تھا کہ اُس کی کچھ آیات کو مستقبل میں تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آئے گی وہ اُنھیں پہلے ہی درست کر لیتا تاکہ ایک ناقص قُرآن محمد کے ہاتھوں میں نہ جاتا؟

اصل آیات کو ہٹانے پر لوگوں کو شک ہوا اور انھوں نے محمد پر تنقید کی، بعد میں اس تنقید کی وجہ سے اُنھیں قتل کر دیا گیا۔ قُرآن میں پہلے ہی مکمل یا حتمی آیات کیوں نازل نہیں ہوئیں تاکہ تنقید اور خون ریزی سے بچا جا سکے؟ کیا سچا خُدا اِس طرح لوگوں کو الجھن میں ڈالے گا اور انہیں ایک دوسرے کا دشمن بنائے گا؟ لہٰذا آپ دیکھ سکتے ہیں قُرآن اِس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ اُس کی بعض آیات درست نہیں تھیں جنھیں بہتر آیات سے تبدیل کر دیا گیا۔ قُرآن کبھی بھی اپنی آیات کو غلط نہ کہتا اگر یہ سچے خُدا کی طرف سے ہوتیں۔

احادیث میں بھی لکھا ہے کہ قُرآن کی تصحیح کی گئی ہے اور یہ نامکمل ہے۔

مُحمد کے زمانے میں اور اُس کی موت کے بعد مختلف علاقوں میں قُرآن کی 8 نقلیں موجود تھی جو بعض حصوں میں ایک دوسرے سے مختلف تھیں۔ مُحمد نہیں جانتا تھا کہ اُن میں سے درست قُرآن کون سا ہے۔ لہٰذا اُس نے اندازہ لگایا کہ اُس کے داماد علی کے پاس جو قُرآن ہے وہ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ مُحمد کی وفات کے بعد اُس کے جانشینوں کے درمیان فرقہ بندی نے نہ صرف مُحمد کی پسند کے قُرآن کو مستند قرار دینے سے روک دیا بلکہ حکمران راہنما عثمان کو موجودہ قُرآن کو مستند قرار دینے کے لئے مجبور کیا، جس میں بہت سی آیات شامل نہیں ہیں۔

سلیم ابنِ قیس نے اپنی کتاب "اسرارِ آلِ مُحمد"، میں لکھا ہے کہ موجودہ قُرآن میں سے بہت سی آیات غائب ہیں۔ بہت سی آیات بھیڑ یا بکری کھا گئی اور اِس کے ساتھ ساتھ سورۃ النُّور (24)، سورۃ الاَحزَاب (33) اور سورۃ الحُجُرَات (49) کی کچھ آیات گم ہو گئی۔

اگر خود قُرآن اور قدیم اِسلامی کتابیں ایک ہی بات کہہ رہی ہیں کہ قُرآن کی تصحیح کی گئی ہے اور اُس کی بہت سی آیات غائب ہیں تو قُرآن کس طرح خُدا کی طرف سے ایک کامل کتاب ہو سکتا ہے؟

بائبل تبدیل ہونے کا دعویٰ نہیں کرتی ہے۔ سورۃ الحِجر (15) کی آیت 91 میں لکھا ہے کہ قرآن میں تصیح اور تبدیلی کی گئی۔ بائبل میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ اُسے تبدیل کیا گیا ہے یا وہ نقلی ہے۔

مسلم مذہبی راہنما کبھی یہ نہیں بتاتے کہ قُرآن بدل گیا تھا یا اُس کی کئی آیات ضائع ہوئیں، لیکن مسیحیوں اور یہودیوں کی کتابوں کے بارے میں وہ آسانی سے جھوٹ بولتے ہیں کہ وہ تبدیل ہو گئی ہیں۔ قُرآن کی اپنی آیات یہ کہہ رہی ہیں کہ یہ تبدیل شدہ ہے پھر یہ کتاب کس طرح خُدا کی طرف سے ہو سکتی ہے؟

قُرآن سورۃ الأنعَام (6) کی آیات 34 اور 115 میں اور سورۃ یُونس (10) کی آیت 64 میں کہتا ہے: کوئی بھی خُدا کے کلام کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ اور سورۃ الحِجر (15) کی آیت 9 میں کہتا ہے: کیونکہ خُدا اِس کی حفاظت کرے گا۔ اب ہم سمجھ سکتے ہیں کہ قُرآن تبدیل ہو گیا تھا۔ لہٰذا اگر یہ خُدا کا کلام ہوتا تو کوئی اِسے تبدیل نہ کر سکتا۔

بائبل اور مسیح کی انجیل قُرآنی مسائل سے پاک ہیں۔ بائبل کا خُدا اپنے پیروکاروں کو گناہ، شیطان اور بُرے لوگوں کا غلام نہیں بناتا بلکہ انہیں بچاتا ہے۔

سوچنے کا وقت 9

1. دنیا میں بہت سے مذاہب ہیں اور ان مذاہب کے پیروکار یہ دعوی کرتے ہیں کہ انکا مذہب خدا کی طرف سے ہے۔ کیا آپ اس دعویٰ کا جائزہ لے سکتے ہیں اور دیکھ سکتے ہیں کہ کوئی مذہب خدا کی طرف سے ہے یا نہیں؟
2. بعض مسلمان کہتے ہیں کہ قُرآن خدا کی طرف سے ہے کیونکہ ایک ارب سے زائد مسلمانوں یقین رکھتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ آپ کیا سوچتے ہیں؟ تقوی یا بے دینی کی پیمائش معیار سے کی جائے یا مقدار سے؟
3. کیا ہمارے پاس کوئی ثبوت ہیں جن سے ہم ثابت کر سکیں کہ قُرآن خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا؟
4. کیا ہم خدا کے سچے کلام کو تلاش کرنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی ذمہ داری رکھتے ہیں؟
5. اگر آپ یقین رکھتے ہیں کہ خدا سچائی دریافت کرنے میں آپکی اور دوسروں کی مدد کرنے کو تیار ہے تو پھر دعا میں کچھ وقت گزاریئے۔

کیااِسلام واقعی آخری اور کامل دین ہے ؟

اِسلامی مذہبی راہنماؤں نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ اِسلام آخری اور کامل دین ہے۔ کیا یہ واقعی سچ ہے ؟ کیا اُن کے پاس اپنے اِس دعویٰ کے لئے کوئی منطقی، نظریاتی، فلسفی، روحانی یا سماجی دلیل ہے ؟ اِسلام میں کامل کا مطلب کیا ہے ؟ کیا اِس کا مطلب یہ ہے کہ اِسلام نے زندگی اور زندگی کے وجود سے متعلقہ تمام سوالات کا دوسرے مذاہب سے زیادہ موثر جواب پیش کیا ہے ؟ نے زندگی کے ہر سوال کا دوسرے مذاہب سے بہتر جواب دیا ہے ؟ کیا اِس کا مطلب یہ ہے کہ اِسلام نے نئ اور بہتر چیزیں متعارف کروائی ہیں جو کہ اِسلام سے پہلے کے مذاہب میں موجود نہیں تھیں ؟ کون سی نئ اور بہتر چیزیں اِسلام نے متعارف کروائی ہیں جو کہ پہلے مذاہب میں موجود نہیں تھیں تا کہ اِس وجہ سے اِسلام کامل ہونے کا دعویٰ کر سکے ؟

ایک مسلمان ہوتے ہوئے کیا آپ نے کبھی اِس سوال کے بارے میں سوچا اور کیا آپ کو اِس کا جواب مِلا؟ اگر ہم پر اعتماد رہنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہم اپنے عزیز و اقارب اور دوسرے لوگوں کے سامنے اپنے موقف پر بغیر کسی ندامت کے ڈٹے رہیں تو پھر ہم سب پر اپنے دعوؤں کے لیے دلائل ڈھونڈنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

اِس سے پیشتر کہ میں چند دلائل پیش کروں میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اِسلام نے خود تو کوئی اچھی بات متعارف نہیں کروائی بلکہ قدیم اچھی مذہبی اِقدار کو بھی بگاڑ ڈالا جو ابراہام، موسیٰ اور خداوند یسُوع کے وقت سے چلی آ رہی تھیں۔ اِسلام کے کامل ہونے کا دعویٰ تشہیر کے سوا کچھ بھی نہیں۔

آئیں اَب ہم مل کر ان دلائل پر غور کریں۔

اِسلام غیر عقلی باتوں کو خدا سے منسوُب کرتا ہے

اِسلام کے کامل نہ ہونے کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اِسلام غیر معقول باتوں کو خُدا کی ذات سے منسوُب کرتا ہے۔اِسلام خُدا کو کیسے متعارف کراتا ہے؟

سورۃ الحَشر (59) کی آیات 23 اور 24 میں لکھاہے کہ خُدا پاک، صلح جو، عظیم اور عقلمند ہے۔ لیکن سورۃ آل عمرِان (3) آیت 54 اور سورۃ الاَنفَال (8) آیت 30 کا کہنا ہے کہ خُدا سب سے بہتر دھوکہ دینے والا ہے۔ سورۃ البَقَرَۃ (2) آیت 22

سورۃ آلعِمرَان (3) آیت 28 اور سورۃ النّحل (16) آیت 106 میں لکھاہے کہ خُدا نے مسلمانوں کو بعض حالات میں جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے۔

کیا آپ کو اِن آیات کے درمیان واضح تضاد نظر آرہا ہے؟ ایک طرف تو خُدا کو پاک، صلح جو، عظیم اور عقلمند کہا جاتا ہے لیکن دوسری طرف اُسے بہترین دھوکہ باز کا نام دیا جاتا ہے۔ خُدا ایک ہی وقت میں پاک، صلح جو، عظیم، عقلمند اور اِس کے ساتھ ساتھ دھوکہ باز بھی کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا ایک دھوکے باز خُدا کو عظیم اور عقلمند کہا جا سکتا ہے؟

خُدا کو پاک کہا جاتا ہے کیونکہ اُسے دھوکہ بازی سے نفرت ہے اور وہ کبھی دھوکا نہیں دیتا۔ ایک کامل خُدا جھوٹ اور دھوکہ دہی کی اجازت نہیں دیتا۔ اور ایک کامل دین خُدا کو جھوٹا اور دھوکے باز نہیں کہتا۔ اگر آپ خُدا کو دھوکہ باز کہتے ہیں تو اِس کا مطلب ہے کہ وہ کامل نہیں ہے۔ تو ایک خُدا جو خود کامل نہیں اس کا دین کیسے کامل ہو سکتا ہے؟

کیا آپ کسی ایسے شخص کو کامل کہہ سکتے ہیں جو دھوکہ دہی اور جھوٹ بولنا سکھائے؟ کیا آپ اُس کے عقیدے کو کامل عقیدہ کہہ سکتے ہیں؟ آپ ہر گز ایسا نہیں کہیں گے۔ اِسلام کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ اِسلام خُدا کو جھوٹا اور دھوکہ باز کہتا ہے اِس لئے یہ ایک کامل دین نہیں ہو سکتا۔

اِسلام کے پاس وجود کے سوال کا کامل جواب نہیں ہے

اِسلام ایک کامل دین نہیں ہے،اِسکی دوسری وجہ یہ ہے کہ اِسلام کے پاس زندگی کے سوالات کا جواب دوسرے مذاہب کے جوابات سے زیادہ کامل نہیں ہے۔

زمینی زندگی، روزِ قیامت اور حیات مابعدالموت کے بارے میں اِسلام کا نظریہ ان دوسرے مزاہب سے کچھ بہتر نہیں ہے جو نجات کیلئے انسانی اعمال پر زور دیتے ہیں۔ پھر اِسلام کو دوسروں سے بہتر کیوں کر کہا جاسکتا ہے؟ اِسلام سے پہلے کے تمام دوسرے مذاہب کی طرح اِسلام نے بھی مسلمانوں کو یہی سکھایا کہ انسانی زندگی اچھائی اور برائی کے درمیان جنگ تھی اور نجات اچھے اعمال کے ساتھ مسلسل پاکیزگی میں زندگی گزارنے پر منحصر تھی۔ روزِ عدالت اور حیات مابعدالموت کے بارے میں بھی اِسلامی تعلیمات کم و بیش دوسرے مذاہب جیسی تھیں۔ دراصل دوسرے مذاہب اِس بارے میں اِسلام سے بہتر تھے کیونکہ انھوں نے جنت میں جانے کے لئے اِسلام کی طرح دوسروں پر اپنا دین زبردستی تھوپنے یا اُن کو قتل کرنے کی تعلیم نہیں دی تھی۔

مسیحی عقیدہ کے مقابلے میں اِسلام بالکل بھی اس قابل نہیں کہ وہ مسیحیت پر اپنے کامل ہونے کا دعویٰ کرے۔ انجیل میں لکھا ہے کہ یسُوع بے گناہ، زندہ اور آسمان پر ہے اِسی لئے وہ زندگی اور آسمان پر جانے کا واحد راستہ ہے۔ لیکن قُرآن کبھی بھی مُحمد کے بارے میں اِس طرح بات نہیں کرتا۔

دراصل قُرآن تصدیق کرتا ہے کہ یسُوع بے گناہ ہے، وہ زندہ ہے اور آسمان پر ہے، لیکن اِن حیرت انگیز خوبیوں کے باوجود قُرآن لوگوں کو یسُوع کی پیروی کرنے کی تعلیم نہیں دیتا۔ بلکہ زور دیتا ہے کہ لوگ مُحمد کی پیروی کریں باوجود کہ وہ گنہگار تھا، مر گیا اور آسمان پر نہیں ہے۔ یہ بلکل واضع ہے کہ مسیحیت کامل ہے کیوں کہ اُس کا راہنما بے گناہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا جبکہ اِسلام کامل دین نہیں ہے کیوں کہ اُس کا راہنما بے یقینی اور گناہ کی حالت میں مر گیا۔

لہذا آپ دیکھ سکتے ہیں کہ زمین پر پاک زندگی یا روزِعدالت اور حیات مابعدالموت کے بارے میں اِسلام میں دوسرے مذاہب سے بہتر تعلیمات موجود نہیں ہیں۔ اِس لئے اِسلام کو کامل دین کہنا عقلمندی نہیں ہے۔

اِسلام نے ایک خدا کو ماننے والے مذاہب کو تباہ کر دیا

تیسری وجہ جس کی بناپر اسلام کو کامل نہیں کہا جا سکتا یہ ہے کہ اِس نے جزیرہ نما عرب اور پڑوسی ممالک میں ایک خُدا کو ماننے والے تمام مذاہب کو تباہ کر دیا۔

ایک خُدا کو ماننے والے مذاہب کے لوگ اِسلام سے پہلے تمام جزیرہ نما عرب میں پھیلے ہوئے تھے۔ اِن مذاہب کو ابراہیمی مذاہب کہا جاتا تھا۔ سورۃ المؤمنون (23) کی آیات 84 تا 90 اور سورۃ لقمان (31) کی آیات 24 اور 25 اِس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ بہت سے عرب باشندے ایک خُدا پر ایمان رکھتے تھے۔ اِن ابراہیمی مذاہب کا دفاع کرنے کی بجائے، اِسلام نے اُن کو تباہ کر دیا اور اُن کے پیروکاروں کو اِسلام قبول کرنے کے لئے مجبور کیا۔

حنیف کا مذہب اِبراہیمی مذاہب میں سے ایک تھا۔ "حنیف" ایک مشہور مذہبی گروہ کا نام تھا جس نے ابراہام کے خُدا پر ایمان کا اعلان کر کے مشرکانہ عبادت کو مسترد کر دیا۔ اہلِ حنیف عرب تھے اور اُن کا تعلق محمد کے اپنے قبیلے قریش سے تھا۔ ابنِ اسحاق اپنی تحریر "سیرت رسول اللہ" میں اِس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ حنیفی ایک خُدا کو مانتے تھے اور ابراہیمی مذہب کے پیروکار تھے۔ جب محمد اِسلام لے کر آیا تو

دوسرے ابراہیمی عقائد کو کچلنے کے باوجود اُس نے اپنے مذہب کو بھی ابراہیمی مذہب ہی کہا(سورۃ 3:95، 4:125، 6:161)۔

اِسلام میں بتوں کی پوجا کو تھوڑے عرصے کیلئے جائز قرار دیا گیا تھا

خُدا کی وحدانیت کے بارے میں حنیفیوں کا ایمان مُحمد سے زیادہ مضبوط تھا۔ وہ کسی بھی قسم کی بت پرستی کے بالکل خلاف تھے اور اُن کا پختہ ایمان تھا کہ خُدا ایک ہے۔ لیکن مُحمد جب مکہ میں تھا تو اُس نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ تین بتوں کی عبادت کریں۔ اُس نے سورۃ النّجم (53) کی 19 آیت سے پڑھا۔ وہاں لکھا ہے کہ لات—زرخیزی کی دیوی، عزیٰ—طاقت کی دیوی، منات—قسمت کی دیوی یہ تینوں بت روحانی مخلوق ہیں اور اللہ کے کاموں میں اُس کی مدد کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے مُحمد اور اُس کے پیروکاروں نے اُن تین بتوں کو سجدہ کیا اور اُن کی عبادت کی۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ قُرآن نے مُحمد اور اُس کے پیروکاروں کو خُدا کے ساتھ تین بتوں کی عبادت کرنے کا بھی حکم دیا تھا۔ مکہ میں مسلمان مُحمد کی راہنمائی میں کچھ عرصہ تک اِن بتوں کی عبادت کرتے رہے۔ جب تک کہ وہ مدینہ ہجرت نہ کر گئے۔ مدینہ میں مُحمد نے اِس بات کا اعتراف کیا کہ قُرآن کی یہ خاص آیت شیطان کی طرف سے تھی۔ حنیفی، مسیحی، یہودی، پارسی اور ستارہ پرست نہ ہی بتوں پر ایمان لائے اور نہ ہی اُن کی

عبادت کی۔ اُنہوں نے ان بتوں کو بالکل مسترد کر دیا۔ خُدا کی وحدانیت کے بارے میں اُن کا روحانی موقف مُحمد کے موقف سے اعلیٰ تھا۔ مُحمد نے خُدا کی وحدانیت کے بارے میں اُن کے موقف کی حمایت کرنے کی بجائے اُلٹا اُنھیں مجبور کیا کہ وہ اِسلام کی پیروی کریں۔

اپنی بت پرستی اور ایک خُدا پر ایمان رکھنے والوں کے خلاف جنگ کے باوجود اِسلام کیسے کہہ سکتا ہے کہ وہ اُن مذاہب سے بہتر ہے جو ہر طرح کی بت پرستی سے دور رہے؟ یہ نہیں ہو سکتا۔

بحرحال بعدازاں بت پرستی سے متعلق آیت قُرآن میں سے موقوف کر دی گئی۔ مُحمد کے مرنے کے بعد مُحمد کے جانشینوں نے اِس آیت کو قُرآن میں سے نکال دیا۔ اُنھیں یقین تھا کہ یہ شیطان کی طرف سے تھی اِس لئے اُسے ہٹا دیا گیا۔ قدیم اِسلامی علماء نے اِس آیت کو اپنی کتابوں میں محفوظ رکھا جسے ہم آج بھی پڑھ سکتے ہیں۔ صحیح آیت اِس طرح تھی: "یہ بلند مرتبہ عورتیں ہیں اور حقیقت میں اِن سے شفاعت کی توقع کی جا سکتی ہے"۔

مُحمد نے بت پرستی کی اجازت کیوں دی؟ اِس کی بڑی وجہ سیاسی دباؤ تھا۔ اُس نے اپنی وفادار بیوی خدیجہ اور اپنے چچا ابو طالب کو کھو دیا تھا جو اُس کے لئے اُن بت پرستوں

کے دباؤ کے خلاف ایک ڈھال کی طرح تھے جن پر مکہ میں اُس نے تنقید کی تھی۔اور اس وجہ سے اب وہ اپنے اور اپنے دوستوں پر ملکی راہنماوں کے دباؤ کی وجہ سے تنہا اور کمزور پڑ گیا تھا۔ اِس مشکل کی وجہ سے اُس نے اپنے مخالفین کی حمایت حاصل کرنے کے لئے اپنی سیاست میں تھوڑی تبدیلی کرنے کا فیصلہ کیا۔اِسی وجہ سے،اُس نے اِن تین اہم قریشی بتوں کی عبادت کو جائز قرار دیا۔اِس لئے وہ کچھ عرصہ تک مکہ میں محفوظ رہا جب تک کہ وہ مدینہ بھاگ نہ گیا۔

اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مُحمد اور اُس کے پیروکاروں کی بت پرستی کرنے کی وجہ کیا تھی، لیکن روحانیت میں اِسے "شرک" کہتے ہیں۔

مُحمد سے پہلے کے انبیاء کرام، ابراہام، موسیٰ یا یسُوع اِن میں سے کسی نے بھی بت پرستی کی اجازت نہیں دی۔ لیکن مُحمد اور قُرآن نے ایک مختصر عرصہ کے لیے بت پرستی کو جائز قرار دیا۔

آپ نے دیکھا کہ مُحمد کا اِسلام دوسرے مذاہب سے بہتر نہیں تھا۔کاملیت کا دعویٰ خُدا کی مرضی کے خلاف صرف ایک سیاسی پروپیگنڈا تھا۔

اِسلام سنگین تعلقات کی اجازت دیتا ہے

اِسلام کے کامل دین نہ ہونے کی چوتھی وجہ لوگوں کے ساتھ اِسلام کا سخت رویہ ہے۔ میں نے پہلے ہی اپنی گفتگو میں ذکر کیا ہے کہ اِسلام نے شوہروں کو اپنی بیویوں کو مارنے کی اجازت دی ہے۔ یہ ابراہام، موسیٰ اور یسُوع کے لئے ناقابلِ قبول تھا۔ اپنی بیوی سے محبت رکھنا اور اُس کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک کرنا آپ کے مذہب کو کامل بناتا ہے یا بیوی کو مارنا؟ اس لئے اِسلام ایک کامل دین نہیں ہو سکتا۔

اِسلام نے یہ بھی پابندی لگائی ہے کہ جو کچھ مُحمد نے سکھایا ہے لوگ آنکھیں بند کر کے اُس کی پیروی کریں۔ یہ بھی ابراہام، موسیٰ اور یسُوع کے عقیدے میں ناقابلِ قبول ہے۔

اِسلام بچوں کو یہ بھی سکھاتا ہے کہ وہ اپنے والدین کی سرپرستی کو نہ مانیں اگر اُن کے والدین اِسلام کے پابند نہیں۔ اِس طرح کے رویہ کو کامل نہیں کہا جا سکتا جبکہ یہ اُس خُدا کی مرضی کے خلاف ہے جس نے لوگوں کو انتخاب کی آزادی کے ساتھ پیدا کیا ہے اور وہ بچوں کو والدین کی عزت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اِسلام یہ بھی کہتا ہے کہ

مسلمان باقی سارے مذاہب کو مٹا کر لوگوں کو اِسلام کی پیروی کرنے کے لئے مجبور کریں۔

لٰہذا آپ نے دیکھا کہ اِسلام پہلے مذاہب سے نا صرف بہتر نہیں ہے بلکہ خاندان میں یا دوسروں کے ساتھ تعلقات میں سخت اور ناقص بھی ہے۔

اِسلام نے اپنے آپ کو اعلیٰ اقدار سے الگ کر لیا ہے۔ ضمیر کے مطابق محبت، خوشی، اطمینان، تحمل، مہربانی، نیکی، ایمانداری، حلم اور پرہیزگاری ہی تعلقات کے لئے کامل رویے ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ یہ رویئے لوگوں کو اکٹھا کرتے ہیں تاکہ لوگ، اعلی تر کو تلاش کرنے، باہم امن و امان سے رہنے اور ایک دوسرے کی صحبت سے لطف انداز ہونے کیلئے تخلیقی انداز میں سر گرم رہیں۔

لیکن اِسلام اِن رویوں کے خلاف ہے۔ اِسلامی رویے میں مخالفوں اور غیر مسلموں کے لئے تشدد اور تباہی ہے۔ اِسلام شوہروں کو زیادہ حقوق دیتا ہے اور اُنھیں اپنی بیویوں کو مارنے کی ہدایت کرتا ہے۔ شوہر اور بیوی کے درمیان مخلص محبت کو اِسلام سے خطرہ ہے۔ کیونکہ اِسلام آدمی کو ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اِسلام اعتدال پسند مسلمانوں، غیر مُسلموں اور اُن سب کے لئے خطرہ ہے جو خود کو اِسلامی اقدار کے ساتھ ہم آہنگ نہیں کرتے۔

اِس طرح کے دُرشت رویے کی وجہ سے اِسلام کو کامل نہیں کہاجا سکتا۔

اِسلام میں نجات کی کوئی یقین دہانی نہیں ہے

پانچویں وجہ جس کی بناپر اِسلام کو کامل دین نہیں کہاجا سکتا یہ ہے کہ اس میں نجات کی یقین دہانی نہیں ہے۔ گرچہ نجات کی یقین دہانی خُدا کا سب سے اہم پیغام ہے لیکن اِسلام اس یقین دہانی سے قاصر ہے۔ کوئی مسلمان اپنی حیات مابعدالموت کے بارے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ حتیٰ کہ اِسلام کے خُدانے اپنے محبوب مُحمد کو بھی مستقبل کے بارے میں غیر یقینی میں رکھااور وہ اسی غیر یقینی کے خوف میں مر گیا۔ اِسلام کا خُدااپنے وفاداروں کواُن کی زمینی زندگی میں نجات دینے اور اُن کو کامل خوشی دینے کے قابل نہیں ہے۔

کوئی شخص زندگی میں بے یقینی اوراس کے پیچھے چھپے خوف کو کامل نہیں کہہ سکتا۔ ایک کامل دین کے خُدا کواپنا کام کامل انداز سے کرنا چاہیئے، اسے لوگوں کواُن کی زمینی زندگی میں نجات دینی چاہیئے اورانہیں یقین اور خوشی عطا کرنی چاہیئے۔ کیا یہ مایوس کن نہیں کہ اِسلام کا خُدا مسلمانوں کواِس بات کا تو سوفی صد یقین دِلاتا ہے کہ جو لوگ

شیطان کی پیروی کریں گے وہ جہنم میں جائیں گے لیکن کبھی بھی اپنے پیروکاروں کو اِس بات کاسوفی صد یقین نہیں دِلاتا کہ وہ جنت میں جائیں گے ؟

بائبل کے سب ماننے والے چاہے وہ نبی ہوں یاعام پیروکار سب کواپنی نجات اور جنت یاآسمان پر جانے کایقین ہے۔

نجات کی یقین دہانی کے بغیر اِسلام کس طرح ایک کامل دین ہو سکتا ہے؟ یہ ناممکن ہے۔

لفظ "کامل" ایک خوبصورت اور حوصلہ افزا لفظ ہے۔ لیکن اکثر اِس لفظ کا غلط استعمال کیا جاتا ہے۔ اِسلام اُن مذاہب میں سے ایک ہے جو لفظ کامل کو غیر منطقی طور پر اپنے ساتھ جوڑلیتا ہے۔ اِس دنیا میں بہت سے عقائد اور لوگ خُود کو کامل کہتے ہیں۔ لیکن یہ ہماری شخصی ذمہ داری ہے کہ اُن کے دعوے کو پرکھیں اور جانیں کہ ان کے دعوے سچے ہیں یا نہیں۔ اِس طرح ہم اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو جھوٹ سے بچا سکیں گے۔ منافقت بُری چیز ہے چاہے اِس کا تعلق ہمارے عقیدے، خاندان، آباؤاجداد یا کسی سے بھی ہو۔ ہمیں اِس سے باخبر رہنے اور اِس سے بچنے کی ضرورت ہے۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ شیعہ اور سُنی دونوں فرقوں کے مسلم راہنما 1400 سال سے اِسلام کوایک مکمل دین کہتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن اُن کے اعمال سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعوے میں سچے نہیں ہیں۔ ایک گروہ کے راہنما دوسرے گروہ کے پیروکاروں کو مُلحِد یا کافر کہتے ہیں جس کا مطلب ہے قُرآن کے مطابق اُنھیں صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہیے۔ گزشتہ 1400 سالوں میں، اِن دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کے لاکھوں پیروکاروں کو ہلاک کیا ہے۔ اگراِسلام کامل دین ہے تو وہ اپنے لوگوں کے درمیان رشتوں کوایسی کامل قدریں دینے میں ناکام کیوں رہا ہے جو اُنھیں ایک دوسرے کی خود مختاری پر یقین رکھنے، ایک دوسرے کا احترام کرنے اور مل کر امن کے ساتھ رہنے کا پابند کر سکیں؟ مسئلہ لوگوں کا نہیں ہے۔ مسئلہ اِسلام کی بنیاد میں ہے۔ یہ اِسلام ہی ہے جس نے مختلف سوچ رکھنے والوں کو لوٹنے اور تباہ کرنے کی اجازت دی ہے۔

اگر قُرآن انجیل کی طرح مخالفوں اور دشمنوں سے محبت کرنے کا حکم دیتا تو کوئی مسلمان کسی کی موت کا خواہاں نہ ہوتا۔ افسوس کہ قُرآن انجیل کی طرح نہیں ہے۔ اِسلام کو آخری اور کامل دین کہنے کی کوئی بھی منطقی وجہ نہیں ہے۔

سوچنے کا وقت 10

1. دُنیا میں بہت سے لوگ ہیں جِن کا ماننا ہے کہ صِرف اُن کا عقیدہ ہی سب سے بہتر اور کامل اِنتخاب ہے۔ تاہم، اتنے سارے دعوؤں میں صِرف ایک دعویٰ ہی درُست ہو سکتا ہے۔ ہم اِس ایک سچے دعویٰ کو کیسے تلاش کر سکتے ہیں؟
2. کیا آپ کے پاس ایسے دلائل ہیں جو یہ ثابت کر سکیں کہ اِسلام آخری اور کامل دین نہیں ہے؟ مثالیں دیں۔
3. کیا وجہ ہے کہ مسلم اور غیر مسلم دونوں کو ہی اپنے اپنے عقیدہ کی پیروی کے لیے منطقی دلائل کی ضرورت ہے؟
4. خُدا کو کیسا لگتا ہے جب کوئی کسی جھوٹے دین کو خُدا سے منسوُب کرتا ہے؟
5. اگر آپ یہ جان چکے ہیں کہ مسیح کا راستہ ہی واحد سچا راستہ ہے تو پھر آپ کے لیے یہ مسیح پر ایمان لے آنے کا وقت نہیں ہے کیا؟

یسُوع یا مُحمد — ان میں سے کون آپ کیلئے اچھا راہنما ہو سکتا ہے؟

آپ کے نزدیک اچھے راہنما کا روحانی معیار کیا ہے، اس کا گنہگار ہونا یا بے گناہ ہونا؟ میں نے گزشتہ 20 سالوں میں کئی لوگوں سے اِسی طرح کے سوالات پوچھے ہیں۔ روحانی طور پر کون آپ کی اچھی راہنمائی کر سکتا ہے، ایک بے گناہ یا گنہگار لیڈر؟ کیا ایک اچھی گاڑی ٹھیک چلے گی یا خراب؟ کیا ایک مہربان اور محبت کرنے والے شریک حیات کے ساتھ آپ کی زندگی اچھی ہو گی یا ایک جھگڑالو اور بے رحم کے ساتھ؟

لوگوں نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ ایک اچھا راہنما، اچھا شریک حیات، اچھی کار اور اسی طرح دوسری اچھی چیزیں زندگی کو بہتر بنائیں گی۔ کیوں؟ کیونکہ خُدا نے ہمیں ایسا ہی بنایا ہے کہ ہم اپنے دلوں کی گہرائی میں ہمیشہ اچھی اور کامل چیزوں کی خواہش رکھتے ہیں ۔ہم کبھی بھی بُرے خاندان یا شریک حیات یا گھر یا راہنما یا خراب کار یا کسی اور بُری چیز کی خواہش نہیں کرتے۔ آپ کبھی بھی بُری چیزیں خریدنے بازار نہیں جاتے۔ آپ اچھی چیزوں کے لئے اپنی رقم خرچ کرتے ہیں۔ کامیابی بہتر چیزوں میں ہے۔ کامیاب بین الاقوامی کمپنیاں اپنے بہتر معیار کی وجہ سے کامیاب ہیں۔ گاہکوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور اُن کا بھروسہ قائم رکھنے کے لئے وہ اچھی اور قابل اعتماد مصنوعات تیار کرنے پر بہت پیسے خرچ کرتی ہیں۔

رُوحانی طور پر بھی ایسا ہی ہے۔ چونکہ خُدا اچھا اور کامل ہے، وہ اچھی اور کامل چیزیں چاہتا ہے اور ہم سے توقع رکھتا ہے کہ ہم بھی اُس کی تقلید کریں۔ خُدا چاہتا ہے کہ ہم ایک کامل اور آسمانی راہنما کی پیروی کریں۔ خُدا کبھی کسی گنہگار راہنما کو بے گناہ راہنما پر ترجیح نہیں دیتا۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم بے گناہ راہنما کو اپنے لئے مثال بنائیں۔ حتیٰ کہ آپ کا اپنا قُرآن سورۃ الزُّمر (39) کی آیات 17 اور 18 میں کہتا ہے: ۔۔۔۔۔ میرے بندوں کو بشارت سنا دو۔ جو اچھی بات کو سنتے اور اُس کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ آیات آپ سے کہہ رہی ہیں کہ آپ قُرآن پڑھیں اور یہ دیکھیں کہ بہترین معیار کس کا ہے اور پھر اُس شخص کی پیروی کریں۔

آئیں ہم قُرآن کو دیکھتے ہیں، اگر یسُوع بے گناہ اور مُحمد سے زیادہ روحانی ہے تو آپ کو مُحمد کی بجائے یسُوع کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے۔

قُرآن کہتا ہے کہ یسُوع خُدا کی طرف سے مسَح کیا گیا ہے

سورۃ آل عمرٰان (3) آیت 45 اور سورۃ النِّساء (4) آیت 171 میں لکھا ہے کہ یسُوع ہی مسیح ہے۔ لفظ "مسیح" کا کیا مطلب ہے؟ مسیح کا مطلب ہے "مسح کیا ہوا"۔ وہ جِسے خُدا نے اپنے رُوح سے اپنے کام کے لئے مسَح کیا ہو۔ جب خُدا خود کسی کو مسَح

کرتا ہے تواِس کا مطلب ہے کہ وہ شخص پاک ہے اور گناہ سے مبرُا ہے۔ قُرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ خُدا مُحمد پر ظاہر ہوااور اُسے اپنی خدمت کے لئے مسَح کیا۔

آپ نے دیکھا کہ قُرآن میں یسُوع مسیح کا رُوحانی درجہ مُحمد کے رُوحانی درجہ سے بلند ہے۔ آپ کس کی پیروی کرنا چاہیں گے کیااُس کی جو خُدا کے ساتھ تھااور جِسے خُدا نے خود مسَح کیا یااُس کی جس نے خُدا کو دیکھا ہی نہیں اور نہ ہی اُسے خُدا نے مسَح کیا۔

قُرآن کہتا ہے کہ یسُوع خُدا کا الٰہیٰ کلمہ ہے

چلیں ہم دوبارہ قُرآن میں سے دیکھتے ہیں، سورۃ آل عمرِان (3) آیت 45 اور سورۃ النِّسَاء (4) آیت 171 میں لکھا ہے کہ یسُوع خُدا کا کلمَہ ہے۔ مذہبی فلسفہ میں صرف خُدا کو "کلمَہ" کہا جاتا ہے۔ "کلمہ" خُدا کا فلسفیانہ نام ہے۔ اگر آپ مسلم فلسفیوں سے پوچھیں کہ "خُدا کیا ہے؟" تو اُن کا جواب ہو گا "وہ کلمہ ہے"۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ قُرآن نے یسُوع کو اِسی طرح بیان کیا ہے جِس طرح اِسلامی فلسفے میں خُدا کو بیان کیا گیا ہے۔ دُوسرے الفاظ میں، جب قُرآن کہتا ہے کہ یسُوع خُدا کا کلمہ ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ "اُس میں خُدا کی فِطرت ہے"۔

چلیں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ خُدا لوگوں کے درمیان بطور "کلمہ" کیسے کام کرتا ہے۔ عملی طور پر خدا کلمہ اپنے آپ کو دو طریقوں سے ظاہر کرتا ہے۔ تحریری کلام کے ذریعے اور شخصی مکاشفہ کی صورت میں۔ تحریری شکل میں ظاہر ہونے کا مطلب ہے کہ خدا کلمہ آسمانی کتابوں کے ذریعے اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے۔ "شخصی مکاشفہ" کا مطلب ہے کہ خدا شخصی طور پر خُود کو ظاہر کرتا ہے۔ تحریری کلام کے ذریعے خُدا اپنی خصوصیات بیان کرتا ہے اور ہمارے لئے اپنا منصوبہ ظاہر کرتا ہے تاکہ ہم شخصی طور پر خُدا کے حضور کھڑے ہونے کے لائق بن سکیں۔ لیکن خُدا شخصی مکاشفہ میں اپنا جلال ہم پر شخصی طور پر ظاہر کرتا ہے۔ تاکہ ہمیں اپنی طرف متوجہ کرے اور ہمیں تیار کرے کہ ہم اِس کے تحریری کلام کے مطابق اِسے اپنے دلوں میں آنے کی دعوت دیں۔ دُوسرے اِلفاظ میں ہماری زندگی میں کلام کے فعال ہونے کے لیے خُدا کا اپنے آپ کو ظاہر کرنا اور ہمارے دلوں میں سکونت کرنا ضروری ہے اور اگر خُدا ایسا نہیں کرتا تو اُسکا کلام ہماری زندگیوں کے لیے مفید ثابت نہیں ہو سکتا۔

اِس کی مزید وضاحت کے لئے میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں: آپ کے بچپن میں آپ کے دُنیاوی باپ کی شخصی موجودگی اُس کی ہدایات کو آپ کے لئے قابلِ عمل بناتی تھی۔ اگر آپ کا باپ خُود کو آپ سے چھپالیتا ہے، تو ایک قریبی تعلق کی غیر موجودگی

اُسکی ہدایات کو آپ کے لیے نا قابل عمل بنا دیتی ہے۔ خُدا کے ساتھ آپ کا تعلق بھی ایسا ہی ہے۔ اگر خُدا کا آپ کے ساتھ قریبی تعلق نہ ہو تو اُس سے دُوری اُس کے کلام کو بھی آپ سے دُور کر دے گی۔

چونکہ قُرآن کہتا ہے کہ یسُوع کو خُدا نے شخصی طور پر مسؔح کیا اور قُرآن یسُوع کو خُدا کے شخصی نام سے بھی پُکارتا ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ صرف یسُوع ہی خُدا کے تحریری کلام یا مقدس صحیفوں کو آپ کے دل میں ڈال سکتا ہے اور آپ کو نجات دے سکتا ہے۔ قُرآن میں یہ اعلیٰ آسمانی خطاب صرف یسُوع کو دیا گیا ہے نہ کہ مُحمد کو۔

اس لئے مُحمد خدا کے کلام کو آپ کی زندگی کے لئے مفید نہیں بنا سکتا۔ مُحمد خُدا کا کلمہ نہیں اس لئے وہ آپ کے اور خُدا کے درمیان گہرا تعلق قائم نہیں کر سکتا۔ اسی لئے اُس نے کہا کہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں پُر یقین نہیں اور وہ اپنے پیروکاروں کو بھی یقین دلانے میں ناکام رہا۔ دوسرا یہ کہ یسُوع کی طرح اُس کا خُدا کے ساتھ شخصی تعلق نہیں تھا اِس لئے وہ لوگوں کے سامنے خُدا کو اُس طرح بیان نہیں کر سکا جس طرح یسُوع نے کیا ہے۔

لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ قُرآن کی تعلیمات کے مطابق، یسُوع کو خُدا کے نام سے متعارف کرایا گیا ہے اور مُحمد کے مقابلے میں اُس کا روحانی مقام بہت اونچا ہے۔ اِس لئے آپ کو مُحمد کے بجائے یسُوع کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے۔

قُرآن کہتا ہے کہ یسُوع خُدا کی رُوح ہے

سورۃ النِّسَاء (4) آیت 171، سورۃ مریَم (19) آیت 17 اور سورۃ الأنبیَاء (21) آیت 91 میں لکھا ہے کہ یسُوع خُدا کی رُوح ہے۔

کچھ مسلم علماء غلط کہتے ہیں کہ یہ خُدا کی رُوح نہیں بلکہ خُدا کی طرف سے بھیجی گئی کوئی رُوح یا فرشتہ تھا جِسے مریم نے جنم دیا۔ دراصل یہ قُرآن کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ عربی قُرآن میں تمام جگہوں پر لکھا ہے کہ خُدا نے **اپنی** روح کو مریم کے پاس بھیجا نہ کہ فرشتوں کو یا دوسری رُوحوں میں سے کسی ایک کو۔ خُدا کی رُوح اور خُدا کے فرشتوں یا رُوحوں میں سے کوئی ایک، یہ دو مختلف باتیں ہیں۔ اگر خُدا اپنے فرشتہ کو بھیجنا چاہتا تھا تو وہ واضح طور پر یہ کہتا کہ اُس نے اپنا فرشتہ بھیجا۔ وہ اِس میں ابہام نہ رکھتا۔ لہٰذا جو "خُدا کے فرشتوں میں سے ایک" کے طور پر اِس کا ترجمہ کرتے ہیں وہ اپنے قُرآن کے الفاظ توڑ مڑور کر پیش کر رہے ہیں۔

فرض کریں کہ وہ ایک فرشتہ تھا جو مریم کے پاس آیا اور یسُوع مسیح کے طور پر پیدا ہوا۔ پھر بھی یسُوع مسیح کی روحانی حیثیت مُحمد کی روحانی حیثیت سے زیادہ ہو گی۔ کیونکہ فرشتہ ہمیشہ خُدا کے ساتھ رہتا ہے، اُس کی زندگی ابدی ہے اور غیب کی دنیا کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔ لیکن مُحمد سورۃ الأعراف (7) کی آیت 188 میں کہتا ہے کہ وہ غیب کی دُنیا کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ لہٰذا یسُوع خُدا کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے لیکن مُحمد نہیں۔ ہمیں یہ بھی پتہ ہے کہ مُحمد مر گیا اور اب وہ جنت میں نہیں ہے۔

لہٰذا ہم دیکھ سکتے ہیں کہ "خُدا کے روح" کا ترجمہ فرشتہ کیا جائے یا اِس کا ترجمہ اُس کی عربی شکل میں ہو، دونوں صورتوں میں یسُوع مسیح کی روحانی حیثیت مُحمد کی روحانی حیثیت سے زیادہ ہے۔ لہٰذا آپ کے لئے اُس کی پیروی کرنا بہتر ہو گا جس کا روحانی رتبہ مُحمد سے بڑا ہے۔

قُرآن کہتا ہے کہ یسُوع خالق اور شافی ہے

سورۃ آل عمرٰن (3) کی آیت 49 اور سورۃ المائدۃ (5) کی آیت 110 میں لکھا ہے کہ یسُوع نے پرندے کو تخلیق کیا، مردے کو زندہ کیا اور اندھے کو شفا دی۔

قُرآن کی مطابق یسُوع زندہ ہے اور آسمان پر ہے۔ چونکہ وہ زندہ ہے، اُس کے پاس اب بھی تخلیق کرنے، شفا دینے اور مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت ہے، لیکن مُحمد کے پاس ایسی آسمانی طاقتیں نہیں ہیں۔ سب لوگوں کو ایسے راہنما کی ضرورت ہے جو اُن کو شفا دے اور ابدی زندگی بخشے۔ جس کے پاس ہمیں کچھ بھی دینے کی طاقت نہیں اُس کی نسبت ہمیں ابدی زندگی دینے والے شخص کا زیادہ احترام کرنا چاہیے۔ کیا یہ اچھا نہیں کہ یسُوع آپ کا راہنما ہو اور آپ کو شفا اور ابدی زندگی کا یقین ہو؟ یقیناً یسُوع کی پیروی کرنا ہی آپ کے لئے اچھا ہوگا۔

قُرآن کہتا ہے کہ یسُوع پاک ہے اور وہ بے گناہ ہے

سورۃ مریَم (19) آیت 19 میں لکھا ہے کہ یسُوع مسیح بے گناہ اور پاک ہے۔ قُرآن میں یسُوع کے سِوا کسی کو بھی بے گناہ نہیں کہا گیا۔ قُرآن دوسرے تمام نبیوں اور مُحمد کو گنہگار کہتا ہے۔ کچھ مسلمان ایمان رکھتے ہیں کہ مُحمد بے گناہ ہے۔ ایسا ایمان قُرآن کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

دیکھئے قُرآن مُحمد کے بارے میں کیا کہتا ہے: سورۃ مُحمد (47) کی آیت 19 مُحمد سے کہتی ہے: ۔۔۔۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے

لئے بھی۔ سورۃ الفتح (48) آیت 2 کہتی ہے: اے مُحمد اللہ تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔ سورۃ مؤمن/ غافر (40) کی آیت 55 مُحمد سے کہتی ہے: اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ سورۃ الاعراف (7) کی آیت 188 میں مُحمد کہتا ہے: ۔۔۔۔ اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔

اگر مُحمد بے گناہ شخص ہوتا تو وہ ایسا کبھی نہ کہتا۔ وہ اِس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ اُس کی بُرائی اُس کے گناہ کرنے کا سبب بنی۔ تمام آیات یہ کہہ رہی ہیں کہ مُحمد گنہگار تھا۔ سورۃ لقمان (31) آیت 34 اور سورۃ الاحقاف (46) آیت 9 میں لکھا ہے کہ مُحمد کو اپنی موت کے بعد نجات کا یقین نہیں تھا۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ مُحمد کو اِس بات کا یقین نہیں تھا کہ اُس کے گناہوں کی معافی ہو گئی ہے ورنہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں فکر مند نہ ہوتا۔

آپ نے دیکھا کہ قُرآن مُحمد کو تو گنہگار کہتا ہے۔ لیکن یسُوع کو راستباز، پاک اور بے گناہ کہتا ہے۔ ایک گنہگار شخص پاکیزگی اور راستبازی کے لئے آپ کی راہنمائی نہیں کر سکتا۔ اِس لئے گنہگار مُحمد کی بجائے آپ کو بے گناہ یسُوع کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے۔

قُرآن کہتاہے کہ یسُوع زندہ ہے اور آسمان پر ہے

سورۃ آل عمرِان (3) آیت 55 اور سورۃ النِّسَاء (4) آیت 158 میں لکھا ہے کہ یسُوع کو آسمان پر اُٹھالیا گیا۔ لیکن مُحمد مر گیا اور سورۃ مریَم (19) کی آیات 66 تا 72 کے مطابق وہ جنت میں بھی نہیں ہے۔

خود قُرآن آپ سے کہہ رہا ہے کہ یسُوع زندہ ہے اور آسمان یعنی جنت میں ہے لیکن مُحمد مر گیا اور وہ جنت میں نہیں ہے، وہ عدالت کے لئے روز قیامت کا منتظر ہے۔ اِس لئے ہم سب کو اُس کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے جو زندہ ہے اور جنت میں ہے۔ جنت میں جانے کے لئے صرف وہی ہماری راہنمائی کر سکتا ہے کیونکہ وہ خود جنت میں موجود ہے۔

آپ نے دیکھا کہ قُرآن بھی یہ کہتا ہے کہ یسُوع مُحمد سے بڑا ہے۔ اگر آپ یسُوع مسیح کی انجیل پڑھیں تو آپ حیران ہوں گے کہ یسُوع سب کو پیار کرتا ہے۔ اسلئے یسُوع مسیح کی پیروی کریں۔

سوچنے کا وقت 11

1. بعض مسلمان کہتے ہیں، ٹھیک ہے قُرآن مسیح کو گناہ سے پاک اور مُحمد سے زیادہ روحانی پیش کرتا ہے لیکن خُدا نے زمین پر اپنے کام کی تکمیل کے لیے مُحمد کو چُنا۔ آپ کا کیا خیال ہے ؟ کیا خُدا اپنے کام کی تکمیل کی ذمہ داری کسی بے گناہ کے سپرد کرے گا یا کسی گناہ گار کے ؟

2. فرض کریں کہ خُدا اپنا آخری کام بے گناہ کے بجائے کسی گناہ گار کے سپرد کرتا ہے۔ کیا اِس سے لوگ یہ سوچنے پر مجبور نہیں ہو جاتے کہ خُدا کی ترجیحات میں ہمیشہ پاکیزگی ہی نہیں بلکہ گناہ بھی شامل ہے۔ کیا اِس کا اثر یہ نہیں ہو گا کہ لوگ اپنی مرضی کے راہنما کی پیروی کرنا شروع کر دیں گے کیونکہ خُدا کا تو کوئی کامل معیار ہے نہیں؟

3. منطقی طور پر، کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم ایک بے گناہ روحانی راہنما کو اپنا رول ماڈل بنائیں نا کہ کسی گناہ گار کو؟

4. دُنیا میں انجیل مقدس مسلم زبانوں میں بھی دستیاب ہے۔ آپ کو نہیں لگتا کہ مسلمانوں کو ذاتی طور پر اِسے پڑھنا چاہیئے اور مسیح یسوُع کی خوُبیوں سے متاثر ہونا چاہیے۔

5. مسلمانوں کے لیے دعا کریں کہ ان میں انجیل مقدس کو پڑھنے کا حوصلہ پیدا ہو جائے۔

اِسلامی قیادت ابتری کا شکار ہے

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ضمیر کا حوالہ دیئے بغیر زندگی میں ہر شے ءکے بارے میں سوال جواب کرنا ہمیں غفلت، تعصب یا ہٹ دھرمی کی طرف دھکیل سکتا ہے۔ یہ بات قیادت کے بارے میں بھی سچ ہے۔اِس لئے، اپنی آج کی گفتگو کو شروع کرنے سے پہلے، میں کچھ بیدار کر دینے والے سوالات اُٹھانا اور ان کے جوابات تلاش کرنا چاہوں گا تاکہ ہم کھلے دل و دماغ کے ساتھ اپنی گفتگو کو جاری رکھ سکیں۔

آپ اپنے خاندان یا معاشرے میں کس طرح کی قیادت دیکھنا چاہتے ہیں؟

کیا آپ ایک ایسا حلیم راہنما چاہتے ہیں جو اپنے آپ کو خاندان اور معاشرے کا خادم سمجھتا ہو، مرد اور عورت، اپنے اور پرائے میں امتیازی سلوک نہ کرتا ہو اور تنقید برداشت کر سکتا ہو؟ یا ایک ایسا راہنما جو آمرانہ سوچ کا حامل ہو اور دوسروں کے ساتھ امتیازی برتاو رکھتا ہو، جو تنقید برداشت نہ کر سکتا ہو، جو اپنے مخالفین کے ساتھ ظالمانہ رویہ رکھتا ہو اور اُنہیں تباہ و برباد کرتا ہو؟

اپنے ذاتی تجربات اور مختلف تہذیبوں کے بارے میں کئی سالوں کے مطالعہ اور دُنیا کے مختلف حصوں کا سفر کرنے سے میں نے یہی سیکھا ہے کہ لوگ ایک اچھا اور حلیم

طبع راہنما چاہتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا ضمیر بھی اِس بات کی تصدیق کرے گا۔ کیا آپ ایسا راہنما چاہتے ہیں جو دوسروں کے ساتھ اُن کے عقیدے، قومیت یا نسل سے بالاتر ہو کر اپنے پیروکاروں جیسا ہی سلوک کرے یا ایک ایسا راہنما جس میں دوسروں کے لئے تعصب ہو یہاں تک کہ وہ انہیں تباہ و برباد کر دے جو اُس کی یا اُس کے عقیدے کی پیروی نہ کریں؟ ایک مرتبہ پھر ہمارا ضمیر ہم سے کہتا ہے کہ ایک اچھا راہنما ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہوتا ہے۔

ایک مسلمان راہنما نہ صرف شوہر اور بیوی، مرد اور عورت، اپنے اور پرائے سے امتیازی سلوک کرتا ہے بلکہ جو اُس کی اندھی تقلید نہ کرے اُسے تباہ و برباد کرنے کا اُسے قانونی حق حاصل ہوتا ہے۔ میں آپ کو اُن اِسلامی تعلیمات کے بارے میں بتاتا ہوں جو کسی مسلم راہنما کو دوسروں کے ساتھ اِمتیازی رویہ رکھنے کا قانونی حق فراہم کرتی ہیں۔

خاندان کے اندر امتیازی رویہ

سورۃ البَقَرَۃ (2) آیت 228 اور سورۃ النِّسَاء (4) آیت 34 میں لکھا ہے کہ عورتیں کمتر ہیں۔ سورۃ النِّسَاء (4) کی آیات 11 اور 176 میں لکھا ہے کہ بیٹوں کے مقابلے

میں بیٹیوں کو نصف میراث ملے۔ سورۃ البَقَرۃ (2) آیت 282 میں لکھا ہے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے۔ سورۃ الاَحزَاب (33) آیت 33 میں لکھا ہے کہ عورتیں خاموشی سے گھر پر رہیں اور باہر نہ جائیں۔ سورۃ النّجُم (53) کی آیت 2 ہمیں بتاتی ہے کہ محمد اپنی بیویوں کا مالک ہے۔ سورۃ النِّسَاء (4) کی آیت 34 اور سورۃ صٓ (38) کی آیت 44 ہمیں بتاتی ہے کہ شوہر اپنی بیویوں کو مار سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو لوگ قُرآن کے مکمل پابند ہیں وہ اپنی روزمرہ زندگی میں اِن امتیازی رویوں پر عمل کرتے ہیں۔

خاندان کے ایک مرد راہنما کو اپنے خاندان کے ارکان کو قتل کرنے کا حق ہے

سورۃ التّوبَۃ (9) آیت 123 میں لکھا ہے: اے اہلِ ایمان (مسلمانوں)، اپنے نزدیک کے کافروں کو قتل کرو جو آپ کے قریب ہیں، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو، تاکہ وہ جان سکیں کہ آپ کتنے سخت ہیں۔ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

اِس کا مطلب یہ ہے کہ ایک پرہیزگار مسلمان کو مذہبی حق حاصل ہے کہ وہ اپنے قریب یا دور کے رشتہ داروں سے، دوستوں اور پڑوسیوں سے لڑے حتیٰ کہ انھیں قتل کر دے اگر وہ اِسلام قبول نہ کریں۔ لہٰذا ایک مسلمان راہنما کو اِسلام کی خاطر

اپنے خاندان کے افراد، دوست احباب اور اپنے ہمسایوں کی زندگی تباہ کردینے کا حق حاصل ہے۔

معاشرے کے اندر امتیازی رویہ

ہم نے اُن قُرآنی آیات کا بغور مطالعہ کیا جو خاندان کے اندر اِمتیازی رویے کو جائز قرار دیتی ہیں۔اب ہم معاشرے میں امتیازی سلوک کے متعلق دیکھتے ہیں۔

سورۃالاَحزَاب(33) کی آیت 36 میں لکھاہے: کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔ لہٰذا، قُرآن کے مطابق، ایک مسلم راہنما کو خود مختاری کا حق حاصل ہے اور دوسرے اُس سے کوئی سوال نہیں کر سکتے۔ سورۃالمجادلۃ(58) آیت 20 میں لکھاہے: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ نہایت ذلیل ہوں گے۔

قیادت کے تقابلی مطالعہ میں اِسے یک طرفہ قیادت یا آمریت کہا جاتا ہے جس میں راہنما اپنے پیروکاروں سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اُس کی اندھی تقلید کریں۔

سکرین پر جو سلائڈ آپ دیکھ رہے ہیں وہ مُحمد کی قیادت کا یسُوع کی قیادت کے درمیان موازنہ پیش کرتی ہے۔ یک سَری تیرِ غیر مشمولی طرزِ قیادت کی نشاندہی کرتے ہیں جبکہ دوسَری تیرِ کھُلی طرزِ قیادت کی نشاندہی کرتے ہیں جس میں لوگوں کی شمولیت کو یقینی بنایا جاتا ہے۔آپ دیکھ سکتے ہیں کہ مُحمد کی قیادت میں بات چیت یک طرفہ ہے اور لوگوں کو اپنی رائے دینے کا حق نہیں ہے، لیکن یسُوع کی قیادت میں شراکت ہے اور لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اور اپنے راہنماوں کے سامنے اپنی بات کا اظہار کرنے کی مکمل آزادی ہے۔

آئیں میں آپ کو اِسلامی قیادت میں شدت پسندی کی ایک مثال دیتا ہوں۔ صحیح بُخاری جلد 9 کتاب 89 حدیث 330 میں لکھا ہے کہ مُحمد نے کہا: "میرا ارادہ ہوا کہ میں

لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کے لیے اذان[8] دینے کا، پھر کسی سے کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں پیچھے سے جاؤں اور اُن کے گھروں کو جلادوں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے۔"

اِسلامی قیادت میں سب سے بڑا رتبہ رکھنے والے مُحمد نے اپنی فرض باجماعت نماز کو چھوڑ کر اِس بات کو ترجیح دی کہ اُن کے گھروں کو جلادے جو نماز میں شریک نہیں ہوئے۔ آج کے دور کے مسلمان راہنماوں پر بھی فرض ہے کہ وہ نماز نہ پڑھنے والوں کے خلاف اُسی شدت سے مُحمد کے قائدانہ نمونے کی پیروی کریں۔ اِسلامی قیادت یکطرفہ بات چیت پر مبنی ہے۔

آپ نے دیکھا کہ ایک مسلمان راہنما کی پیروی کرنے کے لئے تو آپ آزاد ہیں لیکن آپ کو اُس پر تنقید کرنے، اُسے چھوڑنے یا اُس کی مخالفت کرنے کی آزادی نہیں ہے۔ اِسلام میں اُن لوگوں کو ذلیل کرنے، اُن پر حملہ کرنے اور اُن کو جان سے مارنے کی اجازت ہے جو اپنے خُدا کیطرف سے دی ہوئی آزادی کا استعمال کرنا چاہتے ہیں اور اپنے راہنماوں کی مخالفت کرتے ہیں یا اُن کی پیروی کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ ایک مسلمان

[8] باجماعت نماز کے لیے مینار سے دی جانے والی صدا

راہنما آزادی کے خلاف ہے۔ جو لوگ ایک مسلمان راہنما پر تنقید کرتے ہیں اُن کی زندگی بہت مصیبت میں ہوتی ہے۔

سورۃ الأنفَال (8) کی آیات 6، 12، 13، 22 اور 31 میں مسلمان راہنما پر تنقید کرنے والوں کو گونگے، بہرے اور جانوروں سے بدتر کہا گیا ہے اور اُن کے سروں اور اُنگلیوں کے پوروں کو کاٹنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قُرآن میں جہنم کے بارے میں 146 حوالہ جات ہیں۔ لیکن صرف 9 حوالہ جات اخلاقی گراوٹ، قتل، چوری، وغیرہ کے متعلق ہیں جبکہ باقی 137 مُحمد پر تنقید کرنے والوں یا اُس کی پیروی نہ کرنے والوں کے لئے ہیں۔ اِسی وجہ سے ایک مسلم راہنما اپنے مخالفوں کی زندگی جہنم بنا سکتا ہے۔

غیر مسلمانوں سے امتیازی رویہ

اِسلامی قیادت میں غیر مسلموں کی زندگی اور بھی بدتر ہوتی ہے۔ سورۃ آل عمرِان (3) آیت 110 میں لکھا ہے کہ مسلمان غیر مسلموں سے بہتر ہیں۔ سورۃ الأعرَاف (7) کی آیات 176 اور 177 اور سورۃ الأنفَال (8) کی آیت 55 میں لکھا ہے کہ جو اِسلام قبول نہیں کرتے وہ لوگ کتے اور جانوروں سے بدتر ہیں۔ سورۃ النِّسَاء (4) کی آیت 89 کہتی ہے: کافروں میں سے کسی کو دوست نہ بنانا جب تک کہ وہ اپنے گھر

چھوڑ کر بھاگ نہ جائیں۔ اُن میں سے کسی کو دوست نہ بنانا اگر وہ واپس مڑ جائیں بلکہ اُن کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔ سورۃ الفَتْح (48) آیت 29 میں لکھا ہے کہ مُحمد اللہ کا رسول ہے اور جو اُس کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے ساتھ سختی سے پیش آئیں لیکن آپس میں رحمدل رہیں۔ لہذا غیر مسلمان کبھی بھی مسلم راہنما کے ہاتھوں محفوظ نہیں رہ سکتے۔

ایک مسلمان راہنما کو دوسری قوموں کے لئے مشکلات پیدا کرنے کی ہدایات دی گئی ہیں

سورۃ آل عمرِان (3) کی آیت 85 میں لکھا ہے: اِسلام کے سوا کوئی مذہب قبول نہیں کیا جائے گا۔ سورۃ الاُحزَاب (33) کی آیت 27 میں لکھا ہے: اللہ نے مسلمانوں کو غیر مسلموں کی زمین، مکانات اور دولت کا وارث بنا دیا ہے۔ حتٰی کہ اُس زمین کا بھی جس میں مسلمانوں نے کبھی پاؤں بھی نہیں رکھا تھا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ سورۃ الاُنفَال (8) کی آیت 39 میں لکھا ہے: غیر مسلموں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ کوئی کافر باقی نہ رہے اور سب صرف اللہ کے دین میں شامل ہو جائیں۔

آپ دیکھتے ہیں کہ ایک مسلم لیڈر کو اِسلام میں شرعی حق حاصل ہے کہ وہ دنیا کے خلاف جنگ کرے۔ لہٰذا ایک پکے مسلمان لیڈر کو اِسلام میں یہ حق حاصل ہے کہ وہ

نہ صرف اپنے خاندان، عوام اور دنیا کی آزادی کا لحاظ نہ کرے بلکہ دوسروں پر زبردستی اپنا عقیدہ تھوپے۔

دُنیا میں موجود قیادت کے تمام طریقوں کے مقابلہ میں اِسلامی قیادت کا طریقہ کار سب سے زیادہ غیر ذمہ درانہ اور پسماندہ ہے۔اِسلامی قیادت غیر ذمہ دار اور پسماندہ کیوں ہے؟ کیونکہ ذمہ داری رشتوں میں انتخاب کرنے کی آزادی کیلئے باہمی احترام کا تقاضہ کرتی ہے۔لیکن جیسا کہ ہم نے قُرآن کی آیات میں پڑھا ہے کہ مُحمد کے فیصلے کے بعد کسی کو انتخاب کی آزادی نہیں ہے۔

اِسلام میں قیادت کے لیے کسی راہنما کی قابلیت کا پیمانہ اُسکی سیرت نہیں بلکہ اُسکی طاقت ہے

ابو داود کی حدیث نمبر 2527 کتاب 14 میں لکھاِ ہے مُحمد نے کہا: ہر مسلمان راہنما کی قیادت میں جہاد ہر مسلمان پر فرض ہے، چاہے وہ راہنما نیک ہو یا نہ ہو۔ ہر مسلمان کے لئے اپنے راہنما کے پیچھے نماز پڑھنا واجب ہے چاہے وہ راہنما نیک ہو یا نہ ہو خواہ اُس نے گناہِ کبیرہ ہی کیے ہوں۔ آپ یہاں دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح لوگوں کو گنہگار راہنما کی پیروی نہ کرنے کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔

یہ کوئی اعلیٰ معیار کی قیادت نہیں ہے بلکہ اقتدار کی بھوکی قیادت ہے جو لوگوں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ بغیر کوئی سوال کئے پیروی کریں۔ لہٰذا کسی راہنما کو اِسلام میں قیادت کے قابل بنانے والی چیز طاقت ہے نا کہ معیار۔

اقتدار کی بھوک کی وجہ سے ایک راہنما لوگوں کی فیصلہ کرنے اور اپنی زندگی کو اپنے ڈھنگ سے جینے کی صلاحیت کو نظر انداز کرتا ہے۔ طاقت کی بھوک کسی راہنما کو یہ سمجھنے سے قاصر کر دیتی ہے کہ لوگ اپنے حالات کو صرف عقل اور ادراک سے ہی بہتر کر سکتے ہیں۔ اقتدار کے بھوکے راہنما کو یہ نظر نہیں آتا کہ خود اُس کو بھی اپنی ترقی اور بہتری کے لئے دوسروں کی رائے اور تجربے کی ضرورت ہے۔ طاقت کا بھوکا راہنما یہ سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے کہ اُسے اُس معاشرے کے سامنے جوابدہ ہونا چاہیے جس نے اُسے اِس مقام پر پہنچایا ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ایک راہنما میں اقتدار کی بھوک معاشرے میں نہ صرف مخلص تعلقات قائم کرنے کی خواہش کو برباد کرے گی بلکہ معاشرے میں بدگمانی اور خوف کا باعث بنے گی۔ خوف اپنے خیالات کو دوسروں کے ساتھ بانٹنے کا دروازہ بھی بند کر دے گا۔ لوگ ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کر سکیں گے اور اِس طرح نئی ایجادات اور ترقی کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اِسی وجہ سے اُن اِسلامی ممالک میں نئی ایجادات یا ترقی کا کوئی کام نہیں ہو رہا جنھیں کٹر مسلمان

راہنما چلا رہے ہیں۔ تخلیقی صلاحیت کی کمی بھی خوشحالی اور راحت کے دروازے بند کر دے گی۔

ایک مسلمان راہنما صرف اپنی اطاعت کروانا چاہتا ہے

عربی میں لفظ "اِسلام" کا مطلب ہے اطاعت۔ چاہے اِسلام آپ کو پسند ہو یا نہ ہو لیکن زندگی کے ہر پہلو میں روحانی، سماجی یا سیاسی طور پر آپ کے پاس اطاعت کے سِوا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو آپ کو کافر قرار دے دیا جائے گا اور پھر ضروری ہے کہ آپ سے شرعی قانون کے مطابق نمٹا جائے، یعنی کہ آپ کو برابری کے حقوق سے محروم کر دیا جائے، ایذا رسانی کی جائے یا پھر آپ کی زندگی کو ختم کر دیا جائے۔

مسیحیت میں قیادت محبت، شفقت اور ہم آہنگی پر استوار ہے

یسُوع مسیح میں قیادت ہر طرح سے اِسلامی قیادت سے مختلف ہے۔ مسیح میں قیادت کا مطلب دوستوں کی اور دوسروں کی، بلکہ سب لوگوں کی موجودگی کو عزیز رکھنا ہے۔ مسیح نے بتایا کہ خُدا کی نظر میں اپنے اور پرائے سب برابر ہیں (مطالعہ کریں: متی

5:43-48؛ گلتیوں 3:28؛ خرُوج 23:9؛22:21)۔ یسُوع مسیح میں قیادت کی بڑی ترجیحات محبت اور رحم دلی ہیں (مطالعہ کریں: 1یُوحنا4:19)۔

مسیحیت میں قیادت کا مطلب دوسروں کو مغلوب کرنا نہیں بلکہ یہ ایک بہتر اور کامیاب زندگی کا دروازہ ہے جس میں سب کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور محبت، نرم دلی اور ہم آہنگی سے دوسروں کے ساتھ مل کر کام کریں۔ مسیحی قیادت اپنوں اور غیروں میں بلکہ سب میں معاشرے کا کارآمد حصہ بننے کے لئے اعتماد پیدا کرتی ہے۔ مسیحی قیادت میں ہر ایک کی شمولیت ہوتی ہے اور ہر کوئی اپنے راہنما کو اپنی رائے دے سکتا ہے، خواہ وہ رائے راہنما کی حمایت میں ہو یا اُس کی مخالفت میں۔ (2 تیمُتھیُس 2:24-25؛ اِستِثنا 18:22؛ یسعیاہ 1:18) کیونکہ اِس کا مقصد دشمنی نہیں بلکہ کامیابی کے اہم عوامل کو تلاش کرنا ہے۔

مسیحیت میں قیادت ایک خدمت گزاری ہے

انجیل آمریت (مُطلَق العِنانِیّت) کے خلاف ہے لیکن اعتدال پسندی اور آزادی کی حمایت کرتی ہے۔ یسُوع نے کہا: جو تم میں بڑا بننا چاہے وہ تُمھارا خادِم بنے۔۔۔ اِبنِ آدم اِس لئے نہیں آیا کہ خِدمت لے بلکہ اِس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان

بُہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے(متی20:25-28)۔یسُوع نے یہ بھی کہا: پس جب مُجھ خُداوند اور اُستاد نے تمہارے پاوں دھوئے تو تم پر بھی فرض ہے کہ ایک دُوسرے کے پاوں دھویا کرو(یُوحنا13:14)۔

مسیحیت میں قیادت کا مطلب سب کے ساتھ امن قائم کرنا ہے

جیسا کہ میں نے مسلسل ذکر کیا ہے، انجیل میں لکھا ہے: نہ کوئی یہودی رہا نہ یُونانی، نہ کوئی غلام نہ آزاد، نہ کوئی مرد نہ عورت کیونکہ تم سب مسیح یسُوع میں ایک ہو(گلتیوں 28:3)۔ انجیل میں یہ بھی لکھا ہے: سب کے ساتھ میل ملاپ رکھنے کی پوری کوشش کرو(عبرانیوں 14:12)؛ مُناسب نہیں کہ خُداوند کا بندہ جھگڑا کرے بلکہ سب کے ساتھ نرمی کرے اور تعلیم دینے کے لائق اور بُردبار ہو۔ اور مخالفوں کی حلیمی سے تربیت کرے۔ شاید خُدا اُنہیں توبہ کی توفیق بخشے تاکہ وہ حق کو پہچانیں(2 تیمُتھیُس2:24-25)؛ جو محبت نہیں رکھتا وہ خُدا کو نہیں جانتا کیونکہ خُدا محبت ہے (1یُوحنا8:4)۔ یسُوع مسیح میں قیادت کی یہی خصوصیات ہیں۔

اپنے دل کی گہرائی میں آپ کس راہنما کی پیروی کرنا چاہتے ہیں؟

ایک اِسلامی راہنما کی جس کی ترجیح اندھی اطاعت ہے اور اگر آپ اُس کی اطاعت نہیں کریں گے تو آپ سب کچھ کھو دیں گے۔ یا ایک مسیحی راہنما کی، جِسے آپ کا خادم بننے کے لئے کہا گیا ہے اور لوگوں کو کسی بھی طرح کے ڈر کے بغیر اُس کے حق میں یا اُس کے خلاف، اپنی رائے دینے کی آزادی ہے۔ مسیح یسُوع ہر لحاظ سے بے مثال ہے، قیادت میں بھی۔ اسکی قیادت کی پیروی کیجئے۔

سوچنے کا وقت 12

1. قیادت سمیت زندگی کی دوسری قدروں کو شکل دینے میں لوگوں کے عقائد کتنا طاقتور کردار ادا کرتے ہیں؟
2. بہترین قائد کی خُوبیاں کیا ہیں؟
3. کیا آپ اپنے خاندان کے لیے اچھے راہنما بننا چاہتے ہیں؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا قائد اچھا ہو؟
4. کسی ایسا عقیدہ کو تلاش کرنا کیوں ضروری ہے جو قیادت کا بہترین نمونہ اور قائدانہ قدریں پیش کرے؟

5. ایک عاجز راہنما کے فوائد کیا ہیں؟

6. آپ کو مسیح یسُوع میں قیادت کا بہترین نمونہ ملتا ہے یا نہیں؟ کیوں؟

7. اگر مسیح یسُوع قیادت کا سب سے اُتم نمونہ ہیں تو اُن کی پیروی کرنا کس قدر ضروری ہے؟ ایسا کرنا آپ کے اپنے خاندان اور دوسروں کے ساتھ آپکے تعلقات کو کس طرح متاثر کرے گا؟

اِسلام کی شریعت یا مسیح کی محبت— بہتر نمونہ کونسا ہے؟

اِس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں ہر عقیدہ اپنے پیروکاروں کی زندگیوں اور اُن کے آپس میں تعلقات اور اس معاشرے میں قانون کے انتظام پر اثرانداز ہوتا ہے۔ اِسلام نے بھی مسلمانوں کی زندگیوں ،انکے آپسی تعلقات اور اِسلامی معاشرے میں قوانین کے اصولوں کو اِسلامی شریعت کے ذریعے متاثر کیا ہے اور اِسلامی شریعت کی بنیاد قُرآن، مُحمد کی زندگی اور اُس کے جانشینوں کے بیانات پر مبنی ہے۔

شریعت ہر مسلمان کیلئے زندگی گزارنے کے طریقہ کا تعین کرتی ہے۔ یہ مسلمانوں کو حکم دیتی ہے کہ مُحمد کی طرح کی قیادت قوموں پر حکمرانی کرے اور اُنہیں ہر لحاظ سے اِسلامی بنائے۔ مسلمان والد یا شوہر کی ذمہ داری ہے کہ خاندان میں شریعت کے قوانین نافذ کرے۔ ریاستی اور عالمی سطح پر حکومت شرعی قوانین نافذ کرنے کی ذمہ دار ہے۔ یہ قوانین خوراک، کثرتِ ازدواج، شادی کی عمر، نافرمانی، تنقید، سزائیں دینے، شراب نوشی، زناکاری، غیر مسلموں سے سلوک اور جہاد وغیرہ کے بارے میں ہیں۔

شریعت کا بنیادی مقصد ہر چیز اور ہر شخص کو اِسلامی بنانا ہے

شریعہ کا مقصد مشروط ہے۔ اگر آپ اِسلام کی پیروی نہیں کرتے تو آپ محفوظ نہیں ہیں۔ لیکن یسُوع مسیح کے راستے پر چلنے کا بنیادی مقصد غیر مشروط محبت ہے۔ یہ غیر مشروط محبت یسُوع مسیح کے پیروکاروں کی زندگیوں اور تعلقات کے قوانین پر اِس طرح اثر انداز ہوتی ہے کہ اُن کو امن اور صلح سے دُوسروں کے ساتھ رہنے کے لئے تیار کرے۔

مسیح کی انجیل کی کتاب 1 کرُنتھیوں باب 13 آیت 1 اور 2 میں لکھا ہے: اگر میں آدمیوں اور فرشتوں کی زُبانیں بولوں اور محبت نہ رکھوں تو میں ٹھنٹھناتا پیتل یا جھنجھناتی جھانجھ ہوں۔ اور اگر مجھے نبوت ملے اور سب بھیدوں اور کل عِلم کی واقفیت ہو اور میرا ایمان یہاں تک کامل ہو کہ پہاڑوں کو ہٹادُوں اور محبت نہ رکھوں تو میں کچھ بھی نہیں۔

عزیز دوستو، مسلم راہنماؤں نے اِس عذر کے ساتھ اِس حیرت انگیز محبت اور رحم کی کتاب کو رد کر دیا ہے کہ اِس میں مُحمد کا نام موجود نہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ سچے خُدا کی محبت تمام نبیوں کے ناموں سے افضل ہے۔

میں مسیح کی انجیل کے مقابل اِسلام کی شریعت سے کچھ مثالیں دینا چاہتا ہوں۔اِس کے بعد آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ مُحمد کا نام انجیل میں کیوں نہیں ہے۔

اِسلام کی شریعت یا مسیح کی انجیل، دونوں میں کون خاندان کو زیادہ احترام بخشتی ہے؟

خُدا کے لئے خاندان ایک اہم اکائی ہے کیونکہ اُس نے اِس دنیا کا آغاز ایک خاندان سے کیا جو حوا اور آدم پر مشتمل تھا۔آئیں دیکھتے ہیں کہ اِسلامی شریعت اور مسیح کی انجیل میں سے کون سی تعلیم خاندان کو بہتر عزت دیتی ہے۔اِسلام کی شریعت میں شوہر اپنی بیویوں سے افضل ہے اور اُنہیں مار سکتا ہے۔ سورۃ البَقَرَة (2) آیت 228 میں لکھا ہے کہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔اِس مردانہ فضیلت کی وجہ سے سورۃ النِّسَاء (4) آیت 34 اور سورۃ صٓ (38) آیت 44 میں مردوں کو اِس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ اُنھیں اپنی بیویوں کو مارنے کا حق حاصل ہے۔ سورۃ النساء (4) آیات 15 تا 16 میں یہاں تک لکھا ہے کہ مردوں کو اپنی بیویوں کی غیر اخلاقی حرکت کی وجہ سے اُنھیں کمرے میں بند کر کے جان سے مار دینے کا حق حاصل ہے۔ لیکن مردوں کے لئے اُسی قسم کی غیر اخلاقی حرکت کی سزا محض چند کوڑے ہے۔

قُرآن میں مردوں کو بیویوں پر فضیلت کیوں دی گئی ہے اور اُنھیں بیویوں کو مارنے حتیٰ کہ جان سے مارنے کا اختیار کیوں دیا گیا ہے؟ قُرآن اِس کی یہ وجوہات پیش کرتا ہے: سورۃ النِّسَاء (4) آیت 34 میں یوں لکھا ہے کہ اللہ نے مردوں کو زیادہ طاقت دی ہے تاکہ وہ عورتوں کو اپنی فرمانبرداری کے لئے مجبور کر سکیں (یوسف علی)۔ قُرآن کے مختلف تراجم میں سورۃ الاَحزَاب (33) آیت 23 کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں، آدمی پاک ہیں کیونکہ جو عہد اُنہوں نے خُدا سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا۔ دوسرے الفاظ میں عورتیں خُدا کے ساتھ اپنے عہد پر قائم نہیں رہ سکتیں اور اُنھیں اپنی اصلاح کے لئے ہمیشہ مردوں کی ضرورت رہتی ہے۔

مردوں کو عورتوں سے زیادہ حقوق کیوں حاصل ہیں؟ اِس کے لئے اِسلام کے نبی مُحمد نے بھی اپنی وجوہات بیان کی ہیں۔ اُس نے صحیح بخاری کی حدیث نمبر 301، کتاب 6 اور جلد 1 میں کہا ہے کہ عورتوں میں عقل کی کمی ہے۔

آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا آپ واقعی ایسا سوچتے ہیں کہ مرد عورتوں کے مقابلے میں خُدا کے ساتھ اپنا عہد زیادہ بہتر طریقے سے پورا کر سکتے ہیں؟ کیا اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ "اپنی والدہ اور بہنوں پر بھروسہ نہ کرو"؟

قُرآن کے مطابق، ایک لڑکے کا وراثت میں حصہ بہن یا ماں کی نسبت دوگنا ہوتا ہے اِسی طرح دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کی ماں یا بہن آپ کو کسی بات سے مطلع کرتی ہے، تو آپ کو اُس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے جب تک کہ کوئی دوسری عورت بھی اُس بات کی گواہی نہ دے۔ لیکن اگر آپ کا والد یا بھائی یا کوئی آدمی کسی بات کی گواہی دے تو اُس پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔ ایسے معاشرے کا تصور کریں جہاں صرف مردوں پر بھروسہ کیا جا سکتا ہو عورتوں پر نہیں!

مشہور اِسلامی علماء نے کہا ہے کہ خواتین ٹیڑھی ہوتی ہیں

صحیح بخاری کی حدیث نمبر 113 جلد 7 میں لکھا ہے کہ عورت کو آدمی کی پسلی سے بنایا گیا ہے اِس لئے وہ ٹیڑھی ہے۔ یہ ٹیڑھا پن پیدائشی اور لاعلاج ہے۔ صحیح مسلم حدیث نمبر 3467 کتاب 8 میں لکھا ہے کہ عورت کو پسلی سے تخلیق کیا گیا ہے اور وہ تمھارے لیے کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی۔ اَگر تم اُس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو اُس کے ٹیڑھے پن کے ساتھ ہی اُس سے فائدہ اُٹھاو، اور اگر تم اُسے سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو اُسے توڑ دوگے اور توڑنے کا مطلب ہے طلاق دینا۔ سنن أبي داؤد حدیث نمبر 2155 کتاب 11 میں لکھا ہے کہ محمد نے کہا: اگر تم میں سے کوئی کسی

عورت سے نکاح کرے یا اُسے بطور غلام خریدے تو وہ یہ کہے: "اے اللہ، میں تجھ سے اِس کی بھلائی مانگتا ہوں۔ جو فطرت تو نے اِسے دی ہے اور اِس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"۔۔۔

بصحیح بخاری حدیث نمبر 219 کتاب 88 جلد 9 میں لکھا ہے: جب محمدؐ نے یہ خبر سُنی کہ فارس کے لوگوں نے خسرو بادشاہ کی بیٹی کو اپنی ملکہ (حکمران) بنا لیا ہے تو اُس نے کہا، "وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو پائے گی جس کی حکومت ایک عورت کے ہاتھ میں ہو۔" چونکہ محمدؐ اور قُرآن نے عورت کو ایک بُری مخلوق کے طور پر پیش کیا ہے، آیئے اَب دیکھتے ہیں کہ تفسیرات عورت کے بارے میں کیا کہتی ہیں۔

سورۃ الرُّوم (30) کی آیت 21 میں لکھا ہے کہ عورتوں کو آدمیوں کے لئے پیدا کیا گیا۔ سُنی فلاسفر فخر الدین رازی (1149ع) نے اِس آیت پر تبصرہ کرتے ہوئے تفسیر کی کتاب التفسیر الکبیر میں کہا ہے: "عورت کو آدمی کے لئے پیدا کیا گیا" اِس بات کا ثبوت ہے کہ عورت ایک جانور ہے۔ ایک شیعہ فلاسفر ھادی سبزواری (1797) نے تفسیر کی کتاب صدر المتالھین میں لکھا ہے: عورتیں حقیقت میں بے زبان جانوروں میں شامل ہیں۔ اُن میں حیوانوں کی فطرت ہے۔

یہ بہت افسوسناک بات ہے کہ ایسے لوگوں کو فلاسفر کہا جاتا تھا اور اُس دور کی حکومتوں نے اُنھیں بڑی عزت دی۔

مسیح کی انجیل لڑکیوں اور عورتوں کے بارے میں ایسی دل شکن باتیں نہیں کہتی ہے۔

انجیل کے خُدا کی نظر میں شوہر اور بیوی دونوں برابر ہیں

انجیل میں گلتیوں باب 3 آیت 28 میں لکھا ہے کہ خُدا کی نظر میں شوہر اور بیوی دونوں کی قدر برابر ہے۔ اِفسیوں باب 5 آیت 25 اور 28 میں لکھا ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھے۔ کُلسیوں باب 3 آیت 19 میں لکھا ہے: اَے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبت رکھو اور اُن سے تلخ مزاجی نہ کرو۔ 1 پطرس باب 3 آیت 7 میں لکھا ہے کہ بیویاں اپنے شوہروں کے ساتھ خُدا کی نعمتوں کی وارث ہیں۔ شوہر کی دُعا قبول نہیں ہوگی اگر وہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرے اور اُسے عزت نہ دے۔

یہ اِسلام اور مسیحیت میں عورتوں کے ساتھ سلوک کا موزانہ ہے۔ آپ کے خیال میں کسے کامل مذہب کہنا چاہیے؟

آئیں اَب ہم اِسلامی شریعت میں خاندان کے چونکا دینے والے برتاو پر نظر ڈالتے ہیں۔

اِسلامی شریعت بچوں کو اپنے سرپرستوں کی نافرمانی کے لئے کہتی ہے

سورۃ التّوبَۃ (9) آیت 23 میں لکھا ہے کہ مسلمان بچے اپنے باپ یا بھائی کی سرپرستی قبول نہ کریں اَگر وہ اِسلام کی اِقدار سے زیادہ کسی اور اِقدار کو ترجیح دیں۔

آپ جانتے ہیں کہ ایک خاندان کے بالغ بچوں کو سرپرستی کی ضرورت نہیں ہوتی، لیکن نابالغوں کو ہوتی ہے۔ یہاں اِس آیت میں قُرآن نابالغ بچوں سے کہہ رہا ہے کہ وہ اپنے سرپرستوں کی نافرمانی کریں اَگر وہ اچھے مسلمان نہیں ہیں۔ کیا آپ اِس بات سے خوش ہوں گے کہ کوئی آپ کے بچوں کو اپنے باپ یا سرپرست کی بے عزتی کرنے کے لئے کہے۔ قُرآن تو یہی کرتا ہے۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں، جانوروں اور اُن کے بچوں کے درمیان بھی ایک محبت بھرا رشتہ ہوتا ہے، جیسا کہ والدین اور اُن کے بچوں کے درمیان ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک بہت ہی گنہگار شخص بھی اپنے بچوں سے محبت رکھتا ہے۔ کیونکہ خُدا نے ہمیں ایک دوسرے سے محبت رکھنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ محبت کا رشتہ خُدا کی طرف سے ہے۔ سچے خُدا نے کبھی بھی بچوں کو اپنے والدین کو نظرانداز کرنے کی تعلیم نہیں دی ہے۔

آپ نے دیکھا کہ کس طرح اِسلامی شریعت خُدا کی طرف سے عطا کردہ محبت کے خلاف ہے۔ اگر اِسلامی شریعت کا اپنے مسلمان خاندان کے افراد کے ساتھ ایسا بے رحم برتاؤ ہے تو ذرا سوچیں کہ اِس کا غیر مسلموں کے ساتھ سلوک کیسا ہو گا؟ آئیں دیکھتے ہیں کہ غیر مسلموں کے بارے میں اِسلامی شریعت کی کیا ہدایات ہیں۔

اِسلامی شریعت غیر مسلموں کو انسان نہیں سمجھتی

قُرآن غیر مسلموں کو ناپاک کہتا ہے۔اِسی وجہ سے غیر مسلم جو سعودی عرب میں کام کرتے ہیں ،مکہ سے 24 کلو میٹر دور رکھے جاتے ہیں۔ پھر اسی لئے بعض مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ ہاتھ ملانے کے بعد اپنے ہاتھ دھوتے ہیں۔ یا اگر وہ غیر مسلموں کو کھانا اور پانی پیش کریں، تو وہ اِسلامی طریقے سے اپنی پلیٹیں اور گلاس دھوتے ہیں۔ مجھے بچپن سے سکھایا گیا تھا، کہ اگر ہم کسی غیر مسلم سے چھو جائیں تو ہمیں پاک ہونے کے لئے اِسلامی طریقہ سے اپنے آپ کو دھونے کی ضرورت ہے۔

قُرآن بھی غیر مسلموں کو حیوان، کتے، سور، بندر اور گدھے کہتا ہے۔ دُوسروں کو جانور کہنا نہ صرف خُدا کے بلکہ انسانیت اور ابراہام کے خلاف بھی غداری ہے کیونکہ یہودی اور عرب ابراہام کو اپنا باپ کہتے ہیں۔ محمد اور یہودی دونوں ابرہام کی اولاد ہیں۔

خُدا ابراہام سے، جسے وہ پیار کرتا ہے، کیسے کہہ سکتا ہے کہ اُس کی اولاد جانور ہیں ؟ مُحمد اپنے دادا ابراہام سے یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ اِضحاق سے پیدا ہونے والے تمہارے پوتے پوتیاں تو جانور ہیں اور صرف اِسمٰعیل سے پیدا ہونے والے انسان ہیں؟ کیا یہ دادا ابرہام کی توہین نہیں ہے جو اپنے تمام پوتے پوتیوں سے محبت کرتا ہے ؟ یہودیوں کو جانور کہنے کا مطلب ہے کہ آپ دادا سے کہہ رہے ہیں کہ اُس نے جانور پیدا کیے ہیں۔

اِسلامی شریعت غیر مسلموں کے قتل کو جائز قرار دینے کے لئے اُنھیں جانور کہتی ہے

سورۃ الأنفال (8) آیت 39 میں لکھا ہے: غیر مسلموں کو قتل کرو یہاں تک کہ پوری دُنیا میں کفر باقی نہ رہے اور تمام لوگ صرف اللہ کے دین کی تابع ہو جائیں۔ کچھ اِسلامی ممالک میں غیر مسلموں کے خلاف دہشتگردی کے پیچھے یہی محرک ہے۔ قُرآن غیر مسلموں کو کافر کہتا ہے اور یہ کہ اگر وہ اِسلام کی پیروی نہ کریں تو اُنھیں نفرت، مذاق، دھوکہ دہی، مخالفت، غلامی اور تشدد کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے اور وہ جان سے مارے جا سکتے ہیں۔

مسیح کی انجیل میں اِس طرح کے رویے اور عمل کو مکمل طور پر رد کیا گیا ہے۔ محبت، شفقت اور رحم کرنے والا خُدا اپنے پیروکاروں کو دوسروں کو اُن کے عقائد کی خاطر تکلیف دینے کا نہیں کہتا۔ دوستو، یسُوع مسیح کی انجیل میں ایک بھی آیت ایسی نہیں جو

نفرت یا قتل کرنے کی حوصلہ افزائی کرے۔آپ کو ایسی کوئی بھی آیت نہیں ملے گی۔ کیوں؟اِس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ خُدا اپنی مخلوق کی زندگی کو بہت زیادہ عزیز رکھتا ہے ۔دوسری وجہ،چونکہ لوگوں کو تخلیق ہم نے نہیں کیا لہذا اُن کی زندگیوں پر بھی ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اِسلامی شریعت کی نفرت اور عداوت کے ساتھ خاندان یا برادری میں اَمن قائم کرنا ممکن نہیں ہے، لیکن یہ مسیح کی محبت اور رحم کے ساتھ ممکن ہے۔ لہٰذا اِسلام کی شریعت نہیں بلکہ مسیح کی محبت انسانی تعلقات کے لئے بہترین نموُنہ ہے۔

سوچنے کا وقت 13

1. کیا ہم شدت پسندی، امتیازی رویہ اور تشدد سے اپنے خاندانوں کیساتھ اور دوسرے لوگوں سے دیرپا تعلقات قائم کر سکتے ہیں؟
2. شریعہ کو ماننا اور اپنے جیون ساتھی کے ساتھ سخت رویہ کو اپنانا، ہمارے بچوں پر کس طرح سے اثرانداز ہو سکتا ہے؟
3. کیا تشدد اور سختی سے کسی شخص کو خُدا یا کسی نبی کا سچا پیروکار بنایا جا سکتا ہے؟
4. کیا خُدا لوگوں کو قائل کرنے کے لیے قوت کا استعمال کر سکتا ہے جبکہ وہ تمام حکمت کا سرچشمہ ہے اور لوگوں کو دلیل سے قائل کرنے کے قابل ہے؟

5. لوگوں کو انتخاب کی آزادی دینے کے بجائے کیا خُدا قوت کے بل بوتے پر لوگوں کو اپنا پیروکار بناتا ہے؟
6. مسیح کی محبت شریعہ کے اصولوں سے کیوں سبقت لے جاتی ہے؟
7. کیا آپ مسیح کی محبت کو دوسروں سے بانٹنے کی ذمہ داری کو اپنے اندر محسوس کرتے ہیں؟

اِنسانیت کو دوستوں کی ضرورت ہے دُشمنوں کی نہیں

کیا آپ مجھ سے متفق ہیں؟ اگر آپ متفق ہیں تو ہمیں یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ کیسے اور کن طریقوں سے ہم دیرپا دوست بنا سکتے ہیں۔

جسطرح دشمنوں کا ہونا ہمارے لیے خوشی کی بات نہیں اسی طرح یہ دوسروں کے لئے بھی خوش آیئند نہیں کہ ہم اُنکے دُشمن بن جائیں۔ یہ بلکل واضح ہے کہ ہم غصے، نفرت، عداوت، دھوکے، جھوٹ یا کسی بھی دوسرے غیر اخلاقی طریقے سے حقیقی دوست نہیں بنا سکتے۔ غیر اخلاقی طریقے دوسروں کے حقوق کے خلاف جنگ ہیں۔ دوسروں کے حقوق کی خلاف ورزی کر کے ہم ان کے ساتھ دوستی قائم نہیں کر سکتے۔ دوستی احترام، مہربانی، قربانی، معافی اور صبر و تحمل کا تقاضہ کرتی ہے۔

یہ سب اَصول اِس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ ہمیں کسی بھی ایسے شخص یا عقیدے سے دور رہنا چاہیے جو ہم سے مختلف سوچ رکھنے والوں کے خلاف ہمیں نفرت، غصہ، تشدد یا غیر اِخلاقی باتیں سکھائے۔ ہمیں ایسے اشخاص اور عقائد سے دور رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ نہ صرف ہمارے معاشرے میں بلکہ ہمارے خاندانوں میں بھی دوستی کو برباد کر دیتے ہیں۔

دوسروں سے نفرت کرنا محض دوسروں سے ہی نفرت کرنا نہیں ہے

جب آپ اپنے دل میں نفرت کا بیج بوتے ہیں تو صرف دل میں ہی نہیں بلکہ اس بیج کو آپ اپنے خاندان میں بھی بو رہے ہوتے ہیں۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ اِسلام کے پیغمبر نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ دوسرے مذاہب اور اُن کے پیروکاروں سے نفرت کریں۔ اِس نفرت نے اُن کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ عرب کے تمام غیر مسلموں کو مسلمان ہونے کے لئے مجبور کریں اور جو اِسلام قبول نہ کریں اُن کو قتل کر دیں۔ سعودی عرب کے تمام لوگوں کو مسلمان بنادیا گیا اور اُن کی نفرت کے لئے کوئی بھی غیر مسلم باقی نہ بچا۔ کیا اُن کی نفرت ختم ہو گئی؟ نہیں۔ بلکہ نفرت کا بیج جو ابتدا میں غیر مسلموں کے خلاف مسلمانوں کے دلوں میں بویا گیا تھا، اُس سے اُن کے بچوں میں نفرت کا پھل پیدا ہوا۔ جس کے نتیجہ میں مُحمد کا خاندان تقسیم ہو گیا اور نہ صرف اُن کے درمیان بلکہ مستقبل کی مسلمان نسلوں کے درمیان دشمنی پیدا ہو گئی۔ اِس نفرت نے سنی اور شیعہ تفرقوں کو جنم دیا جو اِسلام کے ظہور سے لیکر تقریباً 1400 سالوں سے ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں۔

کیا یہ عجیب نہیں؟ آپ سوچتے ہیں کہ دوسروں کے خلاف اپنے دل میں نفرت کا بیج بونے سے آپ صرف دوسروں کو نقصان پہنچائیں گے، لیکن ایسا نہیں ہے، اِس سے

آپ کو اور آپ کے خاندان کو بھی نقصان پہنچے گا۔ نفرت دوسروں کو دُشمن بنا دیتی ہے اور نفرت کرنے والا بھی اُس نفرت کے زہر سے نہیں بچ پاتا۔ اِسی لئے یسُوع مسیح نے انجیل میں کہا ہے کہ اپنے دُشمنوں سے نفرت نہ کرو بلکہ اُن سے محبت رکھو اور اُن کے لئے دُعا کرو۔

بد قسمتی سے، اِسلام مسلمانوں میں تعلقات کی ہر سطح پر نفرت اور تشدد کے لئے دروازہ کو فراخی سے کھولتا ہے اور اسی وجہ سے اِسلام مخلص محبت اور احترام کے لئے خطرہ بن جاتا ہے۔

بیوی کو پیٹنا، خاندان میں ہر کسی پر بُرے اثرات مرتب کرتا ہے

جَب ایک مسلمان **قُرآن** کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنے بچوں کی ماں کو پیٹتا ہے، تو اُس ماں کے بچے اپنے باپ کی جارحیت سے محبت اور احترام کرنے کی بجائے نفرت اور غصہ کرنا سیکھیں گے۔ اِس غصے اور جارحیت سے بچوں کا آپس میں اور دوسروں کے ساتھ رویہ غیر دوستانہ ہو جائے گا۔

اگر قُرآن خاندانوں کو سچی محبت کرنا سکھاتا تو شوہر اور بیوی کے درمیان یہ سچی محبت کسی ایک کو دوسرے سے افضل نہ بناتی بلکہ اُنھیں ایک جسم بناتی تاکہ وہ مختلف ہونے

کے باوجود بھی ایک دوسرے سے اپنے جسم کی طرح محبت رکھتے۔ ہاتھ، پاؤں، آنکھیں، جسم کے تمام اعضاء ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن جسم کے لیے اُن سب کی اہمیت برابر ہے۔ ایک متحد اور صحتمند جسم کی تشکیل کیلئے وہ سب مل کر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور ہم آہنگی سے کام کرتے ہیں۔ ایک خاندان کے ارکان کو بھی جسم کے اعضاء کی طرح ہونا چاہئے۔ اگر شوہر اپنی بیوی کو پیٹتا ہو تو اُس کا خاندان ایک صحت منداور محبت بھرا خاندان نہیں ہو سکتا۔ اِس لئے جب تک آپ بہترین خاندانی اقدار اپنا کر اُن پر عمل نہیں کرتے آپ ایک پیار بھرا، ہمدرد اور کامیاب خاندان قائم کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو خوش اِخلاق، احترام کرنے والا، مہربان اور اپنی بیوی کو معاف کرنے والا شوہر ہونا چاہیے کیونکہ آپ کی بیوی آپ کے ساتھ خاندان کو چلانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ صرف یسُوع مسیح ہی آپ کو بہترین خاندانی اِقدار دے کر اِس طرح کا اتحاد قائم کر سکتا ہے۔ یسُوع مسیح کی انجیل کے مطابق شادی ایک شوہر اور ایک بیوی کے درمیان ایسے اتحاد کا ایک نمونہ ہے جس سے اُن کی آسمانی قدر و قیمت کا پتہ چلتا ہے۔ مسیحیت میں شادی شوہر کو بیوی سے افضل نہیں بناتی بلکہ اُس کو خدا کی طرح محبت کرنے والا اور ہمدرد بناتی ہے تاکہ وہ اپنی بیوی سے اپنے جسم کی مانند محبت رکھے۔

ہم نے ایک ابتدائی قسط میں دیکھا تھا کہ مشہور مسلم علماء نے خاندان میں خواتین کو بے وقعت اور جانوروں کے مساوی قرار دیا ہے۔ اگر قُرآن نے انھیں اپنی بیویوں کو مارنے کا نہ کہا ہوتا تو وہ اپنی بدسلوکی کو جائز قرار دے کر اپنی بیویوں کو جانور نہ کہتے۔

آپ کے خاندان میں آپ کو دوستوں کی ضرورت ہے نا کہ دشمنوں کی۔ اپنی بیوی سے برتر ہو کر یا اسے پیِٹ کر آپ اُسے اپنا دوست نہیں بنا سکتے۔ اس وجہ سے آپ کو قُرآن چھوڑ کر یسُوع مسیح کی انجیل کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے۔

کثیر الازواجی نااتفاقی اور عداوت کا سبب ہے

ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کو قانونی طور پر جائز قرار دینے کی وجہ سے بھی قُرآن خاندان میں تفریق اور عداوت کا سبب بنتا ہے۔ جب قُرآن کے حکم کے مطابق آپ کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں گی تو یہ کثیر زنی آپ کے خاندان کے افراد میں بدنظمی اور حسد پیدا کرے گی۔

ایک مسلمان کی حیثیت سے آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ، "ہاں، کثیر زنی اُس وقت بدنظمی پیدا کرتی ہے جب شوہر اِس قابل نہ ہو کہ اپنی بیویوں کے درمیان انصاف قائم کر سکے۔ اگر شوہر انصاف پسند ہے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں۔" کیا واقعی ایسا ہے؟ مسلمانوں

کا خیال ہے کہ مُحمد میں اپنے خاندان کے اندر انصاف قائم کرنے کی پوری صلاحیت تھی۔ اگر ایسا تھا تو پھر اُس کے اور اُس کی بیویوں کے مابین ہم آہنگی کیوں نہ تھی؟

آیئے میں قُرآن میں سے آپ کو ایک مثال پیش کرتا ہوں: سورۃ التّحرِیم (66) مُحمد اور اُس کی بیویوں کے مابین موجود اختلاف کے بارے میں بتاتی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ اِسلام میں سب سے زیادہ عادل آدمی بھی کثیر زنی کے باعث خوشگوار اور محبت بھری زندگی بسر کرنے سے قاصر تھا۔

تخلیق کے آغاز سے ہی خُدا جانتا تھا کہ کثیر الازواجی محبت اور دوستی پیدا نہیں کرے گی۔ ورنہ اُس نے آدم کے لئے بہت سی حَوا پیدا کی ہوتیں۔ لیکن اُس نے آدم کے لئے ایک بیوی تخلیق کی اور حَوا کے لئے ایک شوہر تخلیق کیا۔ میں خود بھی ایک کثیر الازواجی خاندان سے ہوں اور میں نے بہت سے دوسرے کثیر الازواجی خاندانوں کا بھی مشاہدہ کیا ہے جن کی پریشانیاں یک زوجہ مسلمان خاندان سے کہیں زیادہ ہوتی ہیں۔ ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی بد نظمی اور عداوت پیدا کرتی ہے۔ یہ نہ صرف بیویوں کے درمیان بلکہ خاندانی رشتوں میں بھی مسائل پیدا کرتی ہے۔

ہمیں اپنا تعلق یسُوع مسیح کی انجیل کے ساتھ جوڑنے کی ضرورت ہے جو خاندان میں ہم آہنگی، محبت اور دوستی پیدا کرتی ہے جب ایک شوہر اور ایک بیوی ایک دوسرے کے ساتھ متفق ہوتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو پورے دل سے محبت کرتے ہیں۔

بچوں کو اُنکے سرپرستوں کی تذلیل کرنے کی تعلیم دینا دوستی کیلیئے زہر ہے

قُرآن خاندان اور معاشرے میں کئی طریقوں سے دُشمنی کو جنم دیتا ہے۔ قُرآن بچوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ اپنے والدوں کے نافرمان بنیں اور اُنکے والد ہونے کی حیثیت کی توہین کریں۔ بچوں کا ایسا رویہ اور اِس رویہ کی حوصلہ افزائی مثبت اقدار نہیں ہیں۔ بچوں کو اپنے والدین کا احترام کرنے کی ضرورت ہے۔

سورۃ التّوبَۃ (9) آیت 23 میں قُرآن کہتا ہے کہ اگر تمھارا باپ اِسلام کا پابند نہیں ہے تو اُس کا احترام نہ کرو۔ قُرآن کا یہ حکم ایک صحت مند خاندان کی تعمیر نہیں کر سکتا ۔آپ کا باپ آپ کے احترام کا مستحق ہے۔ اُس نے دن رات سخت محنت کر کے آپ کی پرورش کی تاکہ آپ بھی بڑھے ہو کر ماں یا باپ بن سکیں۔ آپ اپنے بچوں سے اپنے ساتھ مہربان رویے کی توقع کیسے کر سکتے ہیں جب کہ آپ نے اپنے والد کو صرف اِس لئے رَد کر دیا ہو کہ وہ آپ کے عقیدے کا پابند نہیں ہے اور وہ آپ کی مانند نہیں

سوچتا یا آپ کے طریقے کو نہیں مانتا ہے؟ دوسرا یہ کہ آپ دوسروں سے دوستانہ رویہ کی توقع کیسے کر سکتے ہیں جبکہ اپنے والد کے ساتھ آپ کی عداوت ہے جو کہ دوسروں سے زیادہ آپ کے قریب ہے؟

یہاں میں ایک اور سوال اٹھاتا ہوں۔ کیا آپ کے والد کو خُدا نے انتخاب کی آزادی کے ساتھ تخلیق نہیں کیا کہ وہ اپنی مرضی سے کسی بھی عقیدے کا انتخاب کر سکے؟ آپ کو اپنے والد کی تحقیر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اُس کا احترام کریں چاہے وہ کسی بھی عقیدے کو مانتا ہو۔ بائبل کے خدا کے نزدیک ماں یا باپ ہونے کی حالت بہت اہم ہے۔ خدا بائبل میں باپ اور ماں کی مثال استعمال کرتا ہے اور ہمیں بتاتا ہے کہ وہ ہم سے ماں یا باپ کی طرح پیار کرتا ہے۔ سچا خُدا آپ سے کبھی بھی اپنے باپ کی بے عزتی کرنے اور اُس کا دُشمن بننے کے لئے نہیں کہتا۔

آپ کو اپنے خاندان میں دوستوں کی ضرورت ہے، دشمنوں کی نہیں۔ اِس لئے آپ کو قُرآن کی اِس ہدایت کے برعکس اپنے خاندان کے افراد کی آزادی کا احترام کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنی مرضی سے کوئی بھی عقیدہ اختیار کر سکیں۔ خُدا نے سب کو انتخاب کی آزادی دی ہے۔ اگر آپ دوسروں کی آزادی کی قدر نہ کرتے ہوئے اپنے خیالات یا عقائد اُن پر مسلط کریں گے، تو دراصل آپ کا یہ عمل خُدا کے خلاف ہو گا۔

دوسروں کو انکے عقائد کی وجہ سے قتل کرنا دوستی کے دروازے بند کرتا ہے

علاوہ ازیں جب آپ قُرآن کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے غیر مسلم رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو مارتے ہیں تو اِس کا مطلب ہے کہ آپ دوستی کا دروازہ بند کرکے اُسے نفرت، انتقام اور دشمنی کی طرف کھول رہے ہیں۔ ایسی نفرت کبھی ختم نہیں ہوتی۔ دوسروں کے ساتھ آپ کی دشمنی تب تک ختم نہیں ہوتی، جب تک آپ اور آپ کے اہل خانہ اِسلام کو چھوڑ کر ایک پیار کرنے والے عقیدے کی پیروی کرتے ہوئے اپنے پڑوسیوں سے اپنی مانند محبت نہیں رکھتے اور اُن کا احترام نہیں کرتے۔ بصورت دیگر، آپ کا غیر دوستانہ سلوک پڑوسیوں پر منفی اثر ڈالے گا اور پُر خلوص دوستی اور ہمدردی کا دروازہ بند کردے گا۔

اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر جاننا دوستی کی راہ میں رکاوٹ ہے

قُرآن یہ بھی سیکھاتا ہے کہ آپ دوسروں سے بہتر ہیں۔اِس تعلیم سے آپ اپنی زندگی میں کبھی بھی مخلص دوست نہیں بنا سکتے۔ قُرآن سورۃ آل عمرِان (3) آیت 110 میں کہتا ہے کہ مسلمان غیر مسلموں سے بہتر ہیں۔

آپ ایک یہودی، مسیحی یا دوسروں سے کیسے بہتر ہو سکتے ہیں، اگر آپ بھی اُن جیسے گنہگار ہیں؟ ایک گنہگار دوسرے گنہگاروں سے کیسے بہتر ہو سکتا ہے؟ خُدا کی نظر میں سب گنہگار برابر ہیں۔ دوسری طرف حقیقی دوستی انکساری، مہربانی اور مساوات کا تقاضا کرتی ہے جبکہ قُرآن ان اقدار کو نظرانداز کرتا ہے۔ اس لئے اگر آپ اِسلام کی پیروی کریں گے تو دوستی میں حلیمی اور فروتنی کے خلاف آپ ہمیشہ لڑتے رہیں گے۔

آپ کو ایک اور وجہ بتا کر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ اِسلام نرم مزاجی کا دراوزہ بند کرنے کی وجہ سے دوستی کا دروازہ بھی بند کر دیتا ہے۔

موسیقی اور حلیم دل

اِسلام حکم دیتا ہے کہ آپ موسیقی سے لطف اندوز نہ ہوں بلکہ اُس کی مخالفت کریں۔ موسیقی خُدا کی طرف سے ہے۔ موسیقی نرم و ملائم احساس دِلا کر دلوں میں نرمی پیدا کرتی ہے۔ سازوں اور آوازوں میں ہم آہنگی خوبصورت اور محبت بھرے انداز میں احساسات اور جذبات کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ عام طور پر موسیقی دوستی کو مضبوط کرتی ہے۔ موسیقی غمزدہ دل کی دوا ہے۔ لیکن اِسلام اِس کے خلاف ہے۔ بائبل میں

موسیقی کو مسَح کیا گیا ہے تاکہ لوگ اپنی نجات اور خُدا کے ساتھ اپنے تعلق کی خوُشی منا سکیں۔[9]

آپ نے اِس پیغام میں اِسلام کے بارے میں جتنی بھی باتیں سُنی ہیں اُن سب کا تعلق آمرانہ رویہ سے ہے۔اِس طرح کا رویہ صرف آمریت کو تقویت دینے کے لئے ہے جو اَمن، محبت اور دوستی کے دروازے بند کر دیتی ہے۔اگر آپ امن اور ہم آہنگی سے زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو اِسلام میں رہتے ہوئے یہ آپ کے لئے مشکل ہو گا۔آپ کو یسُوع اور اُس کی انجیل کی ضرورت ہے۔

سوچنے کا وقت 14

1. ناراضگی، نفرت، تشدد، دھوکہ، جھوٹ اور دوسرے غیر اِخلاقی رویوں سے ہم سچے دوست کیوں نہیں بنا سکتے؟
2. ہمیں دوسروں سے نفرت کرنے سے بچنے کی کیوں ضرورت ہے؟

---

[9] خُدا کے حضور جو ہماری قُوت ہے بُلند آواز سے گاؤ۔یعقوُب کے خُدا کے حضور خُوشی کا نعرہ مارو۔نغمہ چھیڑو اور دُف لاؤ اور دِل نواز ستار اور بربط۔نئے چاند اور پورے چاند کے وقت ہماری عید کے دِن نرسنگاہ پھوُنکو۔کیونکہ یہ اِسرائیل کے لیے آئین اور یعقوُب کے خُدا کا حکم ہے۔(زبوُر 81 باب 1-4 آیت)

3. بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اِسلام امن کا دین ہے لیکن کیا اِس دعویٰ کو حقائق سے ثابت کیا جا سکتا ہے؟

4. کیا یہ اچھا نہیں کہ ہم نفرت اور عداوت کے بجائے اپنی زندگیوں کو محبت اور رحمدلی میں لگائیں؟

5. ہمیں مسیح یسُوع کی پیروی کرنے کی کیوں ضرورت ہے؟

یسُوع مسیح کی انجیل میں باہمی تعلقات کے لئے کامل ہدایات موجود ہیں

یہ ہدایات دل، ذہن اور ضمیر کو مخاطب کرتی ہیں۔ یہ تینوں مل کر اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ انہیں دوسری اقدار پر فوقیت حاصل ہے۔ اِس گفتگو کے وسیلے سے میرا مقصد یسُوع مسیح کی تعلیم کو آپ کے دل و دماغ اور ضمیر تک پہنچانا ہے تا کہ آپ جان سکیں کہ یہ تعلیم کتنی انوکھی، فائدہ منداور زندگی بدلنے والی ہے۔

انسانی زندگی میں باہمی تعلقات بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر کوئی عقیدہ لوگوں میں اتحاد اور ہم آہنگی پیدا نہیں کر سکتا تو ایسے عقیدے کے ساتھ زندگی گزارنا بہت نقصان دہ ہے۔ ہمارے عقائد ہماری شناخت اور تعلقات میں ہمارے رویوں کی تشکیل کرتے ہیں۔ اِس لئے ہمیں یہ انتخاب کرنے کی ضرورت ہے کہ کس عقیدے کی پیروی کریں اور کس کی نہیں۔ ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے عقیدے کا دوسرے عقائد کے ساتھ موازنہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارا عقیدہ دوسروں سے بہتر ہے یا ہمیں اس کو تبدیل کر کے اِس سے بہتر عقیدہ اپنانے کی ضرورت ہے۔

محبت اور شفقت: باہمی تعلقات میں انجیل کی ترجیحات

میں پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں کہ انجیل کے راہنما اصول کامل ہیں۔ کیونکہ انجیل کا ماننا ہے کہ صحت مند تعلقات استوار کرنے میں محبت اور رحم دلی کلیدی عوامل ہیں۔

کوئی بھی دوسرا عقیدہ تعلقات میں محبت اور رحم دلی کی بنیادی حیثیت کو ایسے تسلیم نہیں کرتا جس طرح یسُوع مسیح نے تعلیم دی ہے۔

وہ تمام عقائد جن کا تعلق ارتقائی نظریہ سے ہے، نظریاتی طور پر یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ رحم دلی اور ظلم میں فرق ہے۔ کیوں؟ کیونکہ اُن کے مطابق سب کچھ حادثاتی طور پر رونما ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ انسان کے ہاتھوں میں نہیں ہے کہ وہ اپنے تعلقات میں محبت اور رحم دلی کو سب سے زیادہ اہمیت دے۔ یہ عقائد فطری قوتوں کے آگے انتخاب کی آزادی کو قربان کر کے لوگوں کو بے اختیار بناتے ہیں۔ اس لئے تعلقات میں تفتیش، جانچ اور تخلیقی فیصلہ سازی ناممکن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلقات حادثاتی طور پر نہیں بنتے ہیں، بلکہ اُن الفاظ کے ذریعہ بنتے ہیں جو ہم بولتے ہیں اور اُن رویوں سے تشکیل پاتے ہیں جنہیں ہم اختیار کرتے ہیں۔

نیو ایج، سیکولر ہیو من ازم، ہندو مت، بدھ مت اور دوسرے عقائد میں ہر فرد کو خُدا کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ محبت اور رحم دلی خُود غرضی کے باس بن جاتے ہیں اور صرف اِنفرادی مقاصد کو ہی پروستے ہیں۔

فرض کریں کہ کسی خاندان میں شوہر کی محبت اور شفقت بیوی کے لئے بے معنی ہو جاتی ہیں، اسی طرح بیوی کی محبت اور شفقت سے خاوند کوئی سروکار نہیں رکھتا یا پھر بچوں کی محبت اور شفقت سے والدین بے تعلق ہو جاتے ہیں کیونکہ ہر کسی کو سکھایا گیا ہے کہ وہ خدا بنے اور اپنی الگ تھلگ اخلاقی قدروں کی پیروی کرے! کوئی بھی شخص یا معاشرہ ایسی انفرادی اخلاقیات رکھ کر انتشار کو جنم دیتا ہے۔ یہ میاں، بیوی، بچے یا کسی راہنما کا انفرادیت پرست ماڈل نہیں جو ایک پُرامن خاندان یا معاشرہ کی تشکیل کرتا ہے بلکہ پُرامن خاندان یا معاشرے کی تشکیل کے لئے ایک ایسے کامل ماڈل کی ضرورت ہے جس کی اِقدار کا معیار کسی بھی دوسرے ماڈل سے بالاتر ہو۔

اِسلام میں بھی محبت اور شفقت مسلمان راہنما کے اختیار کے تابع ہیں۔ اِسی لئے اِسلام میں محبت اور شفقت نہیں بلکہ حکمران کا فیصلہ اور طاقت حکمرانی کرتے ہیں۔ نتیجتاً اِسلام میں کوئی بھی شخص حتٰی کہ مُحمد بھی محبت اور شفقت کا بہترین نمونہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اقتدار اور طاقت محبت اور شفقت کو مشروط بنا دیتے ہیں۔

یسُوع: محبت اور شفقت کا کامل نمونہ

خاندان کے افراد اور دوسروں کیساتھ تعلقات کے لئے محبت اور شفقت کا بہترین نمونہ صرف یسُوع ہو سکتا ہے۔ کیوں؟ پہلے مجھے کچھ سوالات اٹھانے دیں اور پھر میں آپ کو اِس کی وجوہات بتاتا ہوں۔

آپ کے خیال میں محبت اور شفقت کے بہترین نمونے کا رویہ کیسا ہونا چاہئے؟ ایسے ماڈل کی مناسب تعریف کیا ہے؟

یہ کامل نمونہ لازمی طور پر ایک شخص ہونا چاہئے جو عملی طور پر محبت اور شفقت کی بھلائی کو دوستوں اور مخالفوں پر، سب پر ظاہر کرتا ہو۔ دوستوں پر اِس لئے کیونکہ سچی دوستی محبت اور شفقت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ مخالفین پر اِس لئے، کہ وہ لمحہ بھر کو رُک کر سوچیں اور جانیں کہ مخالفت کا مطلب دوسرے کو نیچا دکھانا نہیں بلکہ باامن تعلقات کو بحال کرنے کیلئے پرامن انداز میں بہتر طریقہ کی پیشکش کرنا ہے۔ یسُوع مسیح کی انجیل کے سِوا کوئی بھی مذہب اور فلسفہ دنیا کے سامنے ایسا ماڈل پیش نہیں کرتا ہے اور یہ ماڈل خُود یسُوع مسیح ہے۔

یسُوع مسیح کی انجیل میں لکھاہے کہ خُدا محبت ہے۔اگر خُدا محبت نہ ہوتا تواُس کا پیغام اور پیغامبر بھی محبت سے بھرے ہوئے نہ ہوتے۔ لہٰذا، دوسروں کے ساتھ محبت کا رشتہ رکھنے کے لئے پہلا قدم یہ ہے کہ ہم سچے خُدا کو تلاش کریں جو محبت کا منبع ہے اور اپنی زندگی کو اُس کی بنیاد پر قائم کریں۔ ہماری زندگی کا محبت کے منبع کے ساتھ گہرا تعلق ہونا چاہیے۔اِس طرح سے ہمارے رشتوں میں کبھی بھی محبت اور شفقت کی کمی نہیں آئے گی اور ہم دوسروں سے نفرت کرنے کے لئے بہانے نہیں بنائیں گے۔

ایک سچے پیغمبر اور اسکے عقیدے کو محبت اور شفقت پر قائم ہونا چاہئے

یسُوع مسیح نے انجیل (متی 22:37-40) میں کہاہے کہ تمام شریعت اور انبیاء پر لازم ہے کہ دو باتوں پر بھروسہ رکھیں ۔ پہلی یہ کہ خُداوند اپنے خُدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور ساری عقل سے محبت رکھ۔ دوسری یہ کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔اِس کا مطلب ہے کہ سچے نبی اور سچی شریعت کی بنیاد محبت اور شفقت پر ہونی چاہیے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو نہ ہی نبی اور نہ اُس کا مذہب اور شریعت محبت کرنے والے خُدا کی طرف سے ہیں۔ لہٰذا، اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ آپ دوسروں کے ساتھ دیر پا امن یا دوستی قائم کرنے میں کتنی دلچسپی رکھتے ہیں،

کسی بھی دوسرے نبی یا ماڈل کی پیروی کرنے سے یہ ممکن نہیں ہو گا جب تک کہ آپ محبت اور شفقت کے بہترین ماڈل، یسُوع کی پیروی نہیں کریں گے۔

اگر آپ ایک غصیلے اور آمر راہنما یا نبی کی پیروی کرتے ہیں تو خاندان اور دوسروں کے ساتھ آپ کے تعلقات میں اُس راہنما کے رویے آپ کا معیار ہوں گے۔ لیکن اگر آپ یسُوع کی پیروی کرتے ہیں تو یسُوع کی غیر مشروط محبت اور شفقت دوسروں کے ساتھ تعلقات میں آپ کا معیار ہو گی۔ تعلقات کے بارے میں قُرآن اور انجیل کی تعلیم میں بہت زیادہ فرق ہے۔ قُرآن میں محبت اور شفقت کی کمی ہے جو دیرپا دوستی کے لئے ضروری ہیں۔ مسیح اِس دنیا میں ہمیں محبت سیکھانے اور ہمارے دلوں کو نفرت، لعنت، عداوت اور جنگ سے پاک کرنے کے لئے آیا تھا، لیکن مُحمد کی زندگی کے آخری دس سال اِن سب چیزوں سے بھرے ہوئے تھے۔ کیا نفرت، لعنت، عداوت اور جنگ دیرپا دوستی کو جنم دے سکتے ہیں؟ بلکل نہیں۔ تصور کریں کہ اگر خُدا آپ کے گناہوں کی وجہ سے آپ سے نفرت کرتا، آپ پر لعنت بھیجتا اور ہمیشہ آپ سے عداوت رکھتا تو کیا آپ کے پاس اُس کا دوست بننے اور اُس کے پاس واپس جانے کی کوئی اُمید ہوتی؟ نہیں۔ لوگ خدا کے دوست اُس کی محبت اور شفقت کی وجہ سے بنتے ہیں نا کہ اُس کی دشمنی کی وجہ سے۔ ابراہام خُدا کا دوست بن گیا کیونکہ خُدا کا رویہ

ڈرانے والا نہیں بلکہ دوستانہ اور شفیق تھا۔ ہمارے تعلقات کے لئے بھی یہی سچ ہے۔ اگر ہم مہربان، محبت کرنے والے اور مددگار ہوں تو لوگ ہم سے دوستی رکھتے ہیں اور اگر ہم اُن پر لعنت بھیجیں یا اُن سے عداوت رکھیں تو کوئی بھی ہمارا مخلص دوست نہیں بنتا۔ اسی لیے انجیل میں 1 یوحنا 4:11-12 میں لکھا ہے: اَے عزیزو! جب خُدا نے ہم سے ایسی محبت کی تو ہم پر بھی ایک دوسرے سے محبت رکھنا فرض ہے۔۔۔۔۔ اگر ہم ایک دُوسرے سے محبت رکھتے ہیں تو خُدا ہم میں رہتا ہے اور اُس کی محبت ہمارے دل میں کامل ہو گئی ہے۔

انجیل کہتی ہے کہ آپ محبت کے خُدا کو اپنے دل میں آنے کی دعوت دیں تاکہ آپ کی محبت کامل ہو جائے اور پھر اس کامل محبت کے ذریعہ آپ اپنے دشمنوں کو بھی تبدیل کر سکیں۔ کیونکہ جس طرح کوئی بھی کامل چیز توجہ حاصل کرتی ہے، اُسی طرح کامل محبت بھی اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔ محبت کی وجہ سے آپ کا خاندان ایک پیار کرنے والا خاندان ہو گا اور پھر آپ اور آپ کا پیار کرنے والا خاندان اپنے آس پاس کے لوگوں اور معاشرے کے لئے روشنی کے مینار کی مانند ہوں گے۔ آپ کی محبت آپ کے مخالفین کو بھی حیران کر سکتی ہے اور ممکن ہے کہ وہ آپ کے نقش قدم پر چلیں اور

دشمنی سے آزاد ہو جائیں۔اِسی لئے آپ کو اپنے گھریلو اور معاشرتی تعلقات کے لئے یسُوع مسیح کی پیروی کرنے اور اُس کی انجیل کو اپنے سر کا تاج بنانے کی ضرورت ہے۔

سوچنے کا وقت 15

1. اگر نیو ایج،اِسلام اور اِرتقائی نظریات کے مطابق مان لیا جائے کہ محبت اور رحمدلی داخلی ہیں نہ کہ خارجی جیسا کہ مسیح کی تعلیم میں ہے تو ایسا مان لینے سے کونسی مشکل کھڑی ہو سکتی ہے؟
2. آپ کے مطابق محبت اور رحمدلی کے کامل ماڈل کی خُوبیاں کیا ہونی چاہیئں؟
3. اگر ہم ایک ناراض اور آمر راہنما یا نبی کی پیروی کرتے ہیں تو لوگوں کے ساتھ ہمارا نسبتی اسلوب کیسا ہو گا؟
4. لوگوں کے ساتھ امن و امان سے رہنے اور اپنے آپ کو محبت اور رحمدلی میں قائم کرنے کے لیے ہمیں سچے خُدا کو تلاش کرنے کی کیوں ضرورت ہے؟
5. محبت اور رحمدلی ہمارے خاندان، معاشرے اور دنیا میں کس قسم کی تبدیلیاں لا سکتی ہیں؟
6. کیا مسیح کو اُسکی کامل محبت اور رحمدلی کے لیے عزت دینا صحیح ہے؟

قُرآن پیغمبرِ اِسلام کو بائبل پر ایمان رکھنے کا حکم دیتا ہے

کیا آپ اس بات کو مانتے ہیں؟ میں یہی بات بتانے جارہا ہوں اور آپ اِس سے حیران ہو جائیں گے۔

سخت گیر مسلمانوں کی طرف سے بہت زیادہ پروپیگنڈا کیا جارہا ہے کہ تورات اور انجیل تبدیل کردی گیئں ہیں۔ کیا یہ سچ ہے؟ اِس سے پہلے میں نے ایک مضمون میں ذکر کیا تھا کہ کس طرح قُرآن کی آیات ہی یہ بتاتی ہیں کہ قُرآن کو تبدیل کیا گیا تھا۔ کیا توریت اور انجیل میں بھی تبدیلی کی گئی تھی؟

مسلمان جو کہتے ہیں کہ توریت اور انجیل کو تبدیل کیا گیا تھا وہ ابھی تک کوئی منتقلی دلیل نہیں لاسکے جو ثابت کرسکے کہ یہ تبدیلی کب لائی گئی تھی، کیا یہ تبدیلی مُحمد کے زمانہ میں لائی گئی یا اس کے پہلے یا بعد کے زمانہ میں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ اپنے دعویٰ کے لیئے کوئی منطقی دلیل کیوں نہیں لاسکے؟ کیونکہ وہ جو بھی کہیں گے وہ قُرآن کی تعلیم کے خلاف ہو گا۔

توریت اور انجیل کو مُحمد کے زمانے سے پہلے تبدیل نہیں کیا گیا

کیونکہ سورۃ یُونس (10) کی آیت 94 مُحمد سے کہتی ہے: اگر تمہیں قُرآن کے بارے میں کچھ شک ہو تو تم مسیحیوں اور یہودیوں سے پوچھ لو جو تم سے پہلے کی اُتری ہوئی کتابیں پڑھتے ہیں۔ سورۃ آل عمران (3) آیت 3 اور سورۃ المائدۃ (5) کی آیات 46 سے 48 میں بھی لکھا ہے کہ انجیل اور توریت لوگوں کے لئے روشنی اور ہدایت ہیں۔

قُرآن کے مطابق ہم دیکھتے ہیں کہ مُحمد نے اپنے ہی قُرآن کی صداقت پر شک کیا لیکن اس کے خُدا نے اُسے اسکے ہم عصر مسیحیوں اور یہودیوں سے سچائی سیکھنے کو کہا جو انجیل اور توریت کی پیروی کر رہے تھے۔ اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ توریت اور انجیل کو مُحمد سے پہلے تبدیل نہیں کیا گیا تھا، ورنہ اُس کا خُدا اُن کتابوں کو لوگوں کے لئے روشنی نہ کہتا اور اگر یہودی اور مسیحی تبدیل شدہ صحیفوں کی پیروی کر رہے تھے تو وہ مُحمد کو اُن سے سچائی سیکھنے کے لئے نہ کہتا۔

نہ ہی یہ تبدیلی مُحمد کے زمانے میں ہوئی

کیونکہ سورۃ البَقَرَة (2) کی آیات 91 اور 97 اور سورۃ النِّسَاء (4) کی آیت 47 مُحمد سے کہتی ہیں کہ: قُرآن مسیحیوں اور یہودیوں کے پاس موجود صحیفوں کی تصدیق کرتا ہے۔ پھر سورۃ المائدۃ (5) کی آیت 68 میں لکھا ہے: اے اہل کتاب! تم کسی راہ پر بھی نہیں جب تک تم توریت اور انجیل اور جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم لوگوں پر نازل ہوا ہے اُس کو قائم نہ رکھو گے۔۔۔۔

حیران کن بات ہے! نہ صرف قُرآن مُحمد کے زمانے میں موجود توریت اور انجیل کی سچائی کی تصدیق کرتا ہے بلکہ یہودیوں اور مسیحیوں کو بھی اُن پر ایمان رکھنے کی ہدایت دیتا ہے۔ اگر یہودیوں اور مسیحیوں نے اُنھیں تبدیل کر دیا ہوتا تو قُرآن اُن کی تصدیق نہ کرتا۔

آخری بات یہ کہ مُحمد کی وفات کے بعد تورات اور انجیل میں تبدیلی نہیں ہو سکتی تھی

کیونکہ، جیسے قُرآن نے تصدیق کی ہے، اصلی توریت اور انجیل پورے جزیرہ نما عرب اور آس پاس کے دیگر علاقوں میں ہر جگہ موجود تھیں جہاں اِسلامی فوج کا قبضہ تھا۔

اِسلام کی پہلی صدی کے مسلم قائدین اور اساتذہ کو اصل توریت اور انجیل کو اپنے پاس رکھنا چاہیے تھا تا کہ اُن کو بعد میں کسی بھی تبدیلی کے ثبوت کے طور پر پیش کیا جا سکتا۔ لیکن اِس دعوے کا قدیم اِسلامی کتابوں اور تفسیروں میں کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔ اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تبدیلی کے اِس دعوے کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

قُرآن مُحمد کو توریت کی طرف رُجوع لانے کی ہدایت کرتا ہے

میں حیران ہوں کہ مسلمان راہنما اور علماء قُرآن کی دو اہم باتوں پر توجہ کیوں نہیں دے رہے ہیں۔ سورۃ یُونس (10) کی آیات 94 اور 95 مُحمد کو توریت اور انجیل سے راہنمائی لینے کا کہتی ہیں۔ سورۃ المائدۃ (5) کی آیت 43 میں لکھا ہے کہ یہودی اپنی توریت کی پیروی کریں اُنھیں قُرآن یا مُحمد کے فیصلوں کو ماننے کی ضرورت نہیں۔

آپ حیران نہیں ہوئے کہ قُرآن کا خُدا مُحمد کو تو انجیل اور توریت پر ایمان رکھنے کی ہدایت کرتا ہے۔ لیکن یہودیوں اور مسیحیوں سے کہتا ہے کہ انہیں قُرآن کی پیروی کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ دُوسرے الفاظ میں مُحمد اور مسلمانوں کے لئے قُرآن پر شبہ کرنے یا اُس کا اِنکار کرنے کی گنجائش ہے لیکن قُرآن کے مطابق توریت پر شک

کرنے کی گنجائش نہیں۔ اگر مُحمد کو جو اِسلام کے اعلیٰ راہنما کی حیثیت رکھتا ہے، تورات اور انجیل پر ایمان رکھنے کے لئے کہا گیا ہے، تو پھر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں یعنی مسلمان راہنماؤں، اساتذہ اور علما کو بھی جھوٹے الزامات لگانے کی بجائے، مسیحیوں اور یہودیوں کے مقدس صحیفوں کی طرف رجوُع کی ضرورت ہے۔

قُرآن کی یہ آیات اِس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ اُس زمانہ میں مسیحیوں اور یہودیوں کے پاس موجود کلام پاک، مُحمد کے لئے قابلِ قدر تھا۔ قُرآن نے نہ صرف اِن مقدس کتابوں کے مستند ہونے کی تصدیق کی ہے بلکہ اُس نے مسلمانوں کو بھی اِن پر ایمان رکھنے پر زور دیا ہے۔ لٰہذا، قُرآن خود تورات اور انجیل کے بارے میں ہر شبہ کو دوُر کرتا ہے۔

اگر مسیحی اور یہودی اپنے صحیفوں کو تبدیل کر کے گمراہ ہو گئے تھے تو مُحمد کو اُن کے صحیفوں اور رسم و رواج پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ لیکن اِسلامی کتابوں سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مُحمد سالوں تک مکہ کے ایک گرجا گھر میں جاتا رہا اور پادریوں کے ساتھ رابطہ میں رہا۔ اُس کی بیوی خدیجہ مکہ کے گرجا گھر میں ہمیشہ جایا کرتی تھی۔ یہ مُحمد کا مسیحیوں پر اعتماد کی وجہ سے تھا۔ اگر یہ مُحمد کی زندگی کے حقائق ہیں اور اُس نے اپنے زمانے کی بائبل کو اتنی اہمیت دی ہے تو یہ تبدیلی کی کہانی کہاں سے شروع ہوئی؟

الزام لگانے کا یہ خیال مُحمد کے دل میں مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد پیدا ہوا جب اُس نے مدینہ میں خزراج نامی ایک قبیلہ کے ہاں پناہ لی جو یہودیوں اور مسیحیوں سے نفرت کرتا تھا۔ اپنا وجود قائم رکھنے اور قبیلے میں قبولیت حاصل کرنے کی لیے مُحمد نے قبیلے کے طور طریقے اپنائے۔ نفرت لوگوں کے تعلقات میں سنگین مشکلات پیدا کرتی ہے۔ اگر آپ کسی فرد یا لوگوں کے کسی گروہ سے نفرت کرنا شروع کر دیتے ہیں تو اِس نفرت کے سبب آپ اُن کے خلاف بہت سے جھوٹے الزامات لگاتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ اُنہیں بد ترین جانور کہتے ہیں اور اُن کے مرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔

مدینہ میں مُحمد کے ساتھ یہی ہوا تھا۔ جب تک وہ مکہ میں تھا اُس نے یہودیوں اور مسیحیوں کو ایک اچھی مثال بنا کر پیش کیا، اور اُن کے صحیفوں کو لوگوں کے لئے نُور کہا۔ لیکن مدینہ میں ہجرت کے بعد اُس نے اُن کو جانوروں سے بد تر کہا، اُن کے صحیفوں کی اہمیت کو نظر انداز کیا اور مزید یہ کہ اُنھیں مجبور کیا کہ وہ اپنے مذاہب کو چھوڑ کر مسلمان ہو جائیں۔ مکہ میں اِسلام کے ابتدائی دور میں قُرآن نے جو ہدایات مُحمد کو دی تھیں بعد میں اُس نے یہودیوں اور مسیحیوں کے ساتھ اُن ہدایات کے بالکل برعکس سلوک کیا۔ اِس تبدیلی کی دلیل یہ تھی کہ مُحمد کے خُدا نے اُسے خوش کرنے کے لئے

یہودیوں، مسیحیوں اور اُن کے صحیفوں کے بارے میں اپنی سوچ بدل لی ہے۔ کیا سچا خُدا سچائی کو نظرانداز کر کے اپنے کلام اور ہدایات کے خلاف بولتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ اِسی وجہ سے قُرآن پر سے میرا اعتماد اُٹھ گیا۔

سال بہ سال مدینہ میں مُحمد کی طاقت بڑھتی جارہی تھی اور قُرآن اپنے ابتدائی عقیدے سے دور ہوتا جارہا تھا۔ یہ لوگوں کو مزید الجھن میں ڈال رہا تھا، حتٰی کہ کچھ مسلمان اِسلام میں اِس ناانصافی اور عداوت سے ناراض ہوگئے اور انہوں نے اِسلام چھوڑ دیا۔ مدینہ کا مُحمد مکہ کے مُحمد جیسا نہیں رہا تھا۔ مکہ میں وہ ایک پُر امن شخص تھا اور اپنی پیروی کروانے کے لئے اُس نے کافروں پر کبھی دباؤ نہیں ڈالا تھا۔ اُس کی نظر میں یہودی اور مسیحی بائبل کی پیروی کرنے کی وجہ سے صحیح راستے پر تھے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی بیوی خدیجہ کے ساتھ ایک گرجا گھر میں بھی جایا کرتا تھا۔ لیکن مدینہ میں یہودیوں اور مسیحیوں کے خلاف اُس کا رویہ سخت اور نفرت انگیز ہوگیا اور اِس کے لئے اُس کے پاس یہ بہانہ تھا کہ اُس کے خُدا نے اُسے خوش کرنے کے لئے اپنا ذہن بدل لیا ہے۔

مدینہ میں اُس پر دباؤ تھا کہ وہ اپنے میزبان قبیلے کو خوش کرنے کے لئے یہودیوں اور مسیحیوں پر الزام لگانے کا کوئی بہانہ تلاش کرے۔ یہاں تک کہ اُس نے اپنے پیروکاروں کو یہ بھی کہا کہ تورات اور انجیل میں اُس کے نام کی پیش گوئی کی گئی ہے

(قُرآن: 7: 157، 61: 6)، تاکہ مستقبل میں جب اُس کے پیروکاروں کو اُس کا نام وہاں نہ ملے تو وہ یہودیوں اور مسیحیوں پر بائبل تبدیل کرنے کا الزام لگا سکیں۔ مُحمد کی وفات کے کئی سال بعد، مسلم اساتذہ نے دریافت کیا کہ بائبل میں مُحمد کا نام موجود نہیں۔ چونکہ اُن کے لئے مُحمد اور قُرآن کے الفاظ پر شک کرنا غیر قانونی تھا، لہٰذا مسیحیوں اور یہودیوں پر بائبل کو بگاڑنے اور مُحمد کا نام حذف کرنے کا الزام لگانا اُن کے لئے آسان تھا۔ اِس طرح مسلمانوں میں مُحمد کا نام بائبل میں سے ہٹائے جانے کی خبر عام ہو گئی۔

لہٰذا ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہجرت کے بعد مدینہ پہنچ کر مُحمد نے یہودیوں اور مسیحیوں کے ساتھ اپنے رویے کس طرح تبدیل کئے۔ اُس نے ایک بے بنیاد الزام لگا کر اپنے جانشینوں کے لئے بائبل کی مذمت کا دروازہ کھول دیا اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو یہودیوں اور مسیحیوں کو مورِدِ الزام ٹھہرانے کی راہ پر گامزن کر دیا۔

سچ بولنے کے خوف نے، مسلم راہنماوں اور علما کیلئے قُرآن اور بائبل کے مابین موجود اختلاف کو منطقی اور مذہبی طریقے سے حل کرنے کے راستہ کو اب بند کر دیا ہے۔

مسلم راہنماؤں اور اساتذہ کے لئے بائبل کی صداقت اُس کے پیغام پر نہیں بلکہ اس بات پر قائم ہے کہ اُس میں مُحمد کا نام ہے یا نہیں۔ اِن دونوں کتابوں کے درمیان اصل

اختلاف اُن میں کسی نام کا ہونا یا نہ ہونا نہیں ہے بلکہ وہ نجات ہے جو بائبل اپنے پیروکاروں کے لئے اُن کی زمینی زندگی میں فراہم کرتی ہے جبکہ قُرآن ایسا نہیں کرتا ہے۔

فرض کریں کہ مُحمد کا نام بائبل میں تھا۔ اس سے کیا فرق پڑے گا؟ کچھ بھی نہیں۔ بائبل کا مرکزی پیغام یہ ہے کہ آپ کو یسُوع مسیح پر ایمان رکھنے کی ضرورت ہے، جو آسمان پر زندہ ہے اور آپ کو جنت میں لے جانے کی قدرت رکھتا ہے۔ اگر مُحمد کا نام بائبل میں ہوتا، تو بھی بائبل آپ کو یسُوع پر ایمان لانے پر ہی زور دیتی۔ کیوں؟ کیونکہ صرف یسُوع ہی راہ، حق اور زندگی ہے جو آپ کو جنت میں لے جانے پر قادر ہے۔

آدم سے لے کر یسُوع تک بائبل کے پیغام کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کے لئے سب سے اہم مسئلہ لوگوں کی نجات ہے۔ اِسی لئے خُدا نے اپنے آپ کو شخصی طور پر یسُوع مسیح میں ظاہر کیا تاکہ لوگوں کو گناہ اور شیطان کی غلامی سے آزادی دے۔ لہٰذا بائبل میں خُدا کے لئے سب سے بڑی بات کسی نبی کے نام کا ہونا یا نہ ہونا نہیں ہے، بلکہ لوگوں کی نجات ہے، جو کسی کے نام سے زیادہ اہم ہے۔

40 نبیوں کی نبوتوں پر محیط یسُوع مسیح کی بائبل 1600 سالوں میں مکمل ہوئی۔ اِس میں انبیاء کرام نے 300 سے زیادہ نبوتیں کیں اور سبھی اس دن کی راہ تکتے رہے کہ

یسُوع دنیا میں آئے اور اِسے دنیا کو نجات بخشے۔ اتنے لمبے عرصے میں سیاسی عدم استحکام، معاشی اور معاشرتی اتار چڑھاؤ، بائبل کے اِن 40 نبیوں کے پیغامات میں بے آہنگی پیدا نہیں کر سکے۔ یسُوع مسیح کی آمد کے ساتھ یہ ساری پیشن گوئیاں پوری ہوئیں۔ لیکن قُرآن میں بے آہنگی بہت زیادہ ہے حالانکہ یہ 23 سال کے قلیل عرصے میں ایک ہی شخص یعنی مُحمد کی طرف سے دیا گیا۔ اِس مختصر وقت کے باوجود، مُحمد کی زندگی کے آخری 10 سالوں میں قُرآن میں لکھی گئی آیات ابتدائی مکی آیات کے برعکس ہیں۔ کیا آپ 1600 سال کے عرصہ میں بائبل میں بہت سے نبیوں کے لکھے گئے پیغامات کی ہم آہنگی پر حیران نہیں ہیں؟

مسلمان راہنماوں کی طرف سے بائبل کو مسترد کیے جانے کی وجہ سے میرے تجسس نے مجھے ذاتی طور پر یسُوع مسیح کی بائبل پڑھنے اور اُسے پرکھنے کے لئے مجبور کیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا، خدا نے مجھے دیکھنے اور پڑھنے کے لئے آنکھیں عطا کیں ہیں، موازنہ کرنے کے لئے دماغ دیا ہے، جانچنے اور فیصلہ کرنے کے لئے دل اور ضمیر عطا کیا ہے۔ مسیح کی بائبل پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ کتاب انسان کا ہاتھ خُدا کے ہاتھ میں دے دیتی ہے۔ قُرآن کبھی بھی ایسا نہیں کرتا ہے۔ اِس وجہ سے میں نے اپنا دل یسُوع کو دیا۔

آپ کو بھی ایسا ہی کرنے کی ضرورت ہے اور یہ جاننے کے لئے کہ قُرآن یا یسُوع مسیح کی بائبل میں سے کونسی کتاب مستند ہے آپ کو شخصی طور پر اقدام اٹھانے کی ضرورت ہے اور پھر اُس کتاب کو منتخب کرنے کی ضرورت ہے جو آپ کو نجات کی یقین دہانی فراہم کرتی ہے۔ قُرآن اور مُحمد آپ کو نجات کی یقین دہانی کرانے کے اہل نہیں ہیں۔ سورۃ لقمان (31) آیت 34 اور سورۃ الاَحقاف 46 آیت 9 میں لکھا ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ موت کے بعد اُس کے ساتھ کیا ہو گا۔ لیکن بائبل کہتی ہے کہ جو لوگ مسیح کی پیروی کرتے ہیں وہ نجات پا چُکے ہیں اور وہ مرنے کے بعد سیدھے خُدا کی حضوری میں یعنی جنت میں جائیں گے۔ اسلئے آپ یسُوع مسیح کی بائبل پر ایمان لا کر نجات حاصل کریں۔

سوچنے کا وقت 16

1. اگر مُحمد سوچتا کہ بائبل میں تحریف کر دی گئی تھی تو کیا وہ بائبل پر یقین رکھتا؟
2. کیا بائبل میں کی گئی نام نہاد تبدیلیوں کے متعلق مسلمان سکالرز کے اِلزامات کو حقائق سے ثابت کیا جا سکتا ہے؟

3. مسلم سکالرز کے اِلزامات کی ایک وجہ بائبل میں مُحمد کے نام کی غیر موجودگی ہے۔ کیا بائبل میں اُسکے نام کی موجودگی بائبل کے بنیادی پیغام میں کوئی تبدیلی پیدا کرتی؟

4. ہمیں کیا کرنا چاہیئے کہ مسلمان اپنی زیادہ توجہ اپنی نجات پر دیں اور بائبل میں محض ایک نام کی موجودگی یا غیر موجودگی سے کم پریشان ہوں؟

5. ہمیں کس کتاب کی پیروی کرنی چاہیئے – بائبل کی جِس میں نجات کی یقین دہانی ہے یا پھر قرُآن کی جِس میں نجات کی کوئی یقین دہانی نہیں ہے؟

مسیحی عقائد پر اِسلام کے اِلزامات بے بُنیاد ہیں

اِسلام مسیحیوں پر اُن باتوں کا الزام لگاتا ہے جو کبھی بھی مسیحیوں کے ایمان کا حصہ نہیں تھیں۔اِس کی ایک مثال "خُدا کا بیٹا" کی غلط تشریح ہے۔ یسُوع کے پیروکار یہ ایمان رکھتے ہیں کہ یسُوع رُوحانی طور پر خُدا کا بیٹا ہے اور مسیحی رُوحانی طور پر خُدا کے فرزند ہیں۔[10]

اِسلام میں مسیح کو "خُدا کا بیٹا" پُکارنا ایک گھنونا فعل ہے

قُرآن کی سورۃ النّسِاء (4) آیت 171 میں لکھا ہے کہ خُدا اِس سے پاک ہے کہ اُس کے بیٹا ہو۔ اور سورۃ مریَم (19) کی آیات 35، 89 اور 91 میں لکھا ہے کہ خُدا کا بیٹا ہونے کا ذکر کرنا، بُرا، تباہ کن اور گھناؤنا ہے۔ قُرآن کے اِن بیانات کی بنیاد پر اور یسُوع مسیح کی انجیل میں اِس کے حقیقی معنوں کے برعکس، اِسلامی تبصرے نے "خدا کا بیٹا" جملے کی غلط ترجمانی کی ہے اور اِسے خُدا کے خلاف مسیحیوں کا بہتان قرار دیا ہے۔

---

[10] مبارک ہیں وہ جو صُلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خُدا کے بیٹے کہلائے گے (متی 5 باب 9 آیت)۔ یسُوع مسیح کو خُدا کا بیٹا صِرف اِس لیے نہیں کہا جاتا کہ وہ صُلح کرواتا ہے بلکہ اِس لیے بھی کہ وہ سلامتی کا شہزادہ ہے۔ مسیح پر ایمان لانے والے بھی خُدا کے بیٹے اور بیٹیاں کہلاتے ہیں کیونکہ مسیح نے اُنہیں سلامتی میں قائم کیا ہے تاکہ وہ امن کے ایلچی بنیں۔

اُن کا کہنا ہے کہ مسیحیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خُدا اور مریم کے مابین جسمانی تعلق کے نتیجہ میں یسُوع اِس دُنیا میں آیا تھا۔

مسیحیوں کی کتاب بائبل میں کہیں بھی یہ بیان نہیں کیا گیا ہے کہ یسُوع خُدا اور مریم کے درمیان جسمانی رشتے کے نتیجے میں پیدا ہوا تھا۔اِس کی بجائے یہ لکھا ہے کہ خُدا کا رُوح کنواری مریم پر نازل ہوا اور وہ رُوح خُدا کی قدرت سے مجسم ہو کر یسُوع مسیح کے طور پر ظاہر ہوا۔انجیل میں خُدا اور مریم کے درمیان تعلق ایک روحانی تعلق ہے۔خُدا کو بیوی کی ضرورت نہیں ہے اور وہ کسی عورت کے ساتھ دنیاوی رشتہ نہیں رکھ سکتا کیونکہ وہ خُدا ہے۔

"خدا کا بیٹا" اس فقرہ کی سچائی کو نظر انداز کرنا

کیا یہ چونکا دینے والی بات نہیں؟ محمد اور مسلمان علماء نے انجیل کے اِس جملے کے صحیح معنوں کو سمجھنے کی بجائے اپنی آنکھیں بند کر لیں، الٹا مسیحیوں کی توہین کی اور اپنی غلط تشریح اور غلط فہمی کے سبب مسلمانوں کو منظوری دے دی کہ وہ مسیحیوں کو جان سے ماریں۔اِس لئے ہر مسلمان کو ضرورت ہے کہ وہ کسی مسیحی سے انجیل کو مستعار لے، اسے پڑھے اور خود سمجھے کہ مسیحیوں کے عقائد کے خلاف اِسلام کے الزامات غلط ہیں۔

مسلمانوں کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ خُدا کا بیٹا یا بیٹی ہونے کا کیا مطلب ہے اور مسیحی ویہودی عقائد کے خلاف 1400 سال کی اِسلامی غلط فہمی، تعصب اور سخت رویئے کا اختتام کریں۔

انجیل میں لوقا کی کتاب باب 1 آیت 35 میں مریم سے مسیح کی پیدائش کے متعلق اِس طرح لکھاہے: "اور فرشتہ نے جواب میں مریم سے کہا کہ رُوح القدس تُجھ پر نازل ہوگا اور خُدا تعالےٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی اور اِس سبب سے وہ مولودِ مقدس خُدا کا بیٹا کہلائے گا"۔ آپ نے دیکھا کہ انجیل واضح طور پر کہہ رہی ہے کہ خُدا کا روح مریم پر نازل ہوا اور وہ مقدس بچے یسُوع سے حاملہ ہوگئ۔ اِسی لئے یہ ایک جسمانی رشتہ نہیں بلکہ روحانی رشتہ تھا۔

انجیل میں یُوحنا کی کتاب باب 1 آیت 12 اور 13 میں یسُوع مسیح کے پیروکاروں کے بارے میں لکھاہے کہ یسُوع نے اُن لوگوں کو جو اُس پر ایمان لاتے ہیں خُدا کے فرزند بننے کا حق بخشاہے۔ وہ نہ خُون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے اِرادہ سے بلکہ یسُوع مسیح پر ایمان کے وسیلہ سے **رُوحانی طور** پر خُدا سے پیدا ہوئے ہیں۔ انجیل، 1۔ پطرس باب 1 آیت 23 میں پھر یسُوع مسیح کے پیروکاروں سے کہتی ہے: "کیونکہ تُم

فانی تُخم سے نہیں بلکہ غیر فانی یعنی خُدا کے زندہ کلام کے وسیلہ سے جو ابد تک قائم رہے گا، نئے سرے سے پیدا ہوئے ہو"۔

لٰہذا یسُوع کو خُدا کا بیٹا کہا جاتا ہے کیونکہ وہ زندہ اور ابدی روح اور خُدا کا کلام ہے، ہمیں خُدا کے فرزند کہا جاتا ہے کیونکہ ابدی رُوح اور خُدا کے کلام کی صورت میں یسُوع ہم میں بسا ہوا ہے اور اُس نے ہمیں ابدی زندگی دی ہے۔ یسُوع خُدا کا بیٹا ہے۔ اِس مسیحی عقیدے کے بارے میں اِسلامی کتب اور تبصروں میں بلکل غلط تشریح کی گئی ہے۔ مسلم علماء کو مسیحیوں پر بے بنیاد الزام تراشی بند کرنے اور انجیل پڑھنے کی ضرورت ہے۔

قُرآن کہتا ہے کہ اللہ کا بیٹا ہو سکتا ہے

اب میں آپ کو قُرآن میں سے کچھ دلچسپ چیزیں دکھانا چاہتا ہوں۔ سورۃ مریَم (19) کی آیات 89 اور 91 میں لکھا ہے کہ خُدا کے لئے بیٹا تجویز کرنا ایک بھیانک بُرائی ہے۔ لیکن سورۃ الزُّمر (39) کی آیت 4 کہتی ہے کہ اگر خُدا چاہے تو اُس کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ اگر خُدا کے لئے بیٹا تجویز کرنا برائی ہے تو پھر کیوں قُرآن خود ہی لوگوں کے لئے خُدا کا بیٹا تجویز کرنے کی راہ کھولتا ہے؟

کیا مسُلمان علماء قُرآن میں اس مسئلے کو دیکھنے کے قابل نہیں؟ چونکہ مسیحی یہ مانتے ہیں کہ خُدا کا بیٹا ہو سکتا ہے اِس لئے مسلمان اُنھیں گستاخ کہتے ہیں۔ کیا سورۃ الزُّمرِ کا یہ کہنا کہ "اگر خُدا چاہے تو اُس کا بیٹا ہو سکتا ہے" گستاخی نہیں ہے؟ ایک طرف تو قُرآن سورۃ النِّسَاء (4) آیت 171 میں کہتا ہے کہ کبھی بھی خُدا کا بیٹا نہیں ہو سکتا، لیکن دوسری طرف سورۃ الزُّمرِ (39) کی آیت 4 میں کہتا ہے کہ اگر خُدا چاہے تو اُس کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ کیا آپ کی سمجھ میں کچھ آیا؟ سورۃ الزُّمرِ کہہ رہی ہیں کہ خُدا کا بیٹا ہونا ممکن ہے۔

کیا یہ منافقت نہیں ہے؟ ایک طرف تو قُرآن مسیحیوں سے کہتا ہے کہ خُدا کا بیٹا نہیں ہو سکتا، لیکن دوسری طرف مسلمانوں سے کہتا ہے، ہاں، اگر خُدا چاہے تو اُس کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ یہ غیر منصفانہ ہے، قُرآن خود تو اِس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ خُدا کا بیٹا ہو سکتا ہے لیکن یہودیوں اور مسیحیوں کو یہ ماننے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور مسلمانوں کو مزید یہ ہدایت کرتا ہے کہ وہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو قتل کریں۔ یہ بہت بڑی بے انصافی ہے۔

سورہ التَّوبَۃ (9) کی آیات 29 اور 30 میں لکھا ہے: اہلِ کتاب کے ساتھ جنگ کرو۔ ۔۔یہودی کہتے ہیں کہ عُزیر خدا کا بیٹا ہے اور مسیحی کہتے ہیں کہ مسیح خُدا کا بیٹا ہے۔

ایک طریقہ ہے جِس سے اِن بے بُنیاد اِلزامات سے بچا جا سکتا ہے

مجھے اُمید ہے کہ آپ کو سمجھ آگئی ہے کہ کیوں قُرآن کے پاس یہودیوں اور مسیحیوں پر اِلزام لگانے، اور اُنکے اِس عقیدہ کہ خُدا کا بیٹا ہو سکتا ہے کی وجہ سے اُن سے لڑنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ مسیحی اِس بات کو رُوحانی طور پر مانتے ہیں، دُوسری یہ کہ قُرآن خود سورۃ الزُّمر میں کہتا ہے کہ خُدا کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا مسلمان علماء کو مسیحیوں اور یہودیوں کو قصور وار ٹھہرانے اور اُن کے خلاف ہر جگہ جھوٹے الزامات عائد کرنے پر شرم آنی چاہیئے۔ اُنہیں یہودیوں اور مسیحیوں سے معافی مانگنے کی ضرورت ہے۔ "خُدا کا بیٹا" سے متعلق مسیحی عقیدہ سے جُڑی اِسلامی کتب کی تمام تشریحات اور تبصرے بالکل غلط ہیں۔ مسلمان مصنف انجیل کو پڑھے بغیر مسیحیت کے بارے میں صحیح نظریے کی عکاسی نہیں کر سکتے۔ اُن کو اِسلام کی روایتی پابندیوں کو پسِ پشت ڈال کر انجیل اور اُس پر کیے گئے تبصروں کو پڑھنے کی ضرورت ہے تاکہ یسُوع مسیح کا خُدا کا بیٹا ہونے کے متعلق مسیحیوں کے نقطۂِ نظر کو سمجھ سکیں۔

جب میں مسلمان تھا تو میں بھی ایسا ہی تھا۔ مجھ جیسے لوگوں پر ہمیشہ ثقافتی دباؤ رہا کہ وہ روایات کی پیروی کریں، وہ روایات کے صحیح ہوں یا غلط اس سے کوئی فرق نا پڑتا۔۔ لیکن میں خدا کا بہت شُکر گزار ہوں کہ میری زندگی کے ایک مرحلہ میں میرے دل و

دماغ نے اِسلام سے باہر زندگی کو دیکھنے کی خواہش کی۔ تب ہی یسُوع نے اپنے آپ کو مجھ پر ظاہر کیا اور دُنیا کے بارے میں میرا نظریہ بدل دیا۔

مسیحی عقیدہ کے برعکس، اِسلام میں تثلیث سے مراد تین خُدا ہیں

میں آپ کو تثلیث سے متعلق مسیحیوں پر اِسلام کے ایک اور بے بنیاد الزام کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔

قُرآن (النساء 4: 171؛ المائدہ 5: 116) اور اِسلامی تبصرے کہتے ہیں کہ مسیحی تین خداؤں کو مانتے ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ یسُوع مسیح کی بائبل میں ایک سے زیادہ خداؤں کو ماننا کفر ہے۔ انجیل متعدد بار کہتی ہے کہ "خدا ایک ہے" (مرقس 32:12، رومیوں 30:3، 1 کرنتھیوں 4:8، گلتیوں 20:3، 1 تیمُتھیُس 5:2)۔

انجیل میں کہیں بھی تین خُداؤں کو ماننے کی حمایت نہیں کی گئی ہے۔ مسیحیوں کی مذمت کرنے کے لئے اِسلام نے حقیقت کو مسخ کر دیا ہے۔ مسیحی کبھی بھی یہ نہیں کہتے کہ انجیل میں تثلیث کا مطلب تین خُدا ہے۔ تمام تشریحات اور تبصرے ایک سچے خُدا پر ایمان رکھنے پر زور دیتے ہیں۔

مسیحی عقیدہ کے مطابق تثلیث کیا ہے؟ یہ باپ، بیٹا اور روح القدس ہے۔ محبت اور معاف کرنے والے خُدا کو مسیحی روحانی باپ کہتے ہیں۔ زمین پر ہمارے دلوں میں روحانی بادشاہی قائم کرنے والے کو بیٹا کہتے ہیں۔ اور زمین پر حفاظت کرنے، یقین دہانی کروانے اور راہنمائی کرنے والے خُدا کی حیثیت سے وہ روح القدس کہلاتا ہے۔ تو تثلیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایک ہی خُدا تین طریقوں سے اپنے آپ کو ہم پر ظاہر کرتا ہے۔

زمینی زندگی میں ایک فرد کی حیثیت سے ہمارے بھی اِسی طرح کے القاب ہوتے ہیں۔ مجھے ایک بیٹا، ایک شوہر، ایک باپ کہا جاتا ہے۔ اگرچہ میں ایک شخص ہوں، تو بھی میں اپنے خاندان میں اپنی محبت اور ذمہ داری کا اظہار کرنے کے لئے اپنے آپ کو تین طریقوں سے یا تین افراد کی حیثیت سے ظاہر کرتا ہوں۔ اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تین علیحدہ علیحدہ شخص ہوں۔ میں ایک شخص ہوں لیکن اپنے آپ کو تین طریقوں سے ظاہر کر رہا ہوں۔ خُدا کے بارے میں بھی ایسا ہی ہے۔

خُدا کو اپنے لئے اِن ناموں کی ضرورت نہیں ہے، یہ سب انسانیت کے فائدے کے لئے ہیں۔ انسانیت کو خالص محبت کی ضرورت ہے جو صرف خُدا میں ہے۔ ہماری روزمرہ زندگیوں میں بچوں کے لئے والدین کے پیار سے بڑھ کر کوئی محبت نہیں ہے۔

خُدااپنے آپ کو باپ کہتا ہے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ ہم سے والدین کی طرح بلکہ اُن سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے۔

دیکھئے بائبل میں خُدااپنے پیار اور رحم کو کس طرح بیان کرتا ہے

یسعیاہ نبی کی کتاب کے 66 باب کی آیت 13 میں وہ کہتا ہے: "جِس طرح ماں اپنے بیٹے کو دِلاسا دیتی ہے اُسی طرح میں تم کو دِلاسا دُوں گا۔۔۔" دوبارہ سے یسعیاہ باب 49 آیت 15 میں خُدا کہتا ہے: "کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی ماں اپنے شیر خوار بچے کو بھول جائے اور اپنے رَحم کے فرزند پر ترس نہ کھائے؟ ہاں وہ شاید بھول جائے پر میں تجھے نہ بھولوں گا۔" انجیل کی کتاب متی کے باب 7 کی آیت 11 میں یسُوع کہتا ہے: " پس جب کہ تم بُرے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیزیں کیوں نہ دے گا؟"

لٰہذا خُدا کی محبت ہمارے لئے والدین کی محبت ہے۔ وہ ہمیں یہ سِکھانے کے لئے کہ حقیقی محبت، عدل، پاکیزگی، راستبازی، اطمینان اور خوشی کیا ہیں، ہمارے ساتھ گہری اور پدرانہ محبت کے ساتھ پیش آتا ہے۔اِسی لئے وہ باپ کہلاتا ہے۔

خُدا بیٹا بھی کہلاتا ہے

خُدا کا رُوح مریم پر نازل ہوا اور رُوح مجسم ہو کر یسُوع کی صورت میں پیدا ہوا۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ خُدا نے یسُوع میں اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ خُدا اپنے آپ کو اپنی مرضی کے مطابق کسی بھی شکل میں ظاہر کر سکتا ہے۔ موسیٰ پر خُدا آگ کی صورت میں ظاہر ہوا اور ہمارے لئے خُدا انسان بن کر یسُوع میں ظاہر ہوا۔

خُدا خود کو کیوں ظاہر کرنا چاہتا ہے؟ وہ اِسلام کے خُدا کی طرح اپنے آپ کو چُھپاتا کیوں نہیں؟ کیوں کہ اُس کا ایک آسمانی منصوبہ ہے جو وہ زمین پر پورا کرنا چاہتا ہے۔ اُس آسمانی منصوبہ کی زمین پر تکمیل صرف خُدا ہی کر سکتا ہے۔ کیونکہ خُدا کے سِوا کوئی اور اُس منصوبے کو اچھی طرح سے نہیں جانتا۔

خُدا روح بھی کہلاتا ہے

علاوہ ازیں خُدا نے انسانیت کو ایک مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ زندگی کو مقصد دینے کیلئے خُدا کی مسلسل موجودگی اور نگرانی ضروری ہے۔ ہمارے دلوں میں اپنی بادشاہی قائم کرنے کے لئے وہ ایک معمار کی طرح کام کرتا ہے۔ ایک معمار دو کام کرتا ہے: پہلا وہ منصوبہ کی تفصیل کاغذ پر لکھتا ہے، دوسرا وہ جائے تعمیر پر جاتا ہے۔ خُدا بھی

ایساہی کرتاہے۔وہ ہمارے دلوں میں اپنی روحانی بادشاہی کس طرح قائم کرے گااِس منصوبہ کے متعلق اپنے کلام کواُس نے بائبل کی شکل میں لکھا۔پھر وہ یسُوع کی صورت میں ظاہر ہوا اور ہماری زندگیوں میں آیاتاکہ ہمارے دلوں میں اپنی بادشاہی قائم کرے۔

اگرخُدا شخصی طورپر ہمارے ساتھ نہیں ہے تو پھراُس کا کلام کِسطرح ہمارے متعلق ہو سکتاہے ؟اِسی لئے انجیل میں یُوحنا کی کتاب باب 1 آیت 14 میں لکھاہے: "اور کلام مجسم ہوااور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہااور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اِکلوتے کا جلال۔" لہٰذا زمین پر اپنی رُوحانی بادشاہی کو قائم کرنے کے لئے، خُدانے یسُوع میں اپنے آپ کو ظاہر کیااور اپنے اِس شخصی مکاشفے کو "بیٹا" کہا۔

بیک وقت ہر جگہ موجود رہنے والے، تعلیم دینے والے، تسلی دینے والے، حفاظت کرنے والے،یقین دہانی کرانے والے اور راہنمائی کرنے والے خُدا کوانجیل میں رُوح القدس کہا گیاہے۔خُدا کا صرف محبت کرنے والااور نجات دینے والا خُدارہنا انسانیت کے لئے ناکافی ہے۔ہماری حفاظت اور ہماری یاددہانی کیلئے ہمیں اُسکی دائمی حضوری کی ضرورت ہے، ہمیں اُس کی دائمی حضوری کی ضرورت ہے کہ وہ اِس دنیامیں ہمارے

سفر کے اِختتام تک ہمارے ہاتھ ہمارے ماں یا باپ کی طرح تھامے۔ ہمارے ساتھ زمین پر خُدا کی مسلسل حضوری کو انجیل میں روح القدس کہا جاتا ہے۔ لہٰذا تثلیث کا مطلب تین خُدا نہیں، بلکہ یہ واحد خُدا کا تین پہلوؤں سے اظہار ہے۔ پَس مسلمان علماء کے مسیحیوں پر الزامات بے بنیاد ہیں۔

میں قُرآن کے ایک اور چونکا دینے والے اور نا قابل یقین الزام کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گا۔ یہ سورۃ التّوبَۃ (9) کی آیت 31 میں کہتا ہے: "یہودیوں اور مسیحیوں نے خُدا کے ساتھ اپنے علماء اور راہبوں کو بھی خُدا بنا لیا،۔۔۔" پوری بائبل میں کوئی ایسی تعلیم نہیں ہے اور نہ ہی یہودی اور مسیحی تاریخ میں ایسی کوئی بات پائی جاتی ہے۔ یہ سراسر بے بنیاد الزام ہے۔ انجیل اور مسیحی صرف ایک خُدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ مسیحیوں کے عقائد پر اِسلام کے الزامات بے بنیاد ہیں۔

سوچنے کا وقت 17

1. انجیل (لوقا باب 1 آیت 35) اور قُرآن (سورۃ مریم آیات 17-21) دونوں میں مرقوم ہے کہ خُدا نے اپنی رُوح کنواری مریم کے پاس بھیجی اور اُس نے ایک پاک بیٹے کو جنم دیا۔ مریم اور خُدا کے درمیان اس واضع روحانی تعلق

کو نظر انداز کر کے مسلمان سکالرز مسیحیت پر یہ جھوٹا الزام کیوں لگاتے ہیں کہ مسیح خُدا اور مریم کے درمیان جسمانی تعلق کی وجہ سے پیدا ہوا؟

2. مسلمان سکالرز مسیح کو "خُدا کا بیٹا" کہنے کے اپنے اعتراض میں کس حد تک مخلص ہو سکتے ہیں جبکہ قرآن خود کہتا ہے کہ اگر خُدا چاہے تو اُس کا بیٹا ہو سکتا ہے؟

3. از روحِ بائبل ایک سے زیادہ خُداوں پر یقین کُفر ہے۔ مسیحیوں نے کبھی بھی تثلیث سے مراد تین خُدا نہیں لیے تو پھر محمد اور مسلمان سکالرز نے کس لیے دعویٰ کیا کہ مسیحی تین خُداوں کو مانتے ہیں؟

4. وہ کونسی چیز ہے جو مسلمانوں کی مدد کر سکتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو جھوٹے الزامات اور غلط معلومات کے اثر سے آزاد کر سکیں؟

5. ڈینیل جب مسلمان تھا تو اُس نے بھی مسیح یسوع کے خدا بیٹا ہونے اور تثلیث کے حوالے سے مسیحیوں پر الزامات لگائے تھے۔ اُسکے نظریات کیسے تبدیل ہو گئے؟

اِسلام میں سیاست کا کھیل اپنے ہی عقائد کی تحقیر کرتا ہے

نظریاتی طور پر اِسلام دنیا کا واحد سیاسی مذہب ہے۔ عام طور پر سیاست جھوٹ اور فریب سے محفوظ نہیں ہوتی۔ نہ صِرف یہ کہ اِسلامی سیاست جھوٹ اور فریب سے مبرا نہیں ہے بلکہ وہ اِس سے بھی آگے بڑھ چکی ہے اور جھوٹ، دھوکہ دہی کو کچھ حالات میں جائز قرار دے چکی ہے۔

سورۃ آل عمرِان (3) آیت 54 اور سورۃ الأنفَال (8) آیت 30 میں لکھا ہے: اللہ بہترین دھوکہ باز ہے۔ اگر اللہ سب سے بڑا دھوکہ باز ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سیاست سمیت ہر کام میں دھوکہ دہی کرے گا۔ اگر اللہ سیاست میں دھوکہ دہی کا استعمال کرتا ہے تو کیا آپ کے خیال میں اُس کے وفادار بندے اُس کے نقش قدم پر نہیں چلیں گے؟ اِس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سیاست میں اُس کی پیروی کریں گے۔

اِسلام میں دھوکہ دہی کو جائز ماننے کی وجہ سے مسلمانوں نے شروع سے اب تک بہت زیادہ نقصان اُٹھایا ہے۔ اِس نے اِسلامی برادری کے سیاسی کھیل میں جھوٹ اور فریب کا دروازہ کھول دیا۔

قُرآن یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ نے جھوٹ کو جائز قرار دیا ہے۔ سورۃ النّحل (16) کی آیت 106 یہ سکھاتی ہے کہ کچھ ایسے حالات ہیں جو ایک مسلمان کو جھوٹ بولنے پر "مجبور" کر سکتے ہیں۔ سورۃ البقرۃ (2) کی آیت 225 مسلمانوں سے کہتی ہے کہ وہ ضرورت پڑنے پر اللہ پر اپنے ایمان کا انکار کر سکتے ہیں جب تک کہ حالات ٹھیک نہ ہو جائیں۔ سورۃ آل عمران (3) آیت 28 مسلمانوں کو بتاتی ہے کہ غیر مسلموں سے اُس وقت تک دوستی کی جا سکتی ہے جب تک حکمرانی مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ آ جائے یا جب تک وہ غیر مسلموں کے خلاف کچھ کرنے کے قابل نہ ہو جائیں۔

آپ نے دیکھا کہ اِسلام کا خُدا اپنے پیروکاروں کو دوسروں کے درمیان جھوٹ اور بے ایمانی کے ساتھ رہنے کی ترغیب دیتا ہے۔

اس کے نتیجہ میں جھوٹ نے اِسلامی تعلقات اور نظامِ عدل کو متاثر کیا ہے۔ احادیث کا مشہور مصنف بخاری اپنی حدیث نمبر 857 کتاب 49 جلد 3 میں لکھتا ہے کہ پیغمبر اِسلام محمدؐ نے کہا: جو شخص جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں میں صلح کراتا ہے وہ جھوٹا نہیں ہے۔

ذرا تصور کریں کہ جب کسی قوم کا خُدا اور نبی جھوٹ بولنے کی اجازت دیتے ہوں تو کیا ہوتا ہے! یہی وجہ ہے کہ تقیہ یا جھوٹ بولنے کی آسانی نے مسلمانوں میں خلوص کو بڑھنے نہیں دیا۔

بائبل کے مطابق جھوٹ سے نہیں بلکہ صرف سچائی سے مخلص اور پر امن تعلقات قائم ہو سکتے ہیں۔ اللہ، محمد اور مسلم علماء نے جھوٹ اور فریب کو جائز قرار دے دیا اور یہ اِسلامی عقیدے اور سیاست کا حصہ بن گئے۔ پھر کیا ہوا؟ اِسلامی سیاست میں دھوکہ دہی اور جھوٹ کی وجہ سے سیاسی کھیل ناگزیر ہو گئے اور اِس نے اِسلامی عقائد کو غیر مستحکم کر دیا۔

سیاسی کھیل کے لئے محمد نے خود اِسلامی اصولوں کو تبدیل کیا

یہ دیکھتے ہوئے کہ پیغمبرِ اِسلام نے مسلسل اور بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اِسلامی اصولوں کو تبدیل کیا، اُس کے جانشینوں نے اُس کی خوب نقل کی یہاں تک کہ محمد کی وفات کے بعد اُسکے احکامات اور روایات کو ہی نظر انداز کر دیا۔ اور اِسلامی عقائد میں یہ تبدیلیاں مسلمانوں پر عائد کی گئیں۔

بائبل ہر طرح کے فریب اور جھوٹ کو مسترد کرتی ہے۔ بائبل کے مطابق سلیمان کی امثال باب 14 کی آیت 5 اور 25 میں لکھا ہے: "دیانت دار گواہ جھوٹ نہیں بولتا لیکن جھوٹا گواہ جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے۔۔۔۔ سچا گواہ جان بچانے والا ہے پر دروغ گو دغا بازی کرتا ہے۔" انجیل میں بھی 2 کُرنتھیوں باب 4 آیت 2 میں لکھا ہے: "بلکہ ہم نے شرم کی پوشیدہ باتوں کو ترک کر دیا اور مکاری کی چال نہیں چلتے۔ نہ خُدا کے کلام میں آمیزش کرتے ہیں بلکہ حق ظاہر کر کے خُدا کے رُو برُو ہر ایک آدمی کے دِل میں اپنی نیکی بٹھاتے ہیں۔" بائبل واضح طور پر دھوکہ دہی اور جھوٹ کو مسترد کرتی ہے۔ تاہم قُرآن اُنھیں اِسلامی عقیدے کا ایک لازمی جز قرار دیتا ہے جس سے سیاسی کھیل اور افراتفری جنم لیتے ہیں۔

اِسلام میں سیاسی چالوں کی پہلی مثال مسلمانوں کے نماز پڑھنے کی سمت کی تبدیلی ہے

تقریباً پندرہ سالوں تک مُحمد کے نماز پڑھنے کا رُخ یا قبلہ یروشلم تھا۔ وہ اور اُس کے پیروکار دن میں پانچ وقت اُس شہر کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ اُس وقت تک اُسے اُمید تھی کہ وہ یہودیوں کو اِسلام کی طرف راغب کرلے گا اور وہ اُس کو اپنا

نبی تسلیم کر لیں گے۔ لیکن یہودیوں نے مُحمد کو نبی ماننے سے انکار کر دیا کیونکہ نبی اسحاق کی نسل سے ہوتے تھے۔ لہٰذا مُحمد یہودیوں کو ناپسند کرنے لگا اور نماز پڑھنے کا رُخ یہودی شہر یروشلم کی طرف سے بدل دیا۔ اُس نے اپنی نماز کا رُخ یروشلم میں واقع واحد خُدا کی مقدس ہیکل سے بدل کر کعبہ کی طرف کر دیا، جہاں پر ابھی بھی بت پرست لوگ سینکڑوں بتوں کی پوجا کر رہے تھے۔ سورۃ البَقَرَۃ (2) کی آیت 142 اور 145 ہمیں بتاتی ہیں کہ اللہ نے مُحمد کو خُوش کرنے کے لئے قبلہ کی تبدیلی کی منظوری دے دی۔ اِس کے نتیجے میں، اِسلام کے ایک اہم عقیدے کو سیاسی کھیل پر قربان کر دیا گیا۔

اِسلام میں قبلہ کی تبدیلی کوئی خاص بات نہیں لیکن یہ اِسلامی عقیدہ کے عدم استحکام کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ سچا خُدا کبھی بھی اپنے نبی سے یہ نہیں کہے گا کہ وہ واحد خُدا کے مقدس مقام کی طرف سے اپنا چہرہ بتوں کے مندر کی طرف پھیر لے۔

دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ نے مُحمد کو خُوش کرنے کے لئے قبلے کی تبدیلی کی منظوری دے دی۔ جب کہ ایک سچے عقیدے میں نبی اور لوگوں کو چاہیئے کہ وہ پاک خُدا کو

خوش کریں، نہ کہ خُدا ایک گنہگار شخص کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اُسے خُوش کرے۔ قُرآن کی یہ بات غیر منطقی ہے۔

مُحمد نے جو کچھ کیا وہ ایک سیاسی کھیل تھا۔ چونکہ اُس کی یہودیوں کے مسلمان ہونے کی اُمید ختم ہو گئی تھی اِس لئے اُس نے بت پرستوں کی طرف توجہ دینے اور اُن کو اِسلام کی طرف راغب کرنے کا فیصلہ کیا۔ اِسی لئے اُس نے یروشلم کو ترک کر کے کعبہ کو تمام مسلمانوں کے لئے قبلہ منتخب کیا۔

اِسلام میں سیاسی کھیلوں کی دوسری مثال، پہلے اَمن اور صلح کے ذریعے گھُسنا اور پھر طاقت کے ذریعہ حکمرانی کرنا ہے

اپنی تبلیغ کے پہلے 13 سالوں تک مُحمد نے کہا: "دین میں زبردستی نہیں ہے"، یہ قُرآن میں سورۃ البَقَرَۃ (2) کی آیت نمبر 256 ہے۔ اُس وقت تک اُس کے صرف 150 پیروکار تھے۔ زندگی کے آخری 10 سالوں میں جب مُحمد کے بہت سے پیروکار ہو گئے تو وہ ایک مضبوط سیاسی اور مذہبی راہنما بن گیا۔ اس لئے اُس نے جزیرہ نما عرب کے تمام گروہوں کو اپنے پیروکار بننے کے لئے مجبور کیا۔ پھر قُرآن کی زبان "دین میں

زبردستی نہیں ہے" سے "اِسلام کے سوا کوئی دوسرا مذہب قبول نہیں کیا جائے گا" تبدیل ہو گئی۔ جو کہ سورۃ آل عمرٰان (3) کی آیت نمبر 85 ہے۔

مُحمد کے بعد اِسلام میں یہ سیاسی کھیل بہت سے مسلمان راہنماؤں کا معیار بن گیا، جس نے اعتماد اور گہری دوستی کے خلاف زہر کی طرح کام کیا ہے۔ جیسے جیسے ہم آگے بڑھیں گے، آپ زندگی کے ہر پہلو پر اِس کے منفی اثرات دیکھیں گے۔

اِسلام میں سیاسی کھیلوں کی تیسری مثال طاقت کے لئے ردّوبدل کرنا ہے

دُوسروں کے بارے میں اپنا نقطہ نظر مسلسل تبدیل کرنے کی وجہ سے مُحمد کے جانشینوں نے یہ سیکھا کہ ایک مسلمان راہنما کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جو چاہے کرے۔ مُحمد کے بعد اقتدار میں آنے والے مسلمان راہنماوں، ابو بکر، عمر، عثمان اور علی کو یہ سیاسی تلوّن مزاجی مُحمد سے وراثت میں ملی تھی اور اُنھوں نے یہ سیکھا تھا کہ وہ اپنی سہولت کے لئے اِسلام میں ہر چیز کو تبدیل کر سکتے ہیں۔

مُحمد کے داماد علی نے دعویٰ کیا کہ وہ قیادت کا واحد قانونی وارث ہے لیکن سسر اور سالے نے فضیلت و بزرگی کو بنیاد بنا کر قیادت پر قبضہ کر لیا۔ اُن میں کشیدگی سنی اور شیعہ فرقے کی تشکیل کا سبب بنی، جس کے باعث لاتعداد ہلاکتیں ہوئیں۔

اِسلام میں سیاسی کھیلوں کی چوتھی مثال کعبہ کے مقام کی تبدیلی ہے

کیا آپ جانتے ہیں کہ اِسلام میں سیاسی کھیل اور تناؤ کی وجہ سے قبلہ تبدیل ہوا؟ پہلے کعبہ اُردن کے شہر پیٹرا میں بیکہ یا مکہ کے مقام پر واقع تھا۔ بعد میں سعودی عرب کے موجودہ شہر مکہ کو کعبہ کا درجہ دے دیا گیا۔ یہ 64 ہجری یا 683 بعد از مسیح میں ہوا۔ مُحمد، ابو بکر، عمر، عثمان اور علی نے پیٹرا کے کعبہ میں حج کیا تھا۔ وہ سب پیٹرا میں پیدا ہوئے تھے اور اُنھوں نے وہیں پرورش پائی تھی۔ وہ کبھی بھی موجودہ مکہ میں حج کے لئے نہیں آئے تھے۔ تمام قریشی اور ہاشمی پیٹرا میں رہتے تھے۔ اِس میں کوئی تعجب نہیں کہ اُردن کی موجودہ ریاست اپنے آپ کو الھاشمیۃ کہتی ہے۔ مُحمد ہاشمی تھا۔ پیٹرا میں ہی اُس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ یزید بن معاویہ کے زمانے میں پیٹرا کا کعبہ برباد ہونے کے بعد نیا کعبہ سعودی عرب میں بنایا گیا تھا۔

اُردن کے لوگ اِس دعویٰ پر زور دیتے ہیں کہ صرف وہ ہی ہاشمی ہیں۔ اُردن اور سعودی عرب کی سرحد پر اُردن کی ریاست نے ایک بہت بڑا جھنڈا نسب ہے۔ اُس جھنڈے پر واحد لفظ الھاشمیۃ لکھا ہے، جس کا مطلب ہے کہ صرف ہم اُردن کے لوگ ہی ہاشمی ہیں تم سعودی عرب والے نہیں۔

موجودہ مکہ مُحمد کا اصل مکہ کیوں نہیں ہو سکتا اِس کے لئے آیئے پہلے میں آپ کو قُرآن سے اور پھر اِسلامی اور غیر اِسلامی تاریخ کی کتابوں سے حوالے دیتا ہوں۔ پھر میں آپ کو بتاؤں گا کہ اُردن میں کعبہ کیوں بند کر کے سعودی عرب میں قائم کیا گیا۔

موجودہ مکہ قُرآن میں مذکور مکہ سے مماثلت نہیں رکھتا ہے

کعبہ کے بارے میں قُرآن کی آیات موجودہ مکہ کی بجائے پیٹرا سے تعلق رکھتی ہیں۔ سورۃ آل عمرٰان (3) کی آیات 96اور 97 سے پتہ چلتا ہے کہ ابرہام نے جو مقدس جگہ بنائی تھی وہ بیکہ میں تھی۔ سورۃ الفَتْح (48) کی آیت 24اُس اِسلامی فوج کے بارے میں بات کر رہی ہے جس نے کعبہ کو فتح کیا جو وادی مکہ میں تھا۔ صرف پیٹرا کا کعبہ ہی وادی میں تھا، موجودہ کعبہ یا اُس کے آس پاس کے علاقوں میں کوئی وادی نہیں ہے۔

اِس کے علاوہ موجودہ مکہ تاریخی شواہد سے مماثلت نہیں رکھتا

کیا آپ جانتے ہیں کے اِسلام سے پہلے بت پرست لوگ بھی حج کیا کرتے تھے۔ کعبہ کے بارے میں ابتدائی تحریروں میں بتایا گیا ہے کہ یہ ایک وادی میں تعمیر کیا گیا تھا۔ مورخین اور ماہرین آثار قدیمہ نے سعودی عرب کے متعدد شہروں کا حوالہ دیا ہے

جن میں مُحمد کے زمانے سے پہلے اور اُس کے زمانے میں بت پرستوں کی زیارت گاہیں تھیں لیکن اِن میں سے کوئی بھی سعودی عرب کے جنوبی حصہ میں مکہ کے نام سے نہیں تھی۔ ایک بہت ہی اہم اور بڑا مذہبی شہر جو ایک اہم تجارتی راستے پر تھا، مورخین اور ماہرین آثار قدیمہ کی نظروں سے کیسے چھپا رہ سکتا ہے؟ انہوں نے اِس کے بارے میں کبھی نہیں لکھا، کیوں کہ یہ سعودی عرب میں موجود ہی نہیں تھا۔ یہ اردن میں تھا۔ تمام تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ اِسلام سے پہلے حج کے لئے اہم زیارتیں ہمیشہ پیٹرا میں ہی کی جاتی تھیں، جس میں کالا پتھر یا حجر اسود اور کعبہ یا بیت الحرام تھا۔

زائرین کو پیٹرا کی طرف راغب کرنے میں کالے پتھر نے اہم کردار ادا کیا۔ مُحمد سے 400 سال قبل یونانی فلاسفر میکسمس آف ٹائر نے کہا تھا کہ کالا پتھر پیٹرا میں تھا۔ یونانی انسائیکلوپیڈیا سُودا نے بھی اِس حقیقت کا ذکر کیا ہے کہ سیاہ پتھر پیٹرا میں تھا۔

مشہور اِسلامی مورخ، طبری اپنی تاریخ کی کتاب کے صفحہ 192 سے 198 میں کہتا ہے کہ ابراہیم اور اسماعیل نے کعبہ کو ایک وادی میں تعمیر کیا تھا۔ 712 اور 713 نمبر صفحات میں، طبری نے مُحمد کے بچپن کے بارے میں بات کی ہے، جو مقدس شہر کی ایک وادی میں لڑکوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ کعبہ کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی ندی بھی تھی۔

پرانی تحریروں میں کعبہ کے قریب کھیتوں والی زمینوں، پھلوں کے درختوں اور انگور کے باغات کے حوالے موجود ہیں جب کہ موجودہ کعبہ کے قریب کوئی وادی نہیں ہے اور مکہ کی موجودہ خشک اراضی سے کسی بھی زرخیز زمین کو منسوب کرنا مشکل ہے۔ موجودہ کعبہ کے قریب نہ تو وادی ہے، نہ ندی اور کھیتوں والی زمین اور نہ ہی پھل دار درخت ہیں۔

تاریخ سے ہمیں مزید معلومات مِلتی ہیں کہ مقدس شہر دیواروں اور پہاڑوں سے گھرا ہوا تھا۔ شہر میں داخلے کا راستہ پہاڑوں کی چٹانوں میں موجود دو دراڑوں (ثنیۃ) سے ہو کر گذرتا تھا۔ مُحمد اِنہیں دراڑوں سے گذر کر شہر میں داخل ہوا۔

موجودہ مکہ شہر میں قدیم دیواروں، پہاڑوں یا چٹانوں سے گھرے ہونے کے نشانات نہیں ملتے ہیں اور نہ ہی داخلے کے لئے چٹانوں میں دراڑیں موجود ہیں۔ لیکن یہ تمام چیزیں اُردن کے شہر پیٹرا میں ملتی ہیں۔

صفا اور مروہ کے دو پہاڑ اِسلامی حج میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ قدیم تاریخی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ پیٹرا میں دو بڑے پہاڑ تھے جن کی چوٹیوں پر بت اور مزار تھے۔ لوگ سیڑھیاں چڑھ کر پہاڑ پر بتوں کی پوجا کے لئے جاتے تھے۔ موجودہ مکہ میں انسانی

ہاتھ سے بنے دو چھوٹے ٹیلے ہیں جنھیں صفااور مروہ کہتے ہیں اور یہ ایک مسجد کے اندر ہیں۔

پہاڑ حرا کے پاس ایک غار تھی جہاں محمدؐ نے نبی ہونے کا دعویٰ کرنے سے پہلے ایک بت پرست کی طرح روزے رکھنے اور عبادت کرنے میں کافی وقت گزارا تھا۔اِسلامی ادب کے مطابق پہاڑ حرا شہر کے سامنے تھااور یہ مکہ کے بالائی حصے میں واقع تھا۔ لیکن موجودہ پہاڑ حرا کعبہ سے بہت دور ہے اور نہ ہی شہر کے سامنے ہے۔

پیٹرا مدینہ کے شمال میں ہے اور موجودہ مکہ مدینہ کے جنوب میں ہے۔ لیکن تاریخی کتابیں ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ قریشی فوجوں نے ہمیشہ شمال سے مدینہ پر حملہ کیا۔ نیز خندق کی جنگ کے دوران، مدینہ کو شہر کے شمال کی طرف دو پہاڑوں کے بیچ خندق کھود کر بچایا گیا تھا۔

مکہ پر حملہ کرنے کے لئے مدینہ سے نکلنے والے اِسلامی لشکر ہمیشہ مدینہ سے شمال کی جانب پیٹرا کی طرف پیش قدمی کرتے نا کہ موجودہ مکہ کی جانب جنوب کی طرف۔ دوسرے الفاظ میں،اصل مقدس شہر یا مکہ، مدینہ کے جنوب میں نہیں بلکہ شمال میں تھا۔

ابتدائی مساجد کا رُخ پیٹرا کی جانب ہے۔ اِسلامی روایت کے مطابق تمام مساجد کا رُخ کعبہ کی جانب ہونا چاہیے۔ مُحمد کے زمانے سے لے کر 107 ہجری تک یا 725 بعد از مسیح تک جتنی بھی مساجد تعمیر کی گئی اُن کا رُخ پیٹرا کی جانب تھا۔ مسلمان گروہوں میں دو کعبوں کو لے کر پیدا ہونے والے تناؤ کی وجہ سے اگلے سو سالوں کے دوران نئی بننے والی مساجد کا رُخ مختلف سمتوں میں رہا۔ سن 133 ہجری یا 750 بعد از مسیح عراق کی عباسی حکومت نے شام پر قبضہ کر کے بغداد کو اِسلامی حکمرانی کا مرکز بنا دیا۔ اُس وقت سے مشرقِ وسطیٰ کی مساجد میں سعودی عرب کے نئے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جانے لگی۔

پیٹرا سے مکہ، یہ تبدیلی کیسے واقع ہوئی؟

مُحمد کی وفات کے تین دہائیوں بعد سن 64 ہجری یا 683 بعد از مسیح میں پیٹرا کے گورنر عبد اللہ ابنِ زبیر نے شام کے شہر دمشق میں اموی خاندان کے خلیفہ یزید کے خلاف بغاوت کی اور خود خلیفہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ طبری ہمیں بتاتا ہے کہ عبد اللہ نے کعبہ کو منہدم کر کے زمین بوس کر دیا اور خود کالا پتھر لے کر موجودہ مکہ کے ایک دور دراز علاقے میں چلا گیا۔ اُس نے ایسا امویوں کے انتقام سے بچنے اور ایک نیا کعبہ

بنانے کے لئے کیا اور حاجیوں کی توجہ حاصل کرنے کے لئے کالے پتھر کو نئے کعبہ میں رکھا۔ وہ جانتا تھا کہ جہاں کالا پتھر ہو گا اُسی جانب مسلمانوں کا دل مائل ہو گا۔

اِس دوران یکے بعد دیگرے امویوں کے تین حکمرانوں کی موت ہوئی اور اموی حکومت عبداللہ سے لڑ کر کالا پتھر پیٹرا لانے کی بجائے اپنے اندرونی مسائل کا شکار ہو گئی۔ اموی حکومت کی کمزوری کی وجہ سے عبداللہ ایک نیا کعبہ اور حج کا مرکز قائم کرنے اور مسلمانوں کے لئے نماز کی نئی سمت متعین کرنے کی کوششوں میں کامیاب ہو گیا۔

سن 68 ہجری یا 687 بعد از مسیح میں مختلف مقامات پر مختلف حج کئے جاتے تھے۔ کچھ لوگ اِس اُمید پر پیٹرا جاتے تھے کہ سیاہ پتھر واپس آجائے گا۔ کچھ موجودہ مکہ میں جاتے تھے کیونکہ سیاہ پتھر وہاں تھا۔ سن 71 ہجری یا 689 بعد از مسیح میں عراق کے شہر کوفہ کے رہنے والوں نے امویوں کے خلاف بغاوت کر دی اور نئے کعبہ کی تشہیر کے لئے عبداللہ کے ساتھ مل گئے۔ سن 94 ہجری یا 713 بعد از مسیح میں زلزلے نے پیٹرا کا بیشتر حصہ تباہ کر دیا اور لوگ یہ شہر چھوڑ کر چلے گئے۔ بہت سے لوگوں نے اِس واقعہ کو اللہ کی طرف سے پیٹرا کی مذمت اور نئے کعبہ کی قبولیت کے لئے اشارہ سمجھا۔ اِس کے بعد سن 128 ہجری یا 745 بعد از مسیح میں ایک اور زلزلے نے شام

اور اُردن میں عمارتوں کو تباہ کر دیا۔ اِس کے بعد سیاہ پتھر پیٹرا واپس لوٹنے کی ساری اُمیدیں ختم ہو گئیں۔ سن 133 ہجری یا 750 بعد از مسیح میں عراق کے عباسیوں نے شام میں امویوں کا تختہ الٹ دیا اور مشرق وسطی کے زیادہ تر مسلمان سعودی عرب میں نئے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔

لیکن ابھی بھی نئے کعبہ اور مکہ کے مخالفین موجود تھے۔ قرمطینیوں نے عباسیوں کے خلاف بغاوت کی اور بحرین پر قبضہ کر لیا، وہ نئے خانہ کعبہ کی زیارت کے سخت خلاف تھے اور اُنھوں نے وہاں جانے والے متعدد مسلمان حجاج کو قتل کیا۔ سن 930 بعد از مسیح میں انہوں نے موجودہ مکہ پر حملہ کیا اور سیاہ پتھر کو نکال کر لئے گئے اور 21 سال تک اُسے عباسیوں کو واپس نہ دیا۔ سیاہ پتھر کے ہٹائے جانے نے حج کے لئے بڑی مصیبت پیدا کر دی۔ آخر کار، عراق میں عباسیوں نے سیاہ پتھر کو واپس لانے کے لئے قرمطینیوں کو ایک بہت بڑی رقم ادا کی۔ سیاہ پتھر اب سالم نہیں رہا تھا بلکہ قرمطینیوں نے اُس کے کئی حصے کر دیئے تھے۔

کیا آپ نے غور کیا کہ کس طرح سیاسی کھیلوں اور تناؤ نے اِسلام کے مقدس ترین مرکز کو پیٹرا سے موجودہ مکہ میں بدل دیا؟ کیا آپ کو پتہ چلا کہ اِسلام کا کوئی ٹھوس

معیار نہیں ہے، ہر راہنما اپنی مرضی کرتا ہے؟ یہ غیر مستحکم سیاست آپ کے لئے کس طرح فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے؟ یہ ہر گز فائدہ مند نہیں ہو سکتی ہے۔

میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے اِسلام کے ایک اور سیاسی کھیل کے متعلق آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔

اِسلامی سیاسی کھیل کی پانچویں مثال یہ ہے کہ اِسرائیل کی سرزمین یہودیوں کی نہیں بلکہ فلسطینیوں کی ہے

سورۃ المائدۃ (5) کی آیات 21 اور 22 میں لکھا ہے کہ اللہ نے اِسرائیل کا ملک فلسطینیوں یا کسی دوسرے گروہ کو نہیں بلکہ یہودیوں کو عطا کیا تھا اور یہ ہمیشہ کے لئے اُن کا ہے۔ سورۃ الاِسرَاء (17) کی آیت 104 بنی اِسرائیل سے کہتی ہے کہ پاک سرزمین میں مقیم رہو اور جب وعدہ کیا گیا وقت آجائے گا تو خُدا مختلف ممالک میں بکھرے ہوئے یہودیوں کو بھی اِسرائیل لے آئے گا۔

قُرآن کی تعلیمات کے خلاف، آپ کو یہ سکھایا گیا کہ یہودیوں نے اِسرائیل پر قبضہ کر لیا ہے۔ کچھ اِسلامی حکومتیں اور قائدین یہودیوں کو اِسرائیل سے بے دخل کرنے کے لئے ہر سال فلسطینیوں کو، حزب اللہ اور دوسرے گروہوں کو لاکھوں ڈالر بھیج

رہے ہیں، اُس سرزمین سے بے دخل کرنے کے لئے جو قُرآن کے مطابق خُدا نے یہودیوں کو ہمیشہ کے لئے دی ہے۔

کیا یہ دل شکن بات نہیں کہ ایک جھوٹ کے لئے اتنا پیسہ ضائع ہوتا ہے، جب کہ اُسے اِسلامی ممالک میں لاکھوں ضرورت مند لوگوں کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے؟ کیا یہ دل توڑنے والی بات نہیں کہ بہت سے نوجوان کو محض جھوٹ اور سیاسی کھیل کی وجہ سے یہودیوں کے خلاف دہشت گردی میں ملوث ہونے کے لئے ابھارا جاتا ہے؟ مسلمان راہنما اپنے جھوٹ اور سیاسی کھیلوں سے مسلمانوں کو اندھیرے میں رکھ رہے ہیں۔ اِس سے مسلم قوم کو بہت نقصان ہوا ہے۔ آپ بیدار رہ کر ہی اِن چالوں، جھوٹوں اور سیاسی کھیلوں سے بچ سکتے ہیں اور صرف یسُوع مسیح کے ذریعے ہی ہم ان سیاسی کھیلوں پر غالب آ سکتے ہیں۔

سوچنے کا وقت 18

1. "اللہ مکر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے" اِس عقیدہ نے مذہب اِسلام اور اُسکے ماننے والوں کی زندگیوں کو کس طرح متاثر کیا؟

2. اِسلام میں کچھ حالات کے پیشِ نظر جھوٹ اور دھوکہ دہی کو جائز قرار دیا گیا ہے؛ اِسے تقیہ یا موزوں جھوٹ یا دھوکہ کہتے ہیں۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اُسکا دین لوگوں کو جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے کی تعلیم دیتے ہیں۔

3. اِسلام میں جھوٹ بولنے اور دھوکہ دہی نے سیاسی چالوں کا ایک دروازہ کھول ڈالا۔ ایک مثال پیش کریں کہ اِس سیاسی کھیل نے کس طرح مسلمانوں کے درمیان پر امن اور مخلص تعلقات کے قائم ہونے کی راہ میں رکاوٹ حائل کر دی؟

4. اِسلام میں جھوٹ بولنے اور دھوکہ دہی کو جائز قرار دینے کے عمل نے خُود اِسلام کے اپنے نظریات کو اتنا کمزور بنا دیا کہ ان میں مستقل تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ چند مثالیں پیش کریں۔

5. کیا لوگوں کو ضرورت ہے کہ وہ اپنی زندگیاں ایک ایسے عقیدے پر قائم کریں جو جھوٹ اور دھوکہ دہی کو رَد کرے اور اُنہیں صرف اِخلاقی اِقدار کی تعلیم دے۔ کیوں؟

6. اگر مسلمان بہترین اقدار سے بے خبر رہے تو اِس کا نتیجہ کیا ہو گا؟

7. کیا ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم مسلمانوں میں بہترین اقدار کو بیدار کریں؟

جھوٹ، فریب اور سیاسی چالوں سے آزاد ہو جانے کا سکوُن

جب کوئی آپ کو دھوکہ دیتا ہے یا آپ سے سچائی چھپاتا ہے تو آپکو بہت تکلیف پہنچتی ہے۔ جس طرح دوسروں کے جھوٹ اور فریب سے آپ کو تکلیف پہنچتی ہیں، اُسی طرح آپ کے جھوٹ اور فریب بھی دوسروں کو تکلیف دیتے ہیں۔ جھوٹ اور فریب سے سب کو تکلیف پہنچتی ہے۔اِس کا حل یہ ہے کہ دوسروں سے جھوٹ اور فریب چھوڑنے دینے کی اُمید رکھنے سے پہلے آپ کو خود جھوٹ اور فریب سے دور رہنے کی ضرورت ہے

ہر طرح کے جھوٹ، فریب اور سیاسی چالوں کو چھوڑ کر اپنی زندگی کو سچائی اور دیانتداری کی بنیاد پر تعمیر کرنا، آپ اور آپ کے خاندان کے لئے بڑا اطمینان بخش ہوگا۔اِس سے ہر ایک کو تحفظ کا احساس ہوگا۔ ایسی پر سکون زندگی کے لئے ایک ایسے عقیدے کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے جو آپ کو نا صرف جھوٹ، فریب اور دھوکہ دہی سے روکے بلکہ سچائی کے وسیلہ سے آپ کے دل میں سے اِن برائیوں کو جڑ سے نکال کر آپ کو آزاد کر دے۔

میں نے اپنی سابقہ گفتگو میں یہ بتایا تھا کہ کیسے مکر، جھوٹ، فریب اور سیاسی چالوں کی جڑیں اِسلام میں پیوست ہیں اور کس طرح ابتدا سے ہی مسلمانوں کو اِس کی بھاری قیمت چکانا پڑ رہی ہے۔

سیاسی کھیل سے خُود کو بچانے کا طریقہ

آپ ایسی غیر اخلاقی باتوں سے اپنے آپ کو کیسے بچا سکتے ہیں جو اِسلامی سیاست کا حصہ ہیں؟ آپ اِن سے بچ نہیں سکتے کیوں کہ اِسلام میں زندگی کے ہر شعبے پر اِن کا اثر موجود ہے۔ قُرآن کہتا ہے کہ اللہ سب سے بہتر دھوکہ دینے والا ہے۔ اِس سے مسلمانوں کو اپنے جھوٹ اور فریب کا جواز پیش کرنے اور یہ سوچنے کا راستہ مل جاتا ہے کہ وہ ٹھیک ہیں کیوں کہ خود اللہ بھی تو دھوکہ دہی کا استعمال کرتا ہے۔

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ جھوٹ، فریب، دھوکہ بازی یا اِن جیسے اور غیر اخلاقی رویے نہ صرف آپ کے خاندان میں بلکہ ہر جگہ امن وسکون کی راہ میں رکاوٹ ہیں؟ آپ جس کسی کو دھوکہ دیں گے وہ بھی آپ کے ساتھ ویسا ہی کرے گا۔ اِس طرح آپ دونوں کا ایک دوسرے پر سے اعتماد ختم ہو جائے گا۔ اعتماد کے خاتمے سے، امن و سکون بھی یقیناً ختم ہو جاے گا۔ اسی وجہ سے بہت سارے خاندانوں میں امن، سکون

اور حقیقی محبت کا فقدان ہے، کیونکہ دھوکہ دہی اور جھوٹ نے اعتماد کو ختم کر دیا ہے۔ ایسے خاندانوں کے افراد دھوکہ دینے اور دغا بازی کے ساتھ زندگی گزارنے کے طریقے سیکھتے ہیں۔ شوہر اور بیوی، والدین اور بچے یہ سیکھ لیتے ہیں کہ کس طرح اور کہاں چالاکی سے جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا ہے۔ کیا یہ افسوسناک عمل نہیں ہے؟

میں اِپنے مادر وطن میں ایک یونیورسٹی سے بیچلر ڈگری کے لئے تعلیم حاصل کر رہا تھا، وہاں قانون کے پروفیسر کی ایک بات کو میں آج تک بھول نہیں پایا۔ انہوں نے تنقید کرتے ہوئے کہا تھا، "میں حیران ہوں کہ رشوت لینا قانونی کیوں نہیں ہے کیوں کہ ہر کوئی تو رشوت لیتا ہے"۔ انہوں نے یہ بھی کہا، "ہم اپنی خَصلَت کو دوسروں کے سامنے کیوں ظاہر نہیں کرتے اور انہیں کھل کر کیوں نہیں بتاتے کہ ہماری زندگی میں ایک بھی دن جھوٹ اور دھوکہ دہی کے بغیر آگے نہیں بڑھتا ہے"۔

تمام اِسلامی ممالک کی یہی حقیقت ہے۔ اِن سب میں زندگی اِسلام کے غیر اخلاقی قوائد وضوابط سے متاثر ہے اور بہت سے لوگوں کو اپنے تعلقات میں جھوٹ اور دھوکہ دہی کے استعمال پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جیسے کسی نے کہا ہے کہ "ہم پہلے ایک دوسرے کو بھائی کہتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کو دھوکہ دیتے ہیں"۔

اپنی گھناؤنی اِقدار پر قابو پانے کی ہمت کریں اور آزاد ہو جائیں

میں اُن مردوں اور عورتوں کی ہمت کی داد دیتا ہوں جو اپنے معاشرے اور ثقافت کے تاریک پہلوؤں پر غور کرتے ہیں، اُن میں انہیں ظاہر کرنے اور اِن زنجیروں کو توڑنے کے لئے آواز اُٹھانے کی ہمت ہے۔ ایسے لوگوں میں اِسلام چھوڑ کر اپنے لئے کوئی بہتر راستہ تلاش کرنے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔

کیا ایسی ناگوار زندگی سے آزاد ہو کر روشنی میں چلنا اور پہاڑ پہ رکھے ایک چراغ کی روشنی کی طرح زندگی گذارنا جس سے سب مستفید ہو سکیں زیادہ بہتر نہیں؟ سب سے مراد آپ، آپ کا خاندان اور دوسرے لوگ ہیں۔ جھوٹ اور دھوکہ دہی کو فروغ دینے والی تاریکی کی مثال بننے کی بجائے اپنے خاندان کے لئے روشن مثال بننا زیادہ راحت انگیز اور پُر سکون ہے۔ وہ لمحہ ایک حیرت انگیز لمحہ بن جائے گا جب آپ کی زندگی تبدیل ہو جائے گی اور آپ یہ کہہ سکیں گے، "آہ، میں اب آزاد ہوں۔ اب میری ہاں صرف ہاں ہے، میری ناں صرف ناں ہے۔ اب مجھے اپنے الفاظ کو توڑنے مروڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اب روشنی میرا ماڈل ہے۔ تاریکی نہیں"۔ ایک سچے عقیدے سے یہ سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔ یہ نہ صرف آپ کو فریب اور جھوٹ سے روکتا ہے بلکہ آپ کے دل میں سے اُس کی جڑوں کو کاٹ ڈالتا ہے اور آپ کو ایک

آسمانی شہری، آسمانی شہزادہ اور شہزادی بنا دیتا ہے۔ ہاں، ایک آسمانی شہری۔ پھر آپ سچے خُدا کے ساتھ چلنے کے قابل ہو جائیں گے۔ خُدا کے نمائندے کی طرح لوگوں میں روشنی بن کر اُن کی راہنمائی کریں گے۔

فریب ، جھوٹ، دھوکہ اور سیاسی چالوں سے آزادی پانے کی راہ میں حائل رکاوٹ اِسلام ہے

مجھے 100٪ یقین ہے کہ آپ کے لئے خُدا کے ساتھ چلنے میں سب سے بڑی رکاوٹ اِسلام ہے۔ اسی لئے میں اِسلام کو چھوڑ کر یسُوع مسیح کا پیروکار بن گیا۔ میں اپنے خاندان میں اور دوسروں کے ساتھ پر امن تعلقات قائم کرنا چاہتا تھا لیکن اِسلام میں جھوٹ اور فریب کی اجازت میرے لئے رکاوٹ تھی۔ میری زندگی میں ایک لمحہ ایسا آیا جب مجھے احساس ہوا کہ اب میں مزید اِسلام کی پیروی نہیں کر سکتا۔ اسی لئے میں اِسلام کو چھوڑ کر یسُوع مسیح کا پیروکار بن گیا۔ اِسلامی سزا کی وجہ سے میں اپنی بیوی، خاندان کے افراد، دوستوں یا دیگر افراد کے سامنے یہ ظاہر کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔ اِسلام آپ کے ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے شخص کی طرح سلوک کرتا ہے۔ اِسلام آزادی پر یقین نہیں رکھتا اور اِس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ آپ اُسے

چھوڑ دیں۔ آپ کے پاس صرف دو راستے ہیں، اعتراف کریں اور مریں یا جھوٹ بول کر زندہ رہیں۔ چونکہ جھوٹ بول کر زندہ رہنا زیادہ عام ہے لہٰذا آپ بھی زیادہ تر لوگوں اور راہنماؤں کی طرح جھوٹ کے ساتھ زندگی گذارنے لگتے ہیں۔ لیکن اُس وقت خوش قسمتی نے میرے دروازے پر دستک دی، جب مجھے یہ احساس ہوا کہ مجھے اِسلام سے آزادی کا کوئی راستہ تلاش کرنے کی ضرورت ہے جس نے میرا سکھ اور چین چھین لیا تھا۔ میرے اندر سکون اور راحت کی پیاس تھی۔ لہٰذا سکون اور راحت حاصل کرنے کے لئے میرے اندر کی پیاس نے میرے دل میں اِسلام کے خوف اور دَباؤ پر غلبہ پانے میں میری مدد کی۔

اگر آپ چاہیں تو آپ آزاد ہو سکتے ہیں

آپ جانتے ہیں کہ اگر آپ کے پاس پوری دنیا کی دولت ہو لیکن دل میں سکون اور تسلی نہ ہو تو آپ کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اُسی وقت آپ اپنی زندگی میں سکون کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ ایرانی زبان میں ایک محاورہ ہے جس کا ترجمہ ہے: "اگر آپ کچھ کرنا چاہیں تو آپ کر سکتے ہیں"۔ دوسرے الفاظ میں اگر کسی چیز کو پانے کی خواہش آپ میں ہو اور اُس کو حاصل کرنے کے لئے قدم اٹھائیں تو وہ آپ کو مل سکتی ہے۔ میں نے سکون اور راحت حاصل کرنے کے لئے قدم

اٹھایالیکن حقیقت میں وہ میری طرف دوڑے چلے آئے۔اگرآپ اپنی ابتر زندگی سے نکل کر امن کی طرف ایک قدم اٹھاتے ہیں تو امن کا شہزادہ یسُوع آپ کی جانب سو قدم اٹھاتا ہے۔ میرے ساتھ بھی یہی ہوا۔ مجھے اپنی زندگی میں اِس بات کی اَشد ضرورت تھی کہ یسُوع مسیح اور اُس کی انجیل میری زندگی کا نور بنیں۔انجیل مقدس میں 1 یوحنا 3 باب 21 آیت میں لکھا ہے کہ کوئی جھوٹ سچائی کی طرف سے نہیں ہے۔ جب میں نے یہ پڑھا تو مجھے احساس ہوا کہ اِسلام سچائی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ جھوٹ اور فریب کو جائز قرار دیتا ہے۔ مسلمانوں کا سچائی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ پُرامن تعلقات کے دشمن ہیں۔

سلیمان نبی اپنی کتاب امثال باب 12 آیت 22 میں کہتا ہے: جھوٹے لبوں سے خُداوند کو نفرت ہے، لیکن راست کار اُس کی خُوشنودی ہیں۔ سچا خُدا جھوٹ، فریب اور سیاسی چالوں سے نفرت کرتا ہے۔کیوں؟ کیونکہ یہ برائیاں آپ کے اور خُدا کے درمیان اور آپ کے اور دوسرے لوگوں کے مابین امن وسکون کو ختم کر دیتی ہیں۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ خُدا آپ سے خُوش ہو اور آپ میں راحت پائے

میں صرف اپنے دل میں، اپنے خاندان میں اور دوسروں کے ساتھ اپنے تعلقات میں ہی سکون کا خواہشمند نہیں تھا بلکہ میں اپنے خُدا کے ساتھ بھی صلح چاہتا تھا۔ تب ہی وہ مجھ سے خوش ہو سکتا تھا اور سلیمان نبی کے مطابق میں اُس کی خُوشنودی چاہتا تھا۔

اگر میں مسلمان رہتا تو مجھے کچھ حاصل نہ ہوتا۔ یسُوع کو اپنا دل دینے کے بعد یہ سب میری زندگی کا حصہ بن گئے۔ یسُوع مسیح کے نور نے میرے اندر موجود برباد کرنے والی باتوں کو ظاہر کیا اور اُن کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور کامل محبت، پاکیزگی، سکون اور راحت کے منبع تک میری راہنمائی کی۔

میری زندگی کی تبدیلی نے میری بیوی کو بھی حیران کر دیا اور اُس میں یسُوع مسیح کی انجیل پڑھنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔ جس کے نتیجہ میں اُس نے بھی اپنا دل یسُوع کو دے دیا۔ اُسے پتہ چلا کہ اِسلام کی موجودگی اور یسُوع کی غیر موجودگی میں پر امن ازدواجی تعلقات رکھنا ناممکن ہے۔ انجیل پڑھنے سے اور بھی بہت سی باتیں اُسے معلوم ہوئیں۔ مثال کے طور پر اُسے پتہ چلا کہ یسُوع نے کہا ہے کہ ایک آدمی کی صرف ایک ہی بیوی ہونی چاہئے، شوہروں اور بیویوں کو ایک دوسرے سے اپنے بدن کی مانند محبت

رکھنی چاہیے۔اُس نے کہا، "یہ بہت اچھا ہے، ایک بیوی اور ایک شوہر "اُسے یہ بات بہت پسند آئی اور اُس پر سب کچھ واضح ہو گیا۔اُس نے محسوس کیا کہ شوہر اور بیوی، حکومتوں اور عوام کے درمیان کبھی بھی امن قائم نہیں ہو سکتا اگر وہ کسی ایسے عقیدے کی پیروی کرتے ہوں جو جھوٹ اور فریب کو فروغ دیتا ہو۔اُس نے اِسلام ترک کر دیا اور یسُوع کی پیروی شروع کر دی۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے دل کی گہرائیوں میں بھی سکون اور راحت حاصل کرنے کی خواہش ہے۔اگر ایسا ہے تو زندگی میں راحت حاصل کرنے اور تکلیف دہ عوامل سے چھٹکارہ پانے کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے آپ کو عملی قدم اٹھانا چاہیے۔اِس کے لئے آپ کو یسُوع مسیح پر ایمان لا کر اس کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے۔یسُوع کے علاوہ کوئی اور آپ کو حقیقی سکون اور راحت نہیں دے سکتا۔

سوچنے کا وقت 19

1. آپ کو نہیں لگتا کہ فریب، جھوٹ اور دھوکہ دہی دوسروں کے حقوق اور آزادی پر چڑھائی ہیں؟

2. کیا دھوکہ دینا ہماری اور ہمارے خاندان کی زندگیوں کو متاثر کرے گا ؟ کن طریقوں سے ؟

3. جب آپکا اپنا مذہب فریب، جھوٹ، دھوکے اور سیاسی چالوں کو خُوش آمدید کہتا ہو تو آپ کے لیے اپنے خاندان کو ان برائیوں سے بچانا کتنا مشکل ہو گا؟ ایسی صورتحال سے آزادی پانے کا بہترین راستہ کیا ہے ؟

4. مسیح یسوُع کی انجیل میں لکھا ہے کہ کوئی جھوٹ سچائی کی طرف سے نہیں ہے ۔انجیل کا یہ بیان روحانی اور عقلی اعتبار سے آپکے لیے کیا معنی رکھتا ہے ؟

5. ہم کن طریقوں سے مسیح کو اُسکی سچی تعلیمات کے لیے احترام دے سکتے ہیں ؟

نجات صرف یسُوع میں ہے

انجیل میں اعمال کی کتاب 4 باب 10 سے 12 آیات میں لکھا ہے کہ یسُوع مسیح کے سِوا کوئی دوسرا نام نہیں ہے جس کے وسیلہ سے ہم نجات پا سکیں۔ دُوسرے اِلفاظ میں یسُوع مسیح کے علاوہ پوری دنیا میں کوئی شخص، فرشتہ، مذہب، مذہبی عمل یا کوئی اور رسم ورواج آپ کو شیطان اور گناہ سے رہائی دے کر ابدی زندگی نہیں دے سکتا۔

یسُوع آپ کو کیسے بچا سکتا ہے؟

خُدا کے سوا کون آپکو نجات دے سکتا ہے یا کس کے پاس خدائی قوت ہے کہ وہ شیطان پر غالب آسکے؟ صرف یسُوع شیطان کی غلامی سے رہائی دِلا کر آپ کو محفوظ جگہ پر لے جا سکتا ہے جہاں آپ شیطان کی پہنچ اور دُکھوں سے دور رہیں۔ اگر یسُوع خُدا نہیں تو پھر وہ آپ کو کیسے بچا سکتا ہے؟ انجیل فرماتی ہے کہ یسُوع خُدا ہے۔ اسلئے انسانیت کا نجات دہندہ یسُوع کے سِوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ وہ خُدا کا مظہر ہے اور خُدا کا کلام اور خُدا کا رُوح بن کر اِس دُنیا میں آیا۔

اس کا نام عمانوایل رکھا گیا جس کا ترجمہ ہے خُدا ہمارے ساتھ۔ اُس کا نام یسُوع بھی ہے جس کا مطلب ہے فدیہ دینے والا اور نجات دہندہ۔ اُس کا نام مسیح بھی ہے، جس کا

مطلب ہے مسیح کیا ہوا اور جس کے پاس نجات کے کام کے لئے خدائی اختیار ہو۔ کیا انجیل کے دعوے کے پیچھے کوئی روحانی اور منطقی بات ہے جس سے لوگوں کے ذہنوں، دلوں اور ضمیروں کو یسُوع کی پیروی کے لئے قائل کیا جا سکے؟ کیا انجیل یہ ثابت کرتی ہے کہ یسُوع خُدا ہے اور لوگوں کو نجات بخشنے اور اُن کے لئے جنت کی راہ ہموار کرنے کے لائق ہے؟

مسیح کے متعلق پیشن گوئیاں اور اُنکی تکمیل

انجیل کے دلائل بتانے سے پہلے میں کچھ پیشن گوئیاں بیان کرنا چاہتا ہوں جو مسیح کی پیدائش سے کئی سو سال پہلے کی گئیں تھیں۔ 300 سے زیادہ پیشن گوئیاں ہیں جو نبیوں نے یسُوع کی پیدائش سے پہلے اُس کے بارے میں کی تھیں۔ انجیل اُن نبیوں کے ایمان کا خلاصہ پیش کرتی ہے

اعمال 10 باب 43 آیت میں لکھا ہے: "یسُوع کی سب نبی گواہی دیتے ہیں کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے گا اُس کے نام سے گناہوں کی معافی حاصل کرے گا۔"

یہ پیشن گوئیاں حیرت انگیز ہیں۔ وہ 1200 سے 400 قبل از مسیح میں کی گئیں اور یسُوع کی پیدائش سے لے کر اُس کے آسمان پر اُٹھائے جانے تک سب پوری ہوئیں۔ میں اُن میں سے کچھ کا ذکر کرنے جا رہا ہوں۔

یسُوع مسیح کی پیدائش سے سات سو سال قبل یسعیاہ نبی نے یسُوع مسیح کے بارے میں پیشن گوئی کی تھی کہ: خُداوند آپ تم کو ایک نشان بخشے گا۔ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہو گی اور بیٹا پیدا ہو گا اور وہ اُس کا نام عمانوایل رکھے گی (یسعیاہ 7:14)۔ عمانوایل کا مطلب ہے خُدا ہمارے ساتھ۔

یسعیاہ نے دوبارہ پیشن گوئی کی۔ (یسعیاہ 9:6-7): اِس لئے ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اُس کے کندھے پر ہو گی اور اُس کا نام عجیب مشیرِ خُدائے قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شاہزادہ ہو گا۔ اُس کی سلطنت کے اِقبال اور سلامتی کی کچھ اِنتہا نہ ہو گی۔ وہ داؤد کے تخت اور اُس کی مملکت پر آج سے ابد تک حُکمران رہے گا اور عدالت اور صداقت سے اُسے قیام بخشے گا رب الافواج کی غیوری یہ کرے گی۔

ملاحظہ کریں کہ داؤد نبی زبور 45 کی آیت 6 میں یسُوع کے بارے میں کیا کہتا ہے:
"اَے خُدا! تیرا تخت ابدُالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔"

یسُوع کی آمد سے صدیوں پہلے بائبل کے نبیوں نے خُدا کو انسانی شکل میں ظاہر ہونے کی خواہش کرتے دیکھا تا کہ وہ انسانوں تک پہنچ کر اُن کے ساتھ قریبی تعلقات قائم کر سکے۔ اُن کا ایمان تھا کہ خُدا اپنی پوری معموری کے ساتھ یسُوع مسیح میں مجسم ہو کر لوگوں کے دلوں میں سے شیطان کی بادشاہی کو ختم کر کے اُن کے دِلوں میں آسمان کی ابدی بادشاہی قائم کرے گا۔ جب وہ رویا میں مستقبل کے واقعات کو دیکھتے تو اپنی نظریں اُن جلالی دنوں پر مرکوز کرتے جب خُدا خود یسُوع میں ظاہر ہو کر زمین پر جنگ وجدل اور نفرت ختم کر کے انسانوں میں محبت، خوشی اور صلح قائم کرے گا۔ اُنھوں نے یسُوع مسیح کو لامحدود خُدا اور اَمن کے شہزادے کے طور پر تاریکی کی سلطنت کا تختہ پلٹتے اور دُنیا کو روشن کرتے دیکھا۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ اُس کی روحانی بادشاہی کا قیام اتنا مستحکم ہو گا کہ آسمان اور زمین پر کوئی بھی اُسے ختم نہیں کر سکے گا۔ اِسی لئے یسعیاہ نبی نے کہا، "اُس کی سلطنت کے اِقبال اور سلامتی کی کچھ اِنتہا نہ ہو گی"۔ اسی لئے اُس نے کہا کہ جو بچہ کنواری سے پیدا ہو گا وہ قادرِ مطلق خُدا کہلائے گا۔

لوگوں نے اِن پیشن گوئیوں کو سُنا اور وہ ہمیشہ اِس بات کے منتظر رہتے تھے کہ کب خُدا اُن کے درمیان قیام پذیر ہو گا اور اُن کو تمام دکھوں سے رہائی دے گا۔ تب یسُوع پیدا ہوا اور انہوں نے خُدا کی تمام خصوصیات اُس میں دیکھیں۔ انہوں نے اُسے سمندر میں

طوفان کو روکتے دیکھا۔ انہوں نے اُسے مردوں کو زندہ کرتے، اندھوں کو بینائی دیتے، مفلوجوں کو شفا دیتے اور ہر طرح کی بیماری دور کرتے دیکھا۔ اُس نے یہاں تک دعویٰ کیا کہ جس نے اسے دیکھا اُس نے آسمانی باپ یعنی خُدا کو دیکھا۔

خُدا کی ساری معموری مسیح میں سکونت کرتی ہے

انجیل میں عبرانیوں 1 باب 3 آیت میں لکھا ہے: یسُوع خُدا کے جلال کا پرتَو اور اُس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔ عبرانیوں کی کتاب کے اِسی باب کی 8 آیت، داود نبی کی یسُوع کے بارے میں پشینگوئی کی تصدیق کرتی ہے: "اَے خُدا! تیرا تخت ابدُالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے"۔

انجیل میں کُلسیوں 1 باب 19 آیت میں یہ بھی لکھا ہے کہ خُدا کی ساری معموری یسُوع میں سکونت کرتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں یسُوع ہی خُدا ہے جو ہر کام کرنے پہ قادر ہے اور ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو وہ نہ کر سکے۔ یسُوع مسیح کا رسول پولُس فلپیوں کے نام اپنے خط کے 4 باب 13 آیت میں کہتا ہے: "جو مجھے طاقت بخشتا ہے اس میں یعنی یسُوع مسیح میں میں سب کچھ کر سکتا ہوں"۔

لوگوں کی نجات کے واسطے خُدا نے اپنے آپ کو مسیح میں ظاہر کیا

لٰہذا بائبل کی پوری کہانی شروع سے لے کر آخر تک اِس عقیدے پر مبنی ہے کہ خُدا ہی واحد نجات دہندہ ہے اور اُس نے لوگوں کو نجات دینے، شیطان پہ فتح پانے اور جنت میں لے جانے کے لئے اپنے آپ کو یسُوع میں ظاہر کیا۔

اگر آپ خُدا کے وجود پر یقین رکھتے ہیں تو آپ کا یہ بھی ایمان ہونا چاہیے کہ خُدا قادرِ مطلق ہے اور وہ لوگوں کو شیطان کی غلامی اور ہر طرح کے رُوحانی اور جسمانی بندھنوں سے رہائی دِلا سکتا ہے۔ آپ کو اِس بات پر بھی یقین رکھنا چاہیے کی جس طرح آدم اور حوا کی تخلیق کے لئے خُدا کی ذاتی موجودگی ضروری تھی اُسی طرح لوگوں کی نجات اور اُن کی مسلسل دیکھ بھال کے لئے خُدا کا ظہور اور شخصی تعلق ضروری ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ خُدا کو اپنے دل کے تخت پر بیٹھنے کا موقع دیں۔ تاکہ وہ آپ کے پورے دل پر قبضہ کر لے اور شیطان کے لئے کوئی جگہ باقی نہ رہے کہ وہ آپ کے دل میں رہ کر آپ کو پریشان کرے۔ نہ خدا شیطان کو جگہ دینا چاہتا ہے اور نہ ہی شیطان خدا کو۔ وہ ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے اور کبھی بھی دونوں مل کر ایک دل میں رہنا نہیں چاہتے۔

اِس لئے آپ کے دل میں یا تو خُدا رہ سکتا ہے یا پھر شیطان۔ اگر شیطان آپ کے دل میں ہے، تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے پاس نہ تو خُدا ہے، نہ نجات ہے اور نہ ہی آپ کو نجات کا یقین ہے۔ لیکن اگر آپ خُدا کو اپنے دل میں رہنے دیں گے تو خُدا آپ کے ساتھ ہو گا اور جنت آپکی ابدی سکونت گاہ ہو گی اور آپ کو ہمیشہ اپنی نجات کا یقین ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری زندگیوں میں یسُوع مسیح میں خُدا کا ظہور اتنا اہم کیوں ہے۔ کوئی بھی شخص ہمیں شیطان کے ہاتھوں سے بچا نہیں سکتا تھا۔ تاہم خُدا خود نجات کا منصوبہ لے کر اِس دنیا میں آیا تاکہ ہمارے دلوں میں سے شیطان کی بادشاہی کو ختم کرے۔

خدا کس طرح ہمارے دلوں میں سے شیطان کی بادشاہی ختم کر کے ہماری زندگیوں میں اپنے منصوبہ کی تکمیل کرتا ہے؟

پہلے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کس طرح شیطان کی بادشاہی میں اضافہ ہوتا ہے تاکہ اس کی بربادی کو سمجھنا آسان ہو جائے۔ ہر وہ شخص جِسے شیطان جیت کر اپنا قیدی بنالیتا ہے وہ اُس کی بادشاہی کی ترقی کا سبب بنتا ہے۔ اِس کے برعکس ہر شخص جو شیطان کی بادشاہی سے نکل کر خُدا کی بادشاہی میں داخل ہو جاتا ہے وہ شیطان کی بادشاہی کی

بربادی کا سبب بنتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اگر آپ نے نجات نہیں پائی یعنی آپ کو نجات کا یقین نہیں ہے تو اِس کا مطلب ہے کہ آپ شیطان کی بادشاہی کو ترقی دے رہے ہیں۔ اگر آپ یسُوع کو اس بات کی اجازت دیں کہ وہ آپ کو بچائے اور نجات کا یقین دے کر آپ کو آسمانی شہری بنادے تو اِس طرح شیطان کی بادشاہی برباد ہو گی۔

یسُوع کے بغیر شیطان پر غلبہ پانا ناممکن ہے۔ چونکہ شیطان فریب اور جھوٹ کا ماہر ہے،، وہ ظاہری طور پر اچھابن کر یا کسی بھی ممکنہ طریقے سے حق کے جھوٹا نبی بن کر آپ کو پھنسا سکتا ہے۔ اگر آپ کی زندگی میں کوئی رول ماڈل نہیں ہے تو آپ کے دھوکہ کھانے کا زیادہ امکان ہے۔ اسی لئے میں نے آپ کو بتایا کہ ہمارے لئے یسُوع مسیح میں خُدا کا مکاشفہ بہت ضروری ہے۔

یسُوع میں خُدا کے علاوہ کوئی بھی ہماری زندگی کے لئے بہترین رول ماڈل نہیں ہو سکتا۔ نسل انسانی میں سے ہر ایک نے شیطان کو راستہ دیا اور گناہ کیا۔ یہاں تک کہ اِسلام کا پیغمبر، محمد سورۃ الأعرَاف (7) کی آیت 188 میں کہتا ہے کہ شیطان کے چھونے کے وجہ سے اُس سے گناہ سرزد ہوا۔ ہر کوئی لاقانونیت میں ملوث رہا ہے، ہر کسی نے دوسروں کے حقوق کو نظر انداز کیا ہے اور شعوری یا لاشعوری طور پر شیطان کے مقاصد کے لئے استعمال ہوا ہے۔ گنہگار شخص دوسرے لوگوں کے لئے اچھا رول

ماڈل نہیں بن سکتا۔ صرف خُدا ہی گناہ سے مبرّا ہے۔ پاک خُدا پاک یسُوع میں مجسم ہوا تاکہ ہمارے لئے اچھا رول ماڈل بنے۔ وہ ہمارے لئے یسُوع کی صورت میں ظاہر ہوا تاکہ ہم اچھے رول ماڈل کا معیار سمجھ سکیں اور ہمیں فلسفی، نظریاتی، معاشرتی، سیاسی یا اخلاقی ہر پہلو میں کامیابی حاصل ہو سکے۔

انجیلی بیان کے مطابق یسُوع نے اپنی زمینی زندگی میں عظیم کاموں کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ وہ ایک بہترین رول ماڈل ہے۔ دوسرے مذاہب کے برعکس وہ ہمیں فلسفیانہ طریقے سے یہ سکھاتا ہے کہ خُدا کبھی بھی اپنے آپ کو نہیں چھپاتا بلکہ وہ ہمیشہ قابل رسائی ہے۔ وہ ہمارے دِلوں کے تخت پر بیٹھنا چاہتا ہے اور ہماری ہلاکت کا منصوبہ باندھنے والے شیطان کے خلاف ہمارے ساتھ کھڑا ہے۔ وہ ہمیں نظریاتی طور پر یہ بھی سکھاتا ہے کہ خُدا پاک، انصاف پسند، محبت کرنے والا، شفیق اور امن پسند ہے وہ کبھی بھی شیطان کا ساتھ نہیں دیتا۔ جبکہ ہم شروع میں دیکھ چُکے ہیں کہ قُرآن کی سورۃ الجنّ (72) میں لکھا ہے کہ اِسلام کا خُدا اپنے مذہب اِسلام کے پھیلاؤ کے لئے جنات کا استعمال کرتا ہے۔

یسُوع نے اپنی زمینی زندگی اور تعلیمات سے واضح طور پر ثابت کیا ہے کہ کوئی بھی شخص یا معبود جو شیطان اور جنات کا ساتھ دیتا ہے۔ اُس کا سچائی سے تعلق نہیں ہو سکتا

اور وہ لوگوں کو نجات دینے کے قابل نہیں ہوتا۔اِسی لئے لوگوں کو سچے نجات دہندہ کی تلاش کرنی چاہیے۔ یسُوع ہمیں معاشرتی،اِخلاقی اور سیاسی طور پر یہ سکھاتا ہے کہ ایک بہترین رول ماڈل ایسے تعلقات استوار کرنے میں ہماری راہنمائی کرتا ہے جن میں محبت،خوشی،امن، تحمل،رحمدلی،نیکی،وفاداری،نرم مزاجی اور ضبط النفس ہو۔ جو بھی اِن اِقدار سے منہ موڑتا ہے وہ لوگوں کی نجات یا خُدا کے ساتھ صُلح کرانے کے قابل نہیں ہوتا۔ تو اب آپ ہر پہلو سے سمجھ گئے ہونگے کہ آسمان میں یا زمین پر یسُوع مسیح کے علاوہ کیوں کوئی دُوسرا نام نہیں ہے جو ہمیں نجات دے سکتا ہو۔اِسی لئے انجیل ہمیں بتاتی ہے کہ: یسُوع مسیح کھوئے ہُووں کو ڈُھونڈنے اور نجات دینے آیا۔ (لوقا10:19)

کھوئے ہوئے لوگ وہی ہیں جن کے پاس نجات یا نجات کی یقین دہانی نہیں اور وہ ہمیشہ شیطان کی تدبیروں اور حملوں کے سامنے غیر محفوظ ہوتے ہیں۔ شیطان اُس وقت ہم پر حملہ کرنے اور ہمیں گمراہ کرنے کے قابل نہیں ہوتا جب ہم آسمان کی بادشاہی کے رکن بن جاتے ہیں اور یسُوع مسیح کے روح اور اُس کی قیادت میں ہم محفوظ ہوتے ہیں۔ دنیا میں بہت سے لوگ کسی مذہب کی پیروی صرف اِس لئے کر رہے ہیں کیونکہ اُن کے والدین یا رشتہ دار اُس مذہب کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ نہیں

جانتے کہ اُن کا مذہب اِس قابل نہیں کہ خُدا کا مکاشفہ اُن پر ظاہر کر سکے تاکہ خُدا اُنہیں گناہوں اور شیطان سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنے پروں کے نیچے پناہ دے۔ لیکن خُدا چاہتا ہے کہ ہم ایک ایسے عقیدے کی پیروی کریں جسے ہم جانتے ہوں کہ وہ سچا ہے، جو دلائل سے اپنی سچائی ثابت کر سکے اور جو ہمیں نجات دینے اور جنت میں لے جانے کے لئے راستبازی کی راہ پر ہماری راہنمائی کرنے کے قابل ہو۔

میں بہت خوش قسمت ہوں کہ میری آنکھیں کھل گئیں اور مجھے احساس ہوا کہ خُدا کے ساتھ میرا شخصی تعلق ہر چیز سے زیادہ اہم ہے اور میں اِس بات سے بہت خوش ہوں۔ پھر میں نے اپنی نجات کے لئے خُدا کی مرضی کو قبول کیا اور اپنے لئے بہترین رول ماڈل کی تلاش کی اور میں نے یسُوع کو پالیا۔ میں بہت سی سچائیاں جان کر حیران ہوا جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ صرف یسُوع ہی بہترین راستہ، سچائی اور زندگی کا سرچشمہ ہے۔ صرف وہی لوگوں کو نجات دے سکتا ہے۔ اور میں نے اپنی زندگی اُسے دے دی۔ آپ بھی اُس پر بھروسہ کر کے ایسا کر سکتے ہیں۔ وہ آپ کو بھی نجات دے سکتا ہے۔

سوچنے کا وقت 20

1. لوگوں کا ایمان ہے کہ خُدا ہر جگہ موجود ہے۔ اگر یہ سچ ہے، تو آپ کو نہیں لگتا کہ وہ خُود کو آپ پر کبھی بھی کہیں بھی ظاہر کر سکتا ہے؟

2. اگر خُدا خود کو ظاہر کرنے والا خدا ہے تو پھر کون سی شےء ہمیں اُن لوگوں کی گواہی پر یقین کرنے سے روک سکتی ہے جنہوں نے خُدا کو دیکھا ہے؟

3. خُدا نے اِنسان کو اپنے شخصی دَم اور لمس سے پیدا کیا، آپکو نہیں لگتا کہ نجات (روحانی نیا پن) کے عمل میں بھی خُدا کی یہ شخصی چھوُان (لمس) ضروری ہے؟

4. کیا یہ اچھا نہیں کہ خُدا ہمیں گلے سے لگائے اور خُود ہمیں بچائے؟

5. موُسیٰ کہتا ہے کہ خُدا نے آگ کی جھاڑی میں خُود کو موسیٰ ظاہر کیا۔ اُس نے روُبرو خُدا سے بات بھی کی۔ انجیل کہتی ہے کہ خُدا نے دنیا کو بچانے کے لیے خُود کو مسیح کے وجود میں ظاہر کیا۔ آپکو کیا لگتا ہے کہ خُدا جیسے چاہے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کر سکتا کیا؟

6. دُنیا کو بچانے کے لیے خُدا کی شخصی شمولیت (انسانی بننا) کیوں ضروری ہے؟

7. تمام مذاہب نجات کو لوگوں کے اعمال اور انکی کوششوں پر چھوڑ دیتے ہیں لیکن انجیل فرماتی ہے کہ صرف خُدا ہی نجات بخش سکتا ہے۔ کس نجات پر زیادہ بھروسہ کیا جا سکتا ہے—وہ جو انسان کی طرف سے ہے یا وہ جو خُدا کی طرف سے ہے؟

8. اگر آپ آرزو مند ہیں کہ خُدا آپ کو بچائے تو پھر آپکو چاہیئے کہ آپ یسُوع مسیح کی پیروی کریں۔

یسُوع راہ، حق اور زندگی ہے

انجیل کے مطابق یسُوع نے کہا: راہ اور حق اور زندگی میں ہُوں۔ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا۔

وہ تمام لوگ جو خُدا پر ایمان رکھتے ہیں، اُنہیں پورا بھروسہ ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے خُدا کے ساتھ رہیں گے۔ یسُوع لوگوں کو وہ تسلی بخش ضمانت دے رہا ہے جو اِس سے پہلے کسی نے نہیں دی تھی۔ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ راہ ہے اور اپنے لوگوں کو جنت میں لے جائے گا جہاں وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہیں گے۔

یسوُع ہی جنت کا راستہ ہے

یسُوع یہاں کسی نبی کی طرح نہیں کہہ رہا کہ اگر تم یہ کرو یا وہ کرو تو ہو سکتا ہے تم جنت میں جا سکو۔ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ خود جنت کا راستہ ہے۔ جو بھی اس پر ایمان لائے گا وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔ لہٰذا یسُوع اُن نبیوں کی طرح نہیں جو اپنے پیروکاروں کو راستہ دیکھانے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ بلکہ یسُوع نے خود جنت میں جا کر اپنے دعولے کو ثابت کیا۔ اُس کے شاگردوں اور سینکڑوں دوسرے لوگوں نے اُسے جنت میں اوپر جاتے ہوئے دیکھا اور اس پر ایمان لائے جس نے کہا تھا کہ وہ اپنے لوگوں کو

جنت میں لے جائے گا جہاں وہ خود ہو گا۔ لہٰذا یسُوع ہی واحد راستہ ہے۔ اگر ہم خُدا تک رسائی، جنت میں داخلہ اور ابدی نجات پانا چاہتے ہیں تو آپ کو اور مجھے یسُوع پر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ جو بھی شخص ہمیں خوشخبری دینا چاہتا ہے وہ خود اس خوشخبری کی مثال ہونا چاہئے؟ اِسلام کے نبی نے کہا کہ آپ جنت میں جا سکتے ہیں لیکن خود اُسے جنت میں جانے کا یقین نہیں تھا اور نہ ہی وہ یسُوع کی طرح جنت میں جاتے ہوئے دیکھا گیا۔

مُحمد کی وفات کے بعد اُس کے پیروکاروں نے تدفین میں تاخیر کی۔ ان کا خیال تھا کہ اسے مٹی کے نیچے دفن نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ بھی یسُوع کی طرح زندہ ہو جائے گا اور آسمان پر اُٹھایا جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا اور پھر اُس کے جانشینوں میں سے ایک نے مجمع کو یہ باور کرایا کہ مُحمد بھی اُن جیسا انسان تھا اور اُسے بھی اُن کی طرح ہی موت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ دوسرے الفاظ میں وہ یسُوع کی طرح مُردوں میں سے جی اُٹھنے اور آسمان پر جانے کے لائق نہیں تھا۔

کوئی بھی یسُوع جیسا نہیں ہے۔ اُس نے موت کو شکست دی اور اب آسمان میں تخت نشین ہے۔ اگر ہم اس کی پیروی کرنے کا فیصلہ کریں تو وہ آپ کو اور مجھے آسمان کی بادشاہی کا وارث بنا سکتا ہے۔

یسُوع نے یہ بھی کہا کہ وہ حق ہے

ہم یسُوع کے اِس دعوے کو اُس وقت تک سمجھ نہیں سکتے جب تک ہم یہ نہ سمجھ لیں کہ سچائی کیا ہے۔ چیزوں کو ویسا ہی بیان کرنا جیسی وہ ہیں، سچائی ہے۔ سچائی کبھی بھی چیزوں کی غلط عکاسی کو برداشت نہیں کرتی۔ مثال کے طور پر سچائی خُدا کو ایسے شخص کے طور پر بیان کرتی ہے جو جھوٹ نہیں بولتا اور دھوکہ دہی نہیں کرتا کیونکہ وہ فطرتاً عادل اور پاک ہے۔

یسُوع کی انجیل میں کبھی بھی خدا کو جھوٹا یا فریبی نہیں کہا گیا۔ لیکن مُحمد نے اپنے قُرآن میں کہا ہے کہ خُدا بہترین دھوکہ باز ہے اور کچھ حالات میں جھوٹ بولنے کی اجازت دیتا ہے۔ میں اپنی سابقہ گفتگو میں قُرآن میں سے پہلے ہی حوالہ جات دے چکا ہوں کہ اِسلام کی ترقی کے لئے جھوٹ اور دھوکہ دہی جائز ہیں۔ اِسلام میں آپ کسی مخالف یا غیر مسلم کی زندگی کو تباہ کرنے کے لئے جھوٹی گواہی دے سکتے ہیں۔

یسُوع مسیح کی انجیل میں یہ سب کچھ منع ہے۔ آپ کو اپنے دشمن سمیت کسی کے خلاف جھوٹ بولنے یا جھوٹی گواہی دینے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ سچائی کبھی بھی جھوٹ کو فروغ نہیں دیتی ہے۔ انجیل میں یعقوب 3 باب 10 تا 12 آیات میں لکھا ہے: ایک ہی منہ میں سے برکت اور لعنت نہیں نکلنی چاہیے۔ کیا چشمہ کے ایک ہی مُنہ سے میٹھا اور کھاری پانی نکلتا ہے؟ اَے میرے بھائیو، کیا انجیر کے درخت میں زیتون اور انگور میں انجیر پیدا ہو سکتے ہیں؟ نہ ہی کھاری چشمہ سے میٹھا پانی نکل سکتا ہے۔ اسی طرح اگر ہمارے دلوں میں سچائی کا چشمہ ہے تو ہماری زبانوں سے سچ نکلے گا۔ لیکن اگر ہم جھوٹ بولتے ہیں یا دھوکہ دیتے ہیں تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں سچائی کا نہیں بلکہ برائی کا چشمہ ہے۔

خدا کے لب بھی اُس کے دل کی بات بیان کرتے ہیں۔ اُس کا دل کامل سچائی کی جگہ ہے۔ خدا کے دل میں جھوٹ یا دھوکہ دہی کا عنصر نہیں ہے اور اسی وجہ سے وہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولتا، نہ دھوکہ دیتا ہے اور نہ ہی کسی کو جھوٹ بولنے یا دھوکہ دینے کی ہدایت کرتا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی نبی یا مذہب جو کسی بھی وجہ سے، جھوٹ اور دھوکہ دہی کو خُدا سے منسوب کرے، وہ خُدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ سچا ہے۔

یسُوع مسیح کی زمینی زندگی خُدا کی سچائی کا کامل مظہر تھی اور اُس میں جھوٹ اور فریب نہیں تھا۔ اُس کی انجیل بھی ہر طرح کے جھوٹ اور فریب کو مسترد کرتی ہے، حتیٰ کہ چھوٹے سے جھوٹ کی بھی اجازت نہیں دیتی۔ لٰہذا یسُوع اپنے دعولے میں صحیح ہے، جب وہ کہتا ہے کہ وہ حق ہے۔ وہ کسی جھوٹ اور دھوکے کو خُدا کے ساتھ منسوب نہیں کرتا، کبھی کسی کو جھوٹ یا دھوکہ دینے کی ترغیب نہیں دیتا اور اُس کے قول و فعل میں کوئی جھوٹ، فریب یا تضاد نہیں ہے۔ وہ سچائی کا سرچشمہ ہے اور زمین پر اُس کی سچائی سے بھرپور زندگی ہمیشہ ہمارے لئے قابل بھروسہ ہے۔

یسُوع نے یہ بھی کہا کہ وہ زندگی ہے

انجیل میں یوحنا 1 باب 4 آیت میں لکھا ہے کہ یسُوع زندگی ہے اور وہ زندگی آدمیوں کا نُور ہے۔ اُس کی زندگی ایسی زندگی ہے جو ابدی زندگی بخشتی ہے، لوگوں پر آسمانی نور منعکس کرتی اور انہیں جنت میں لے جاتی ہے۔ یسُوع نے انجیل میں یوحنا کی کتاب باب 5 آیت 25 میں کہا: میں تُم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت آتا ہے بلکہ ابھی ہے کہ مردے خُدا کے بیٹے کی آواز سُنیں گے اور جو سُنیں گے وہ جئیں گے۔ یسُوع نے مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کے دل کو چھوا اور انہیں ابدی زندگی بخشی۔ اُس نے لوگوں کے درمیان اپنا دعویٰ ثابت کر دیا کہ وہ زندگی دینے والا ہے۔

مسیح کا کام ایک نبی کی طرح صرف لوگوں کی راہنمائی کرنا نہیں ہے بلکہ اُنھیں ابدی زندگی دینے کے لئے پہلے وہ اُن کے دلوں کو گناہ سے پاک کر کے نیا بناتا ہے اور پھر سچائی، پاکیزگی، راستبازی، امن اور محبت میں چلنے کے لئے اُن کی راہنمائی کرتا ہے۔ اگر پہلے سے دل صاف اور تبدیل شدہ نہ ہو تو اُس کی راہنمائی نہیں کی جاسکتی۔ کوئی بھی شخص کسی دل کو صاف اور تبدیل کر کے سچائی میں چلنے کے لئے اُس کی راہنمائی نہیں کر سکتا جب تک کہ اس میں زندگی نہ ہو اور وہ زندگی کا سرچشمہ نہ ہو۔ پس یسُوع وہ شخص ہے۔ اُس میں زندگی ہے اور زندگی کا سرچشمہ ہونے کی وجہ سے وہ زندگی کا دینے والا ہے۔ اس لئے یسُوع جنت کا راستہ ہے۔ وہ ہم پر خُدا کو ظاہر کرنے اور اُسے ہماری روزمرہ زندگی میں قابل رسائی بنانے کا واحد راستہ ہے۔

یسُوع مسیح کی راہ میں خُدا اور لوگوں کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے

یسُوع میں لوگوں کی خُدا تک رسائی ہو سکتی ہے، وہ براہ راست خدا سے بات کر سکتے ہیں اور اس کی آواز سن سکتے ہیں۔ لیکن قُرآن سورۃ الشّوریٰ (42) آیت 51 میں کہتا ہے کہ مُحمد اور اُس کے خُدا کے درمیان ایک پردہ ہے اور اِسلام کا خُدا کبھی بھی کسی سے براہ راست بات نہیں کرتا ہے۔ اب موقع ہے کہ آپ اپنے ضمیر کو اجازت دیں کہ وہ مُحمد اور یسُوع کے درمیان صحیح فیصلہ کر سکے۔ مُحمد نے سکھایا کہ خدا تک رسائی کے لئے،

خُدااوراس کے درمیان ہمیشہ پردہ رہے گا، لیکن یسُوع کے لئے ایسی کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔اس لئے یسُوع جنت میں جانے کا صحیح راستہ ہے۔

دوسرا یہ کہ یسُوع پہلے ہی جنت میں ہے لیکن قُرآن کے مطابق مُحمد جنت میں نہیں ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ جو جنت میں ہے وہی جنت کا راستہ جانتا ہے اور جنت میں جانے کے لئے صحیح راہنمائی کر سکتا ہے۔

تیسرا یہ کہ صرف آسمانی شہری، مرد ہو یا عورت، خُدا تک رسائی حاصل کر کے ہمیشہ اس کے ساتھ رہ سکتا ہے۔ اگر آپ یسُوع کی پیروی کریں تو آپ بھی اُس کی طرح آسمانی شہری بن کر ہمیشہ خدا کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ لہٰذا خُدا کی پہچان کے لئے مسلمانوں اور دُنیا کے تمام لوگوں کی اُمید یسُوع مسیح ہے۔

خُدا کے ساتھ تعلق قائم کرنے کے لئے صرف یسُوع ہی مسلمانوں کی اُمید ہے۔ شیطان پر غالب آنے اور روز عدالت سزا سے بچنے کے لئے مسلمانوں کی واحد اُمید یسُوع ہے۔ مسلمانوں کے لئے آسمانی شہری بننے کی اُمید بھی یسُوع ہے۔اِس لئے آپ یسُوع پر ایمان لا کر نجات کی ابدی خوشی حاصل کریں۔

شروع سے آخر تک میری گفتگو صبر سے سننے کے لئے آپ کا شکریہ۔ میں اُمید کرتا ہوں اور دُعا گو ہوں کہ یہ باتیں آپ کے لئے مددگار ثابت ہوں۔ خُداوند آپ کو برکت دے۔

سوچنے کا وقت 21

1. مسیح میں کونسی خُوبی اُسے ایک نبی سے مختلف بناتی ہے؟
2. مسیح نے کہا کہ آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونے کا راستہ وہ خُود ہے۔ کیا کوئی ثبوت ہے جو مسیح کے اس دعویٰ کو ثابت کرے؟
3. مسیح آسمانی ہے، وہ آسمان پر ہے، وہ آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونے کا راستہ ہے، اور آسمان کی اس بادشاہی میں داخل ہونے کے لیے وہ ہماری راہنمائی کر سکتا ہے۔ اب جبکہ آپ یہ سب کچھ جان چکے ہیں تو کیا کوئی آپ کو مسیح پر ایمان لانے سے روک سکتا ہے؟
4. مسیح نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ حق ہے۔ کیا اُسکی زمینی زندگی اُسکے اِس دعویٰ کو ثابت کرتی ہے؟
5. اگر مسیح حق ہے تو کیا یہ آپ کے لیے فائدہ مند نہیں کہ آپ اُسے اپنے لیے ایک سچے رول ماڈل کی حیثیت سے تسلیم کر لیں؟

6. خُدا کی زندگی بخشنے والی رُوح نے کنواری مریم پر سایہ کیا اور اُس نے ایک کامل پاک اور زندگی دینے والے بیٹے کو جنم دیا۔ اسی لیے مسیح نے دعویٰ کیا کہ وہ ہمیشہ کی زندگی ہے اور زندگی کا منبع اور زندگی کا بخشنے والا ہے۔ اگر آپ ابھی تک مسیح پر ایمان نہیں لائے تو برائے مہربانی ابھی لے آیئے اور ہمیشہ کی زندگی پایئے۔

Bibliography کتابیات

- Muhammad Jarir Tabari, Tabari's History, "The History of Prophets and Kings"
- Qurans: Nobel Koran, Pickthall, Yusuf Ali and Dr.Mohsin.
- Scripture quotations are from The Holy Bible,King James Version (KJV) (public domain).
- Scripture taken from the Holy Bible, Modern King James Version ®, Copyright © 1962 – 1998. By Jay P. Green, Sr. Used by permission of the copyright holder.
- Scripture quotations marked are from ESV (The Holy Bible, English Standard

Version ®), Copyright © 2001 by Crossway, a publishing ministry of Good News Publishers. Used by permission. All rights reserved.

- Scripture quotations are from The Holy Bible,NEW INTERNATIONAL VESION ®, Copyright © 1973, 1978, 1984 by International Bible Society. Used by permission of Zondervan Publishing House. All rights reserved. 279 Scripture quotations are from the (CEV) Contemporary English Version Copyright ® 1991, 1992, 1995 by American Bible Society, used by permission.

- The Mecca Question by Jeremy Smyth, Copyright © Jeremy Smyth, 2011.
- https://en.wikipedia.org/wiki/First_they_came
- https://en.wikipedia.org/wiki/Giraffe#Neck;
- http://www.africam.com/wildlife/giraffe_drinking_
- Maulana Fateh Muhammad Jallendhri, Quran Kareem.
- Urdu Study Bible – 2015, Second Edition, Pakistan Bible Society, LAHORE, PAKISTAN.

مسلمانوں کو بچپن سے سکھایا جاتا ہے کہ اِسلام ہی آخری اور کامل دین ہے۔ مسلم اُمہ کے علماء اور راہنما مسلمانوں کو یہ سکھاتے ہیں مگر انہیں یہ اجازت نہیں دیتے کہ وہ دوسرے عقائد کے مدِمقابل اِس دعویٰ کی سچائی کو پرکھ سکیں۔ زندگی میں آگے بڑھنے کیلئے ضروری عمدہ عقائد اور اِقدار کو اپنے لیے دریافت کرنے کی اُنکی خُداداد آزادی اور حق سے در حقیقت اُنہیں محروم کر دیا گیا ہے۔

فہم اور آزادی مسلمانوں کی مدد کرتی ہے کہ وہ اسلام کے علاوہ دیگر مذہبی اور ثقافتی نظریات کو سیکھ کر خُود کو اِسلام کی خباثت سے آزاد کر سکیں۔ یہ کتاب اپنے شروعاتی ابواب میں مسلمانوں کو یہ جاننے میں اُنکی حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ حقیقی شخصی علم کا اکتساب کیے بغیر وہ بہترین عقائد کو اپنانے اور ایک تخلیقی ثقافت میں رہنے کے قابل نہیں بن سکتے۔ اِس کے بعد اپنے باقی حصے میں یہ کتاب اِسلام کے بنیادی عقائد کا درَک دیتی ہے اور اِسلامی عقیدہ کے کلیدی پہلوؤں کو مسیحی عقیدہ کے تناظر میں پرکھتی ہے تاکہ مسلمانوں کے پاس ایک صحیح نقطۂ نظر ہو جس سے وہ اِسلام کے کامل دین ہونے کے دعویٰ کو پرکھ سکیں۔

ڈاکٹر ڈینیل شائستے اپنے ماضی میں ایک انقلابی مسلم سکالر اور سیاسی راہنما تھے مگر اب وہ ایک مسیحی اپالوجسٹ ہیں اور انجیل کے مُبشر ہیں۔ دو دہائیوں پر محیط پوری دنیا کا سفر، مسلم اور دیگر عقائد کے عُلماء سے انگِنت مناظرے ڈاکٹر ڈینیل شائستے کو خاص پہچان بخشتے ہیں اور اُن متیازی اوصاف سے لیس کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کے دِلوں اور اُنکے ذہنوں کو چھو جائیں اور ایک بااِختیار انداز میں اُن کے ساتھ مسیح کی محبت کو بانٹیں۔

ISBN 978-0-9756017-7-8
90000
9 780975 601778